اشاعت التوحید اوران کے امیر مولانا محمد طیب طاہری کے ساتھ

مجموعہ

سوالات وجوابات

وکیل احناف، استاذ العلماء، قدوۃ الصلحاء

مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی حفظہ اللہ

مسائل ودلائل پر
مبنی خوبصورت
رنگین پوسٹرز

0321-6353540

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! محترم ومکرم جناب شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد طیب صاحب طاہری مدظلکم امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ العالمیہ۔

گذارش ہے کہ آپ کی کتاب ''**مسلک الاکابر فی تحقیق الحیوۃ و عدم السماع لا ھل المقابر**.'' نظر سے گزری، مطالعہ کے بعد تو چند سوالات دل میں ابھرے، ارادہ ہوا کہ ایک عریضہ لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔ آپ وضاحت فرمادیں تاکہ تسلی وتشفی ہوجائے۔

چنانچہ وہ سوالات یہ ہیں:

سوال (1): آپ نے لکھا:

> ''مرنے کے بعد ہر مکلّف کو ایمان واعمال کے مطابق ایک نئی زندگی ملتی ہے جسے عالم برزخ کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے ''حیاتِ برزخیہ'' کہتے ہیں۔''

(مسلک الاکابر ص11)

سوال یہ ہے کہ ''مکلّف'' کسے کہتے ہیں؟ صرف روح کو؟ یا صرف جسم کو؟ یا دونوں کے مجموعے کو؟ اگر صرف جسم کو ''مکلّف'' کہتے ہیں تو قرآن وحدیث سے ثبوت پیش فرمائیں! اگر دونوں کے مجموعے کو ''مکلّف'' کہتے ہیں تو آپ نے دنیا والے جسم کی حیات کو تسلیم کرلیا جبکہ آپ نے ساری کتاب میں دنیا والے جسم کی حیات کی نفی کی ہے۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے!!!

سوال (2): آپ نے لکھا:

> ''ہمارے جو کرم فرما اسی قبر محفورہ فی الارض میں اسی دنیاوی جسم کے

ساتھ حیات دنیویہ پر اصرار فرماتے ہیں اور انبیاء وشہدا کی حیات برزخیہ کا انکار فرماتے ہیں۔''

(ایضاص 19)

سوال یہ ہے کہ کس عالم دین نے کس کتاب میں انبیاء وشہداء کی ''حیات برزخیہ'' کا انکار کیا ہے؟

سوال (3): آپ کے نزدیک ''برزخ'' ظرف زماں ہے یا ظرف مکاں؟ قرآن وحدیث سے وضاحت فرمائیں!!!

سوال (4): آپ نے لکھا:

''ساری بحث ''قبر شرعی'' کی ہے جسے عرفِ عام میں ''برزخ'' کہا جاتا ہے۔''

(ص 27)

سوال یہ ہے کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ ''قبرِ شرعی'' کو ''برزخ'' کہا جاتا ہے کیا یہ بات قرآن سے ثابت ہے یا حدیث سے؟ جس آیت میں یا جس حدیث میں کہا گیا ہو کہ قبر شرعی؛ ''برزخ'' کو کہتے ہیں وہ پیش کریں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

سوال (5): قرآن مجید میں ''برزخ'' کا لفظ پردہ، حائل اور رکاوٹ کے معنی میں تو استعمال ہوا ہے لیکن یہ بتائیں کہ قرآن وحدیث میں ''برزخ'' کا لفظ جہان اور عالم کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے؟

سوال (6): آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے علمائے اسلام کے حوالہ جات پیش فرمائے ہیں کہ قبر سے مراد صرف یہی زمین والا گڑھا نہیں ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔سوال یہ ہے کہ علمائے اسلام یہ کہہ کر کیا بتانا چاہتے ہیں؟ ایسے کہنے سے ان کا مقصد قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے کہ قبر کا لفظ اس حفرہ سمیت جسم کے ہر مقام کو شامل ہو

جائے؟ یا وہ قبر کے مفہوم سے اس ''ارضی قبر'' کو خارج کرنا چاہتے ہیں؟ انصاف کی بات کیجیے تاکہ **تاویل القول بما لا یرضی به القائل** لازم نہ آئے امید ہے کہ جلد وضاحت فرمائیں گے بارک اللہ! ماشاء اللہ!

سوال (7): آپ نے لکھا:

''(برزخ میں) ہر روح کو ایک دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے ''جسم مثالی'' کہتے ہیں اور اسی کے ساتھ اسے عذاب وثواب ہوتا ہے۔''

(ایضاً ص 27)

سوال یہ ہے کہ جس آیت اور جس حدیث میں ''جسم مثالی'' کا لفظ صاف صاف لکھا ہوا ہو، وہ پیش فرمائیں؟ قیاس آرائیوں کی ضرورت نہیں! علمائے اسلام کی عبارات بسروچشم! لیکن آپ قرآن وحدیث پیش کریں!!!

سوال (8): جتنے لوگ بھی ''جسم مثالی'' کا قول کرتے ہیں وہ سب کے سب روح کا دنیا والے جسم کے ساتھ تعلق بھی مانتے اور سماع موتی کا قول بھی کرتے ہیں۔ آپ ان کی ایک بات کو لے رہے ہیں باقی باتوں کا انکار کر رہے ہیں، آخر وجہ کیا ہے؟ قائلین جسم مثالی سے تعلق اور سماع موتی ثابت کرنا میری ذمہ داری ہے، آپ اپنی ذمہ داری ادا کریں!!

سوال (9): نیکی اور بدی کرنے میں دنیا والا ''جسم عنصری'' شریک تھا اور ثواب و عذاب کے وقت ایک دوسرے ''جسم مثالی'' کو شامل کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ عقیدہ انصاف خداوندی کے خلاف تو نہیں ہے کہ ''کرے کوئی بھرے کوئی'' جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ان الله لا يظلم الناس شيئا**۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے دیں۔

سوال (10): قیامت وآخرت کے جزاوسزا میں کون سا جسم شامل ہوگا؟ دنیاوی یا مثالی؟

سوال (11): بروز قیامت اگر دنیا والا جسم اٹھے گا تو سوال یہ ہے کہ جب برزخ میں جسم

مثالی سے روح کو نکال کر دنیاوی جسم کی طرف لائیں گے تو یہ کیا موت تصور ہوگی یا نہیں؟ اگر موت تصور ہوگی تو یہ تیسری موت ہوگی اور اگر موت نہیں تو قبض روح کو کیسے موت کہا جائے گا؟ صحیح صحیح وضاحت فرمائیں قرآن کے مطابق......

سوال(12): روح کو برزخ میں جو جسم ملے گا وہ بشکل حیوان ہوگا یا بشکل انسان ہو گا؟ یا پرندے کی شکل میں ہوگا؟ قرآن لکھیں یا حدیث! تیسری بات بعد میں کریں جن دلائل کا آپ اپنے مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں وہ خود پیش فرمائیں!!! جزاکم اللہ۔

سوال(13): حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برزخ میں جو جسم مثالی عطا ہوا ہے وہ عام موتیٰ کی طرح ہے یا وہ انسان کی صورت میں ہے؟

سوال(14): اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ بعد از موت ارواح کا سبز رنگ کے پرندوں کے جسم میں باقاعدہ حلول ہوتا ہے اور مردے برزخ میں پرندوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، تو کیا تناسخ نہ ہوگا؟ جو کہ اسلام میں ایک باطل نظریہ ہے۔ کیا یہ عقیدہ انسان کے اشرف المخلوقات کے متصادم تو نہیں ہوگا؟ اور **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کے خلاف تو نہیں ہوگا؟ **بینوا توجروا**.

سوال(15): مسلم شریف کی ''حدیث طیور خضر'' پر تو ہر مسلمان کا ایمان ہے، لیکن اس کا مطلب جو آپ نے لیا ہے کہ موتیٰ کی ارواح کو سبز رنگ کے پرندوں کے جسموں میں داخل کر دیا جاتا ہے اور وہ پرندے بن جاتے ہیں کیا یہ مطلب صحیح ہے؟ یا یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ ان کو سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے ہوائی جہاز عطا فرماتے ہیں جن میں بشکل انسانی بیٹھ کر جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں جیسا کہ دنیا میں ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کا ہے اس میں بیٹھنے والا مسافر مچھلی نہیں بن جاتا بلکہ انسان ہی رہتا ہے یا افغانستان میں عقاب کی شکل کا اسمبلی حال تھا لیکن اس میں بیٹھنے والے لوگ عقاب نہیں بن جاتے تھے بلکہ انسان ہی

ہوتے تھے۔ اس طرح موتی؛ بشکل انسانی سبز رنگ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر سیر وسیاحت کرتے ہیں لیکن پرندے نہیں بن جاتے۔

کسی صاحب کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اگر بصورت انسانی جنت میں ہونگے تو قبر میں نہ ہوں گے۔ تو یہ خیال درست نہیں کیونکہ قبر میں موجود ہوتے ہوئے بھی بصورت انسانی جنت کی سیر ممکن ہے جیسے اپنے گھر میں اپنی چارپائی پر سوتا ہوا عالم خواب میں جب چلا جاتا ہے تو وہ اپنی چارپائی پر موجود ہوتے ہوئے بصورت انسانی مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے لہٰذا یہ کوئی بعید نہیں۔ آپ وضاحت فرمائیں یہ مطلب صحیح ہے یا وہ؟

سوال(16): آپ کے نزدیک قبر و برزخ میں تضاد اور تنافی ہے کہ ایک سے دوسرے کی نفی ہو جائے یا ان دونوں کا مصداق ایک ہے اگر ان دونوں میں تضاد ہے اور ایک سے دوسرے کی نفی ہوتی ہے۔ آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے؟ اگر تضاد نہیں بلکہ مردہ انسانی قبر میں بھی ہے اور برزخ میں بھی ہے۔ قبر اس کے لئے ظرف مکاں ہے اور برزخ اس کے لئے ظرف زماں۔ زماں و مکاں دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں مثلاً زید؛ رات کے وقت مسجد میں بیٹھا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ زید مسجد میں ہے اور رات میں بھی ہے مسجد اس کے لئے مکان اور رات اس کے لئے زمان ہے۔

لہٰذا یہ دونوں باتیں مصداق کے اعتبار سے درست اور سچی ہیں ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں، تو اس طرح قبر و برزخ میں بھی کسی قسم کا تضاد نہیں۔ آپ برزخ کا لفظ دیکھ کر قبر کی نفی کیوں کر دیتے ہیں؟ ٹھنڈے دل سے جواب دیں!!!

سوال(17): آپ نے اپنی کتاب میں کئی بار اس بات کو دہرایا کہ برزخ کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح نہیں بلکہ اس سے مختلف ہے اور قسم کی زندگی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کس نے کہا ہے کہ قبر کی زندگی بالکل اور ہر لحاظ سے دنیا والی زندگی کی طرح ہے؟

اگر آپ کا ارشارہ علمائے دیوبند کی طرف ہے تو گزارش ہے کہ بے شک علمائے دیوبند نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات قبر کو ''دنیویہ'' کہا ہے لیکن انہوں نے وضاحت فرمائی ہے کہ ''حیات دنیویہ'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حیات ہر لحاظ سے بالکل دنیا والی حیات کی طرح ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات قبر کا تعلق دنیا والے جسم کے ساتھ ہے چونکہ اس حیات قبر میں دنیا والا جسم شامل ہے اور جنت کی ہر نعمت سے محظوظ ہے نہ کہ محروم! اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حیات کو 'دنیویہ' کہا جاتا ہے اور یہی ''حیات برزخیہ'' بھی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وفات عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں موت سے لے کر قیامت کے زمانہ کو ''برزخ'' کہا جاتا ہے مردہ جہاں بھی ہے وہ ''برزخ'' ہی میں ہے اس لیے کہ ''برزخ'' اس کے لئے زمان ہے۔

آپ کو علماء دیوبند کی بیان کردہ تشریح پر اعتماد کیوں نہیں؟ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم دنیاوی کو شامل حیات کر کے جنت میں موجود اور جنت کی ہر نعمت سے محظوظ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو جنت اور اس کی نعمتوں سے کیوں محروم سمجھتے ہیں؟ اگر آپ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو جنت میں اور جنت کی نعمتوں سے محظوظ تسلیم کرلیں تو جھگڑا ہی ختم۔ نقطہ اختلاف تو صرف یہی چیز ہے جس کے آپ انکاری ہیں۔

سوال (18): آپ نے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ کی کتاب ''اعلاء السنن'' کا حوالہ دے کر لکھا:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیاوی زندگی کے اعتبار سے میت ہیں اور برزخی زندگی کے اعتبار سے زندہ ہیں۔''

(ایضاً ص 16)

حضرت عثمانی تھانوی رحمہ اللہ کی بات تو بالکل درست ہے۔سوال یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ آپ کی حیات برزخیہ کا کس جسم کے ساتھ تعلق مانتے ہیں اور آپ کس جسم سے تعلق مانتے ہیں؟؟ حضرت عثمانی تھانوی رحمہ اللہ حیات برزخیہ؛ دنیوی جسم کے تعلق کے ساتھ مانتے ہیں جبکہ آپ اور جسم تجویز کرتے ہیں۔اب بتائیں حقیقت حال پر پردہ ڈال کر آپ نے کون سا ثواب کمایا؟ بینوا توجروا!!

سوال(19): آپ تو مردہ کے لیے برزخ میں ایک نیا جسم تجویز کرتے ہیں اگر کوئی شخص برزخ میں روح نئی تجویز کرے تو آپ اسے قبول فرمائیں گے یا رد کریں گے،تو کیسے؟

سوال(20): اگر کوئی شخص روح اور جسم دونوں نئے تجویز کرے تو کیا مان لیں گے یا نہیں؟

سوال(21): اگر کوئی شخص کہے کہ قیامت کے دن بھی یہی نیا مثالی جسم اٹھے گا نہ کہ عنصری! تو کیا یہ درست ہے؟

سوال(22): جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ برزخ و قیامت میں یہی دنیا والا جسم اور روح بھی جزا و سزا بھگتیں گے! تو کیا یہ عقیدہ از روئے قرآن وحدیث صحیح ہے یا غلط؟

سوال(23): احکام شریعت کا مکلّف اور مخاطب دنیا والا جسم ہے یا مثالی جسم؟

سوال(24): اگر احکام کا مکلّف و مخاطب جسم ہے ہی نہیں، دنیاوی نہ مثالی۔تو سوال یہ ہے کہ پھر حشر اجسام کی کیا حیثیت رہے گی؟؟؟

سوال(25): مثالی جسم کس چیز سے تیار ہوتا ہے کیا اس کی تخلیق کا ذکر قرآن میں موجود ہے؟ جو شخص جسم مثالی کو نہ مانے اس پر کیا حکم لاگو ہوگا؟

سوال(26): جو شخص برزخ و قبر میں جسم مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسد عنصری کو قبر کی جزا و سزا میں شریک جانے اور تعلق مانے،عندالقبر اس کے سماع کا قائل ہو اس پر کون سا شرعی حکم صادر فرمائیں گے؟؟

سوال(27): اللہ تعالیٰ کا قانون کیا ہے کہ قبر و برزخ میں کوئی شخص دنیاوی زندگی پا کر دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتا یا قبر و برزخ میں رہتے ہوئے بھی کسی جسم کی حیات حاصل نہیں کر سکتا چاہے اتنی ہو کہ وہ قبر و برزخ کے ثواب و عقاب کا ادراک و احساس کرے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں!!!

سوال28: ہمارے فقہاء احناف رحمہم اللہ نے ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب میں یہ جملہ لکھا:

”ومن يعذب فی قبره فيوضع فيه نوع من الحيٰوة“

اس جملے کا کیا مطلب ہے؟ حضرات فقہائے کرام کیا بتانا چاہتے ہیں؟ نوع من الحیوۃ جسم عنصری دنیاوی میں ہوگی یا جسم مثالی میں؟ اگر یہ نوع من الحیوۃ جسم دنیاوی میں ہے تو حیات قبر ثابت ہوئی کیونکہ نوع من الحیوۃ؛ حیات ہی تو ہوگی۔

اگر نوع من الحیوۃ کا تعلق جسم مثالی سے ہے تو یہ کیسے؟ جبکہ آپ روح کو جسم مثالی میں داخل سمجھتے ہیں اور روح کا جسم میں دخول و حلول ہو تو وہ حیات کاملہ ہوگی نہ کہ نوع من الحیوۃ! اگر آپ فقہائے کرام کے اس عقیدہ کو تسلیم فرماتے ہیں کہ قبر میں مردہ انسان میں نوع من الحیوۃ ہوتی ہیں تو جب حیات قبر آپ کو تسلیم ہے تو جھگڑا کس بات کا؟ اور انکار کس چیز کا؟ اگر آپ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ یہ ”حیاتِ دنیوی“ کے قائل ہیں، میں برزخی کا قائل ہوں۔

محترم! وہ ایسے نہیں ہیں جیسے آپ نے سمجھ رکھا ہے وہ ”حیاتِ برزخیہ“ کے قائل ہیں اور دنیوی سے مراد بالکل دنیا والی حیات نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبر و برزخ کی حیات کا تعلق دنیا والے جسم کے ساتھ ہے جیسا کہ فقہائے احناف فرماتے ہیں البتہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات تمام موتیٰ سے افضل و برتر ہے اور یہ بات آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

سوال(29): آپ نے قبر کی جو تقسیم کر رکھی ہے مدفن ارضی؛ عرفی قبر ہے اور روح کا

مقام شرعی قبر ہے۔ بتائیں! یہ تقسیم قرآن میں ہے یا حدیث میں؟ جہاں بھی یہ تقسیم بیان کی گئی ہو اس کا حوالہ دیں!!!

سوال (30): جہاں مسئلہ ہو کہ قبروں والے نہیں سنتے وہاں تو قبر سے مراد مدفن ارضی لے لیتے ہیں اور جب مسئلہ عذاب قبر یعنی حیات قبر کا ہو تو وہاں آپ روح کی قبر مراد لیتے ہیں......آخر کیا وجہ ہے؟

سوال (31): مدفن ارضی کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، خیر القرون والوں نے اور تمام علمائے اسلام نے ''قبر'' کہا ہے۔ اس سب کے باوجود آپ حضرات اس کو ''عرفی قبر'' کہتے ہیں اور صرف روح کے مقام کو کسی نے ''قبر'' نہیں کہا لیکن آپ اس کو شرعی اور حقیقی قبر کہتے ہیں......کیا وجہ؟

سوال (32): از روئے قرآن وحدیث متعین قبر یعنی مدفن ارضی کو چھوڑ کر آپ نے ایک دوسری قبر کیوں بنائی؟ آپ کو کون سی مجبوری پیش آئی کہ قبر کے شرعی مفہوم کو بدل ڈالا۔

سوال (33): قبر کے شرعی معنی کو چھوڑ کر ایک اور قبر تجویز کرنے کی وجہ دشمنان اسلام کا یہ اعتراض تو نہیں کہ جو مردہ اس ارضی قبر میں دفن نہیں ہوا تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا؟ مثلاً شیشے وغیرہ کی الماری میں رکھ دیا گیا یا پرندوں درندوں کے پیٹ میں چلا گیا وہ عذاب قبر سے بچ گیا اگر قبر میں عذاب ہوتا تو نظر کیوں نہیں آتا۔ وغیرہ وغیرہ

محترم! اگر آپ نے ان اعتراضات کی وجہ سے ''قبر'' کا مصداق بدل ڈالا تو پھر اس پر بس نہیں ہوگی مخالفین کو تو حشر اجسام، پل صراط، دوزخ، بہشت، وزن اعمال اور معراج وغیرہ پر بھی اعتراض ہیں کیا ان سب کو بدل ڈالو گے؟

سوال (34): اگر آپ نے روح کے لیے دوسرا جسم اس لیے تجویز فرمایا کہ دنیا والے جسم پر دشمنان اسلام کا اعتراض ہے کہ ہندوؤں نے اپنے مردوں کو جلا کر راکھ کر دیتے

ہیں، مردوں کو تو قبر میں مٹی کھا جاتی ہے حتی کہ ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں، جس کو سمندر کی مچھلیاں کھا گئیں یا پرندے درندے کھا گئے تو جب جسم ہی نہ رہا تو عذاب قبر کیسے ہوگا؟؟ تو ان اعتراضات سے ڈر کر آپ نے دنیا والے جسم کا انکار کر کے دوسرا جسم بنا لیا؟

سوال یہ ہے کہ مخالفین اسلام اس قسم کے اعتراض کر کے قیامت اور حشر اجسام کا بھی انکار کرتے ہیں تو کیا آپ ڈر کے مارے قیامت کا یا حشر اجسام کا بھی انکار کر دیں گے۔

سوال (35): آپ لوگوں پر مخالفین اسلام کے اعتراضات کا اتنا خوف کیوں طاری ہے کہ آپ کے عوام و خواص خود مخالفین والی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔

سوال (36): علمائے اسلام، متکلمین اسلام، فقہائے کرام اور محدثین و مفسرین نے ان اعتراضات کے کافی وافی اور شافی جوابات دیے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ کو ان جوابات پر تسلی و تشفی نہیں ہو رہی؟

سوال (37): اگر دشمنان اسلام یہ اعتراض کریں کہ قرآن کہتا ہے کہ مردے قبروں سے اٹھیں گے لہٰذا جس مردہ کو یہ قبر نصیب نہیں ہوئی وہ قیامت کے دن اٹھنے سے بچ جائے گا۔ تو کیا آپ ان کے اعتراض کے ڈر کے مارے ایک تیسری قبر تجویز فرما لیں گے یا حشر اجسام کا انکار کر دیں گے یا معقول جواب دیں گے؟

سوال (38): آپ کی کتاب کے نام میں آخری کلمہ یہ ہے ''**عدم السماع لاهل المقابر**'' سوال یہ ہے کہ یہاں کون سا مقبرہ مراد ہے؟ زمین والا یا آسمان والا؟

سوال (39): موت کے بعد اگر کوئی مردہ خاک و راکھ ہو بھی جائے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے باہر نکل جاتا ہے یا جس حالت میں بھی ہے وہ تحت القدرت رہتا ہے؟

سوال (40): عذاب قبر کے لیے اس انسانی ڈھانچے کا اصلی حالت پر باقی رہنا شرط ہے یا جس شکل میں بھی مستحیل ہو جائے، بہر حال! اس کے ذرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ

تعلق جوڑ کر عذاب قبر یا راحت قبر کا حکم فرماتے ہیں؟ فقہائے اسلام نے جو جواب لکھا ہے وہ تحریر فرمائیں؟

سوال (41): اگر یہ نظریہ رکھا جائے کہ بعض مردوں کو یہ زمین والی قبر نصیب ہوتی ہے اور بعض کو نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے نظریے سے اس آیت کا انکار تو لازم نہیں آئے گا۔ **منها خلقنا کم و فیها نعیدکم و منها نخرجکم تارۃً اخریٰ۔**

سوال (42): یہ نظریہ **فیها تحیون و فیها تموتون و منها تخرجون** کے متصادم تو نہیں ٹھہرے گا؟؟؟

سوال (43): ہر مردے نے جلد یا بادیر بہر حال مٹی میں تو ملنا ہی ہے تو یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ بعض کو قبر نہیں ملتی؟

سوال (44): دنیا والا جسم اگر نیکی و برائی میں روح کا شریک کار رہا اس کو قبر و برزخ کی کارروائی میں شامل تفتیش کرنا صرف قدرت خداوندی ہے یا قانون وقدرت کا حسین امتزاج ہوگا؟

سوال (45): اگر جسم عنصری محض آلہ ہے اس نے نہ کوئی نیکی کی ہے نہ برائی بلکہ سب کچھ روح نے کیا ہے تو کیا قیامت کے دن اس کو اٹھانا پھر دوزخ یا بہشت میں بھیجنا فضول تو نہ ہوگا؟

سوال (46): اگر جسد محض آلہ ہے تو اس کو قرآن مجید میں انسان کیوں کہاں گیا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم . وغیرہ**

سوال (47): اگر جسم محض آلہ ہے تو اس کی تجہیز و تکفین، تدفین اور جنازہ کا کیا مطلب؟

سوال (48): قبر پر سلام، قبر کی زیارت اور قبر پر پاؤں رکھنے کی ممانعت کا حکم کیوں ہے؟

سوال (49): اگر علمائے اہل السنّت والجماعت مردہ انسان میں؛ نوع من الحیوۃ مان لیں تو آپ کی جماعت کے لوگ شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں کہ دیکھو جی! یہ تیسری حیات کہاں سے آ گئی؟ یہ تو قرآن کے خلاف ہے قرآن کہتا ہے دو زندگیاں ہیں...... وغیرہ

آپ جب برزخ میں تو روح کے لیے ایک نیا جسم تجویز کرتے ہیں اور روح کا اس میں حلول ودخول سمجھتے ہیں پھر بروز قیامت اس سے روح نکلے گی اور جسم عنصری کی طرف آئے گی نتیجتاً تین مستقل تین زندگیاں اور تین موتیں لازم آئیں گی۔ کیا وجہ ہے کہ ان تین مستقل زندگیوں پر قرآن خاموش ہوجاتا؟ جبکہ تین حیاتیں اور تین موتیں بن ہی گئیں ہیں کیا آپ کو؛ نوع من الحیوۃ جو کوکہ حیات دنیا کا تکملہ یا حیات قیامت کا مقدمہ ہے گوارا نہیں؟ اور مستقل تین حیات ہضم ہیں؟

سوال (50): جب بروز قیامت جسم مثالی سے روح نکال کر اس کو مردہ بنایا جائے گا تو اس مردہ مثالی کا کیا بنے گا؟

سوال (51): آپ نے لکھا:

"البتہ اس دنیاوی یا عرفی قبر اور اس جسد عنصری کے ساتھ بھی عذاب وثواب کا ایک تعلق ہے لیکن ہم اس تعلق کی حقیقت اور کیفیت کو نہیں جانتے۔"

(ایضاً ص ۲۷)

آپ نے اس نہایت ہی مختصر عبارت میں جو کچھ فرمایا ہے؟ اگر قدرے تفصیل فرمادیتے تو کیا ہی خوب تھا۔ بہرحال! جو کچھ بھی فرمادیا غنیمت ہے۔ الحمد للہ! بندہ عاجز آپ کی اس مختصر عبارت سے جو سمجھا ہے اس کی تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہے اگر درست ہے تائید فرمائیں اور اگر غلط ہے تو آپ اپنی بات کی تفصیل بیان فرمائیں!

عالم برزخ میں نئے جسم مثالی کے ہوتے ہوئے بھی روح کا اس عرفی قبر میں یعنی ارضی قبر میں پڑے ہوئے جسم عنصری سے ایک تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے جسم عنصری کو ایک قسم کی حیات حاصل ہوتی ہے اس نوع میں الحیوۃ کی وجہ سے جسم عنصری عذاب وثواب کا ادراک واحساس کرتا ہے اور جزا وسزا کا مورد بنتا ہے البتہ ہم اس تعلق کی حقیقت اور کیفیت

کونہیں جانتے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ بہرحال! اس زمین والی قبر میں جسم عنصری کو عذاب یا ثواب ضرور ہوتا ہے؟ اب سوال ہے کہ آپ کی عبارت کا یہ مطلب صحیح ہے یا غلط؟ وضاحت فرمائیں اگر غلط ہو تو خود تفصیل بیان فرمائیں۔

سوال (52): آپ نے یہ بات تو صاف لفظوں میں بیان فرمائی کہ عذاب وثواب کا تعلق عرفی یعنی ارضی قبر اور جسم عنصری کے ساتھ بھی ہوتا ہے لیکن گذارش یہ ہے کہ ارضی قبر میں جسم عنصری کے عذاب وثواب کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک صورت یہ ہے کہ روح کا جسم عنصری سے تعلق ہو اور اسی تعلق کی وجہ سے عنصری جسم عذاب وثواب کو محسوس کرے یہ ایک معقول صورت ہے اور اسی پر اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند رحمہم اللہ کا اجماع ہے اور یہی عقیدہ ان تمام اکابر علماء دیوبند کا ہے جن کی عبارات آپ اپنی تائید میں پیش کی ہیں یہ سب حضرات روح کا جسد عنصری سے تعلق مانتے ہیں اور اس کو قبر کی کارروائی میں شریک سمجھتے ہیں جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ روح کا جسم عنصری سے تعلق نہ مانا جائے بلکہ ہر قسم کے علاقے اور تعلق کی نفی کر دی جائے اور عقیدہ یہ رکھا جائے کہ بغیر تعلق روح کے جسم کو عذاب وثواب دیا جاتا ہے جس کو علمائے اسلام ''سفسطہ'' کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک نامعقول صورت ہے۔

اب آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک جسم عنصری کے عذاب وثواب کی کون سی صورت صحیح اور برحق ہے؟ اگر آپ بتعلق روح جسم عنصری کی جزا وسزا کے قائل ہے تو 'چشم ما روشن دل ماشاد' لیکن ذرا اپنی جماعت کو یہ عقیدہ پڑھا اور سمجھا دیں کہ وہ اس تعلق کا انکار نہ کریں اور امیر صاحب کی مان لیں!!!

سوال (53): جب آپ کو اصل مسئلہ میں علمائے دیوبند سے اتفاق ہے کہ اسی ارضی قبر میں بتعلق روح جسم عنصری کو ثواب و عذاب محسوس ہوتا ہے اس کے بعد آپ اسے ''حیات برزخیہ'' سے تعبیر کریں یا ساتھ ساتھ جسم مثالی کا قول کریں تو علمائے دیوبند ان

باتوں میں آپ سے ہرگز نہ الجھیں گے لیکن اگر علمائے دیوبند اس کو حیات قبر یا شعور میت سے تعبیر کریں تو کیا آپ اس میں اختلاف پیدا کریں گے؟

سوال(54): اس وضاحت اور اس اتفاق کے بعد یہ کہتے رہنا ہم ''حیات برزخیہ'' مانتے ہیں اور فلاں فلاں اکابر نے بھی کہا ہے کہ یہ حیات دنیوی نہیں بلکہ 'برزخیہ' ہے اور ہمارے کرم فرما کہتے ہیں کہ یہ ''حیات برزخیہ'' نہیں ہے بلکہ 'دنیویہ' ہے بتائیے خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتے رہنا کون سی خدمت اسلام ہے؟

سوال(55): حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہم اللہ کی عبارات آپ نے اپنی تائید میں پیش کیں ہیں اور ان سب حضرات کا مسلک اور عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت **ولو انهم اذ ظلمو اانفسهم جائوک ......الا یه** کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ زائرین مزار اقدس پر اب بھی درخواست کر سکتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے لیے استغفار فرمائیں ہمارے حق میں دعائیں فرمائیں وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ آپ بھی ان اکابر کے اس مسلک پر قائم ہیں؟ کیا آپ کے نزدیک یہ درخواست کرنا صحیح ہے؟ اکابر کا مسلک درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆......آب حیات ص40

☆......اعلاء السنن ج10 ص498

☆......معارف القرآن ج2 ص460

☆......احسن الفتاویٰ ج4 ص551

سوال(56): حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی عبارات بھی آپ نے پیش

کی ہیں اوران کوبھی اپنا ہم مسلک بنانے کی کوشش فرمائی ہے حالانکہ انہوں صاف صاف اس بارے میں لکھا ہے:

”زائرین کو چاہیے کہ روضہ اقدس پر عرض سلام کے بعد طلب شفاعت کریں جن لوگوں نے روضہ اقدس پرسلام پیش کرنے کا کہا ان کے سلام پیش کریں اوران کے لیے طلب شفاعت بھی کریں۔“

(زبدۃ المناسک ص649 ملحق تالیفات رشیدیہ)

طلب شفاعت کا مسئلہ فقہائے احناف خصوصاً علمائے دیوبند کا متفقہ مسئلہ ہے جہاں بھی آداب زیارت قبرالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے ہیں وہاں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے آپ بتائیں آپ بھی اکابر کے اس مسلک کوتسلیم کرتے ہیں یانہیں؟ جواب ہی سے ”مسلک اکابر“ کی پیروی کی قلعی کھل جائے گی!!!

سوال(57): یہ طلب شفاعت کا مسئلہ اور بلوغ السلام کا مسئلہ سماع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عندالقبر الشریف پرمبنی ہیں یاعدم السماع پر؟ ذراانصاف کی بات کریں!!!

سوال(58): 1962ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے راولپنڈی میں فیصلہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا تھا:

”وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبرشریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہےاوراس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پرحاضر ہونے والوں کا آپ صلوۃ وسلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب وارد راولپنڈی 22 جون 1962اس فیصلہ پرفریقین کے علماءنے دستخط کیے۔دیکھیئے ماہنامہ تعلیم القرآن اگست 1962۔“

(خطبات حکیم الاسلام ج8 ص444)

فرمایئے! کہ اکابر کا یہ متفقہ فیصلہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال(59): حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عندالقبو راور عام موتیٰ کے سماع کا مسئلہ آپ کے نزدیک یکساں حیثیت رکھتا ہے؟ یا پھر آپ کے نزدیک حضرات انبیائے کرام کی کوئی خصوصیت ہے؟

سوال(60): حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔کیا اس میں آپ منسلک ہیں؟ کیا آپ ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

سوال(61): آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے اکابر کے حوالہ جات پیش فرمائے ہیں جن سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔محترم اصل حقیقت تو تب معلوم ہوگی جب ان عبارات اکابر کو خود اصل کتابوں میں دیکھا جائے گا اور ان اکابر کے عقائد کو سامنے رکھ کر یہ جانا جائے کہ ان عبارات کا مطلب کیا ہے؟ خیر! قطع نظر ان باتوں سے گزارش یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ عبارات میں تو عام موتیٰ کے سماع کی نفی کی گئی ہے۔کسی بزرگ کی کتاب کے حوالہ میں خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے سماع عندالقبر الشریف کی نفی صراحتاً نہیں کی گئی۔کیا آپ نے ان عام موتیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کی نفی سمجھ لی ہے؟

سوال(62): اگر آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو عام موتیٰ میں شامل کر کے سب پر عدم سماع کا یکساں فیصلہ فرمایا ہے تو کیا یہ آپ کا سوءِ فہم تو تصور نہ ہوگا؟؟ کیونکہ وہ سب اکابر جن کے نام آپ نے اپنی کتاب میں پیش کیے ہیں مثلاً صاحب روح المعانی، علامہ رازی، صاحب فتح القدیر، علامہ تفتازانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت گنگوہی، مفتی عزیز الرحمٰن، مفتی رشید احمد لدھیانوی، سید انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہم اللہ یہ سب حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے سماع السلام وغیرہ عندالقبر

الشریف کے قائل ہیں اوران حضرات کی تصنیفات نایاب نہیں ہیں بلکہ عام متداول ہیں ان اکابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سماع کی تصریح فرمائی ہے۔اہل علم جانتے ہیں اور جونہیں جانتے وہ اصل کتابیں ملاحظہ فرمالیں۔اگرآپ مجھے حکم فرمائیں تو یہ سارا مواد اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔

سوال یہ ہے کہ جن کو آپ اپنا اکابر سمجھ رہے ہیں اوران کی عبارات پیش کر کے یہ تاثر بھی دے رہے ہیں کہ میں ان اکابر کا ہم مسلک ہوں۔آپ بتائیں ! ان کے اصل مسلک پر پردہ دے کران کی عام عبارات میں خواہ مخواہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو شامل کر کے توحید وسنت کی کون سی اشاعت کررہے ہیں؟ اکابر کی عبارات کا ایسا مطلب لینا جوخودان کے اپنے عقیدے کے خلاف ہواور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ ہم اکابر کے مسلک پر ہیں ! یہ دھوکہ اورخیانت نہیں تو کیا ہے؟

سوال(63): اکابر رحمہم اللہ تو واشگاف الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع عندالقبر الشریف کی تصریح کرتے ہیں اورمشورہ دیتے ہیں کہ زائرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلب شفاعت کرے اورسلام دینے والوں کے سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائے۔اکابرتوفرماتے ہیں **ولوا انھم اذ ظلموا انفسھم** کا حکم اب بھی باقی ہے۔آپ اکابر کی عبارات سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام وغیرہ سنتے ہی نہیں تو کیا یہ اکابر پرالزام،اتہام اور بہتان نہ ہوگا؟

سوال(64): اسلام کی پوری چودہ سوسالہ تاریخ میں کسی ایک صحابی،تابعی، تبع تابعی، امام،مجتہد،محدث،مفسر،صوفی الغرض کسی عالم دین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی تصریح فرما کراورعندالقبر الشریف کی قیدلگا کرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع کا انکارکیاہو،بتائیں نام لیجئے۔جی بسم اللہ!!!!

سوال (65): اگر آپ اکابر علمائے دیوبند اور فقہائے احناف کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کے قائل اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے فیصلے پر قائم ہیں تو اکابر کی طرح صاف لفظوں میں اپنے اس عقیدہ کو بیان کیجئے۔ تاکہ ہمیں یقین ہو کہ آپ مسلک الاکابر کے واقعی پیروکار ہیں اور اکابر کے مسلک کو تسلیم نہیں کرتے تو اکابر کے نام پر دھوکہ دینے کا کیا فائدہ؟؟؟

سوال (66): آپ حضرت شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی تصنیف ''فتح الملہم'' کے حوالہ سے مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تحقیق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان الضابطة انما هو عدم السماع لكن المستثنيات في الباب كثيرة (فتح الملهم 2/479) بے شک ضابطہ تو عدم سماع ہی ہے لیکن اس باب میں مستثنیات بہت ہیں۔''

(ایضاً ص 33)

ماشاءاللہ! آپ نے اکابر کے حوالے سے یہ بات تسلیم فرمالی کہ ضابطہ عدم سماع سے بہت سی چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ مستثنیٰ کون کون ہیں؟ آخر اکابر نے جن افراد کو عدم سماع کے ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ان کی تفصیل تو بیان کی ہوگی ناں؟

سوال (67): آپ کی مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر نے اس کی تفصیل بیان کی ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''فیض الباری میں انہی مستثنیات میں سے بعض مواقع سے بحث کی گئی ہے۔''

(ایضاً ص 34)

معلوم ہوا کہ اکابر کا مسلک ہے کہ عدم سماع میں سے بہت سی مستثنیات ہیں اور ان مستثنیات کی اکابر نے تفصیل بھی بیان کی ہے اور ان مستثنیات پر ایمان بھی مسلک اکابر

ہے لیکن آپ نے مسلک اکابر کی پیروی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اکابر کی مستثنیات کو کیوں چھپا دیا؟ کیا یہ کتمان حق نہیں ہوگا؟

سوال (68): بتائیں کہ اکابر رحمہم اللہ کی طرح آپ کن کن کو عدم سماع کے ضابطہ سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں؟

سوال (69): کیا آپ عدم سماع کے ضابطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

سوال (70): اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ضابطہ سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت عند القبر الشریف کے قائل ہیں تو اس عقیدہ کا اعلان واظہار فرما دیجئے اور امارت کے چلے جانے کا خوف نہ کھایئے! اور اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مستثنیٰ نہیں سمجھتے تو پھر ظاہر ہے کہ آپ کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں سمجھتے اب بتائیں کہ اکابر تو فرمائیں کہ **فی الباب مستثنیات کثیرۃ** اور آپ ایک مستثنیٰ بھی تسلیم نہ کریں تو کیا یہ اکابر کے مسلک کی پیروی ہوگی یا اس سے بیزاری؟ جواب دیں!!!

سوال (71): آپ نے اپنی کتاب میں ''کشف مغالطات'' نامی کتاب کو بڑی ہوا دی حتی کہ اس کے آخری چار صفحات کا عکس بھی کتاب کے آخر میں شامل کیا اور فرمایا کہ یہ کتاب ہندوستان میں عدم سماع موتی کے موضوع پر لکھی گئی تھی اور اس پر اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں اور اس طریقہ سے آپ نے ثابت کر دکھایا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک مردے نہیں سنتے،

میرے محترم! کشف مغالطات نامی کتاب شاید ایک آدھ بار ہندوستان میں چھپی ہوگی لیکن اب تو وہ کتاب ناپید ہے اگر وہ کتاب عام متداول ہوتی تو دیکھ کر حقیقت حال معلوم کی جاتی لیکن آپ کی پیش کردہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عام موتی

کے سماع کی نفی کی گئی ہے چونکہ عام موتیٰ کے سماع کا مسئلہ مختلف فیہ اور غیر اہم ہے اس لئے ہمارے علمائے کرام اس میں بہت زیادہ نہیں الجھتے الا بقدر ضرورت۔

لیکن اہم اور اجماعی مسئلہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع کا ہے اگر کتاب مذکورہ آپ کے پاس موجود ہے تو وہاں سے دیکھ کر ہمیں بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کا اس کتاب میں اثبات ہے یا نفی؟ یا اس مسئلہ کو چھیڑا نہیں گیا، بہرحال! جو صورت حال ہو آپ ہمیں مطلع فرمائیں!!!

سوال (72): اکابر رحمہم اللہ تو حدیث:

"من صلی علی عند قبری...... الحدیث"

کو صحیح مانتے ہے اس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ اس حدیث کو موضوع کہہ کر اس عقیدہ سے انکار کرتے ہیں پھر بھی آپ کو اتباع اکابر کا دعویٰ ہے کیا اسی کا نام اتباع ہے؟

سوال (73): اگر اس کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع کا اثبات ہے تو آپ نے اس کو کیوں چھپایا ہے؟

سوال (74): اگر اس کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سماع کو نہیں چھیڑا گیا بلکہ صرف عام موتیٰ کے سماع کا مسئلہ ہے تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی شان کو نظر انداز کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو عام موتیٰ میں کیوں شامل کر دیا؟

سوال (75): بقول شما یہ کتاب مذہب حنفی کی تائید میں لکھی گئی ہے اور مذہب حنفیہ آپ نے خود لکھا ہے کہ ضابطہ تو عدم سماع ہے لیکن اس ضابطہ سے مستثنیات بہت ہیں لہٰذا کشف مغالطات میں بھی مستثنیات کا ذکر ضرور ہو گا بتائیں وہاں کن کن کو مستثنیٰ کیا گیا ہے؟

سوال (76): کشف مغالطات تو ایک ناپید اور غیر متداول کتاب ہے اور

''المھند علی المفند'' یعنی عقائد دیو بند ایک عام متداول کتاب اور ہر جگہ دستیاب ہے اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات القبر الشریف کو واضح لفظوں میں تسلیم کیا گیا ہے اور اس کتااب پر تمام اکابر علمائے دیو بند کے تصدیقی دستخط موجود ہیں اور بعد والے بھی اس کتاب پر دستخط کرتے چلے آرہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آپ نے ایک عام اور متداول کتاب کو نظر انداز کر کے ایک ایسی کتاب کا سہارا کیوں لیا جو کہ ناپید ہے جبکہ ''المھند علی المفند'' خود علمائے دیو بند کی تصنیف ہے۔آخر کیا وجہ ہے؟

سوال (77): آپ نے ایک گم شدہ کتاب سے عقائد علمائے دیو بند معلوم کرنے کی کوشش کی حالانکہ علمائے دیو بند کی اپنی خود نوشت کتابیں موجود ہیں۔مثلاً:

☆ ......حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی ''آبِ حیات''

☆ ......حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی ''زبدۃ المناسک اور فتاویٰ رشیدیہ''

☆ ......حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ''فیض الباری''

☆ ......حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی ''بذل المجہود اور المھند علی المفند''

☆ ......حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی ''فتح الملھم''

☆ ......حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کی ''معارف القرآن''

☆ ......حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی ''فضائل درود شریف''

☆ ......حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی ''سیرۃ المصطفیٰ''

☆ ......حضرت علامہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ''نشر الطیب اور امداد الفتاویٰ''

☆ ......حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے ''خطبات اور راولپنڈی والا فیصلہ''

☆ ......حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کا ''رسالہ تعلیم القرآن''

الغرض! ہزاروں کتابیں موجود ہیں جن میں واشگاف الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو بتعلق روح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع عند القبر الشریف تسلیم کیا گیا ہے کیا وجہ ہے کہ اصل کتب کو چھوڑ کر گم شدہ کتاب پر اعتماد کیا؟

سوال (78): آپ نے اپنی کتاب میں ایک عنوان قائم کیا ہے" ہمارے کرم فرماؤں کا المھند پر عدم اعتماد اور اس میں تحریف" اور عنوان کے تحت آپ نے لکھا:

"المھند میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات؛ دنیاوی حیات کی سی ہے اور ہمارے کرم فرما ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی حیات دنیاوی ہے یعنی المھند میں آپ کی حیات برزخیہ کو حیات دنیاوی سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہمارے کرم فرما اسے حیات دنیاوی ہی مانتے ہیں۔"

(ایضاً ص 23)

میرے محترم! دیانت کی بات بتائیں آپ نے المھند سے عربی عبارات نقل فرمائی ہیں یا اردو ترجمہ نقل کیا ہے؟ درحقیقت المھند تو عربی کی کتاب ہے عام طور پر اردو ترجمہ بھی ساتھ ہوتا ہے۔

سوال (79): اگر آپ نے اردو ترجمہ نقل کیا ہے تو کتاب میں ترجمہ یوں لکھا ہے کہ آپ کی حیات دنیا کی سی ہے ترجمہ نقل کرنے میں آپ سے یہ غلطی دیدہ دانستہ ہوئی ہے یا نادیدہ و دانستہ؟

سوال (80): آپ نے المھند کی اصل عربی عبارت دیکھی ہے تو وہاں صراحۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو حیات دنیویہ کہا گیا ہے۔ سوال یہ کہ جب اکابر نے صاف لفظوں میں اس کو حیات دنیویہ کہا ہے تو آپ کیوں خلاف واقعہ بات لکھتے ہیں کہ اکابر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ کو دنیوی نہیں کہا۔ ذرا عربی عبارات ملاحظہ ہو:

"عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللہ علیه وسلم حی فی قبره الشریف وحیٰوتہٗ صلی اللہ علیه وسلم من غیر تکلیف."

(المهند ص38)

باقی رہا! اردو ترجمہ، تو وہ اپنی جگہ پر صحیح ہے کیونکہ وہ مرادی ترجمہ ہے یعنی حیات دنیویہ کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل ہر لحاظ سے دنیا والی حیات ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ حیات برزخیہ؛ دنیا کی سی ہے یعنی دنیا والا جسد عنصری حیات میں شامل ہے۔ اب بتائیں کہ اکابر تو "حیاتِ برزخیہ" میں دنیا والے جسد عنصری کو شامل سمجھتے ہیں اور اس کو حیات دنیوی لکھتے ہیں اور آپ اس کو حیات دنیویہ کہنے کے لیے بھی تیار نہیں، دنیا والے جسد عنصری کو بھی شامل حیات نہیں سمجھتے بلکہ اس کو حیات سے محروم کرتے ہیں۔ لہٰذا بتائیں کہ "المهند" کی عبارات میں تحریف کس نے کی، آپ نے یا علمائے دیوبند نے؟ اور بتائیں کہ اکابر کے مسلک کا پیروکار کون ہے؟ وہ جو دنیا والے جسد کو شامل حیات کہتے ہیں یا وہ جو دنیا والے جسد کو حیات برزخیہ سے محروم کرتے ہیں جنت سے بھی محروم اور جنت کی نعمتوں سے بھی محروم؟ ذرا سوچ کر جواب دیں!!!

سوال (81): اکابر علمائے دیوبند کثر اللہ سوادھم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو حیات برزخیہ بھی کہتے ہیں چنانچہ المهند میں لکھا ہے:

"قال تقی الدین السبکی حیوٰة الانبیاء والشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسیٰ علیه السلام فی قبره فان الصلوٰة تستدعی جسد احیا الیٰ آخر ما قال فثبت بهذا ان حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم البرزخ. علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیاء وشهداء

کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی
قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔''

(المھند ص38)

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس کے معنی برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے یہ بات تو خود اکابر کی زبانی معلوم ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر بایں معنی دنیوی ہے کہ دنیا والا جسد حیات میں شامل ہے اور بایں معنی برزحیہ بھی ہے کہ علم برزخ میں ہے کیا آپ اکابر کی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا والا جسم بھی شامل حیات ہے یا نہیں؟ ''**جسد احیا کی تصریح**'' ذہن نشیں فرمالیں!!!

سوال (82): المھند کی مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ اکابر علمائے دیوبند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو برزخی کہتے ہیں اور دنیوی کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ دنیا والا جسد اطہر شامل حیات ہے آپ کی یہ بات تو خلاف واقعہ ہوگی کہ ہم حیات برزحیہ مانتے ہیں اور ہمارے کرم فرما برزخی نہیں مانتے اور دنیا کی زندگی کی طرح مانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ کا علمائے دیوبند سے کس بات میں نزاع واختلاف ہے؟ فریقین میں نقطہ اختلاف کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں!!! جزاکم اللہ۔

سوال (83): اگر کہا جائے کہ علمائے دیوبند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزحیہ میں دنیا والے جسم اطہر کو شامل کرتے ہیں اور آپ دنیا والے جسم اطہر کی حیات برزحیہ کا انکار کر کے کوئی اور جسم تجویز کرتے ہیں تو کیا یہ نقطہ اختلاف اور وجہ نزاع درست ہے یا غلط؟ وضاحت فرمائیں!!!

سوال (84): آپ کا دعویٰ ہے کہ المھند کے مصنف اور مصدق سارے کے سارے ہمارے ہم خیال اور ہم مسلک تھے تو کیا آپ المھند پر دستخط فرما کر اس کے سب

مندرجات کی تصدیق کریں گے جو عقائد اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں آپ کو تسلیم ہیں؟

سوال(85): آپ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے مکاتیب کے حوالہ جات پیش کر کے ان کو اپنا ہم مسلک باور کرانے کی کوشش کی ہے سوال یہ ہے کہ آپ حضرت شیخ الحدیث کی ''فضائل درود شریف'' کی تائید و تصدیق کریں گے؟ اگر آپ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ''فضائل درود شریف'' پر تصدیقی دستخط کر دیتے ہیں تو مان لیا جائے گا کہ واقعی حضرت شیخ رحمہ اللہ آپ کے ہم مسلک تھے۔ ذرا سوچ کر جواب دیں؟

سوال(86): اگر آپ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی ''فضائل درود شریف'' پر دستخط نہیں فرماتے تو ان کے مکاتیب کی ایک عبارت جو آپ نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس کی تصدیق کر دیں وہ عبارت درج ذیل ہے:

> ''البتہ اپنے اکابر کا عقیدہ جو ہمیشہ سے سننے کو چلا آیا ہے اور اس میں کوئی تردد نہیں وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں **فانّ اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم** دوسری حدیث میں۔ **نبی اللہ حی یرزق** وغیرہ کثرت سے ہے۔''

(ایضاص 20)

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے صاف لفظوں میں حضرات انبیائے کرام کی حیات قبر کے بارے میں فرمایا کہ وہ جسم حقیقی یعنی دنیا والے جسم کے ساتھ ہے کیا آپ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں جس کو آپ نے خود اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے؟

سوال(87): حضرت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ

مرقدہ نے منکرین حیات قبر کو عرصہ دراز سے درج ذیل چیلنج دے رکھا ہے:

''بلا خوف وتردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تقریباً 1374ھ تک اہل السنّت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی مسلک سے وابستہ دنیا کے کوئی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر الشریف صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی ؛کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر الشریف صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ **من ادعیٰ خلافه فعليه البيان ولا يمكنه ان شاء الله الیٰ يوم البعث والجزاء والميزان۔''**

(تسکین الصدور ص 282)

محترم! کسی ایک شخص کو نامزد کر کے چیلنج کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ دعویٰ تو کرتے ہو کہ امت کے تمام اکابر علمائے اسلام ہمارے ہم مسلک ہیں اور نام ایک کا بھی نہیں لیتے؟ کیا وجہ کون سی مشکل بات ہے!!!

سوال (88): بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ اجراء نبوت میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ انکار حدیث میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی

عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ ترک تقلید میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض دعویٰ کرتے ہیں کہ عدم تعلق اور عدم سماع میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں۔ بتائیں کن کو سچا مانیں، کن کو جھوٹا؟

سوال (89): جن آیات قرآنیہ سے آپ عدم اعادہ روح فی القبر پر استدلال کرتے ہیں ان میں ہر قسم کے اعادہ کی نفی ہے خواہ کیسا ہی ہو یا ایسے اعادہ کی نفی ہے کہ اس اعادہ سے آدمی عالم دنیا میں واپس آجائے اور **و البعث بعد الموت** قبل از وقت ہو جائے؟

سوال (90): اگر ایسا اعادہ ہو کہ مردہ عالم قبر و برزخ میں رہتے ہوئے نکیرین کے سوال کو سمجھ کر جواب دے اور ایسا تعلق ہو کہ مردہ عذاب و ثواب قبر کا احساس کرے۔ کیا ایسے اعادہ اور ایسے تعلق کی بھی قرآن میں نفی ہے؟

سوال (91): پورے قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں لکھا ہو کہ قبر کے پاس مردے کچھ بھی نہیں سنتے مردے کی اور عندالقبر کی اور نہ سننے کی تصریح ہو۔

سوال (92): جن آیات قرآنیہ سے آپ عدم سماع پر استدلال کرتے ہیں کیا وہ تمہارے مدعیٰ پر قطعی الدلالۃ ہیں یا نہیں؟

سوال (93): اگر وہ آیات تمہارے مدعیٰ پر قطعی الدلالۃ ہیں تو قائلین سماع موتی پر کیا حکم لگائیں گے؟

سوال (94): اگر وہ آیات قطعی الدلالۃ نہیں ہیں تو کیا قائلین سماع موتی کو قرآن کا منکر یا قرآن کا مخالف کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

سوال (95): قرآن مجید میں جو ارشاد باری تعالیٰ ہے **انک لا تسمع الموتٰی** اور **وما انت بمسمع من فی القبور**؛ ان آیات میں قبروں میں مدفون مردے مراد ہیں

یا وہ زندہ کافر مراد ہیں جن کے قلوب ضد وعناد کی وجہ سے مردہ ہو چکے تھے؟

سوال (96): آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں سب کے لیے داعی اور بشیر و نذیر بن کر تشریف لائے تھے یا صرف زندہ لوگوں کے لیے؟

سوال (97): آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی کبھی بھی مدفون مردوں کو دعوت و تبلیغ کرنے کے لیے قبرستان تشریف لے گئے یا نہیں؟

سوال (98): عام موتی کا سماع اکابر علماء کے نزدیک اصولی ہے یا فروعی؟ اور آپ کیا فرماتے ہیں؟

سوال (99): قرآن مجید کی آیات **انک لا تسمع الموتی**...... **الایة** اور **انک لا تھدی من احببت** ......**الایة** کی تفسیر وتشریح ایک جیسی ہیں یا کوئی فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو واضح فرمائیں؟ کیونکہ اس کے آگے **ولکن اللہ یھدی من یشاء** بھی آیا ہے اسی طرح قرآن مجید میں **ان اللہ یسمع من یشاء** بھی آیا ہے!!!

سوال (100): آپ نے اپنی کتاب میں علامہ ابن ابی العز الحنفی (المتوفی 792ھ) کی کتاب شرح عقیدۃ الطحاویہ کے حوالے سے ایک اقتباس نقل فرمایا ہے کہ جس میں روح کا جسم عنصری سے پانچ قسم کا تعلق بتایا گیا ہے۔ چنانچہ اس عربی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

> ”رابع: برزخ میں بدن کے ساتھ روح کا تعلق! اگر چہ (موت) سے روح اس بدن کو چھوڑ دیتی ہے اور اس سے جدا ہو جاتی ہے لیکن بایں طور کہ ان میں کلی جدائی نہیں ہوتی کہ روح کا اس کی طرف التفات ہی نہ رہے کیونکہ سلام کرنے والے کے سلام کے وقت اس کا رد اور دفن کرنے والوں کے لوٹتے ہوئے ان کے جوتوں کی آواز کا

سننا وارد ہوا ہے لیکن یہ ایک خاص طرح کا اعادہ ہے جس سے
قیامت سے پہلے جسمانی زندگی لازم نہیں آتی۔"

(ایضاً ص12)

اس ترجمہ کے آگے آپ نے بریکٹ میں لکھا:

(اگر چہ اس اعادہ میں بھی سخت کلام ہے اور یہ موؤل ہے لیکن یہاں
تفصیل کی گنجائش نہیں)

ماشاءاللہ! احناف کا موقف تو خود آپ نے بیان فرمادیا کہ برزخ میں روح کا دنیا والے جسم کی طرف اعادہ ہوتا ہے۔ اس لیے مردہ سلام کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتا ہے اور دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ البتہ یہ اعادہ ایسا نہیں جیسا قیامت کو ہوگا لیکن آپ نے جو اس مسلک حنفیہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس اعادہ میں سخت کلام ہے۔

کیا وہ سخت کلام کس حنفی عالم نے کیا ہے؟ جن احناف نے سخت کلام کیا ہے ان کے نام بتائیں ان کی کلام سنائیں؟ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اعادہ موؤل ہے بتائیں کس حنفی عالم نے اس کی کیا تاویل کی ہے؟ نام اور تاویل بتائیں جو لوگ آپ کو دیوبندیت اور حنفیت سے خارج قرار دیتے ہیں کیا ان کے دعویٰ کے لیے یہی ایک دلیل کافی نہیں؟ کہ حنفیوں کی بات نقل کر کے اس کی تردید فرما رہے ہو۔ ویسے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں!!!

سوال (101): آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی "الکوکب الدری" سے ایک عربی عبارت نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی کیا ہوا ہے چنانچہ لکھا:

" وایضا فلھم من الروایات ما ورد ان المیت یسمع خفق
نعالھم اذیحضران عندہ ملکان نکیر و منکر و الجواب
ان ذلک کنایۃ عن سرعۃ ا تیا نھم بعد الدفن لا حقیقۃ "

ان کے دلائل میں یہ روایت بھی ہے کہ میت شرکائے تدفین کے

جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے نکیر اور منکر آ
جاتے ہیں (حدیث قرع النعال) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
فرشتوں کے جلدی آ جانے سے کنایہ ہے نہ کہ حقیقۃً سننا۔''

(ایضاً ص35)

محترم! حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے جواب کا خلاصہ یہ کہ دفن کے بعد فوراً حساب والے فرشتے میت کے پاس آ جاتے ہیں اور میت سے سوال کرتے اور حساب لیتے ہیں۔

کیا آپ کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی اس بات سے اتفاق ہے؟ واقعی مردہ مدفون کے پاس اسی قبر میں نکیرین آ جاتے ہیں اور انہیں قبروں میں حساب و کتاب اور قبر کی کارروائی ہوتی ہے؟ اگر آپ ان قبروں میں حساب و کتاب تسلیم کرتے ہیں تب تو آپ کو یہ جواب مفید ہے ورنہ یہ جواب تو آپ کے مذہب کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ شاید عدم سماع موتیٰ میں اتنے مدہوش ہوئے کہ **کنایة عن سرعة اتیانهما بعد الدفن** والا جملہ آپ کی آنکھوں سے مستور ہو گیا۔ اب فرمایئے مذکورہ بالا جملہ میں آپ کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے اتفاق ہے یا نہیں؟

سوال (102): آپ نے اپنی کتاب کے سبب تالیف میں لکھا:

''پنجاب کے ایک عالم قاضی مظہر حسین صاحب جو خیر سے اپنے آپ
کو دیوبندی کہتے ہیں اور جنہیں کسی ستم ظریف نے بجا طور پر مظہر
مباحث کہا تھا اپنے بیانات میں ہمیں عموماً یاد فرماتے ہیں چند ماہ سے
ان کے رسالہ میں ہمارے متعلق کچھ نہ کچھ قلم کھسائی کا سلسلہ شروع
ہو گیا اور بڑے گرے ہوئے انداز کی تحریرات سامنے آ رہی ہیں۔''

(ایضاً ص9)

محترم! آپ اپنے رسالے کے شروع میں موجود سید ضیا اللہ صاحب بخاری کی

تصدیق میں ذرا غور فرمائیں۔ بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"بعض حضرات کی باسی کڑھی میں پھر سے ابال آجانے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عدم سماع الموتیٰ پر ایک مختصر مگر جامع تحریر مرتب کی جائے جو معاندین اور حاسدین کی بے جافتوی بازی اور گھٹیا پروپیگنڈا پر مبنی طوفان بدتمیزی کا سنجیدہ اور مؤثر تدارک بن سکے۔"

(ایضاً ص6)

سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ قائد اہل سنت کا انداز تحریر آپ کے بخاری کے انداز تحریر سے بھی زیادہ گرا ہوا تھا جس کو آپ نے اپنے رسالہ میں شامل فرمایا؟ ذرا انصاف کی بات کریں!!!

سوال (103): آپ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا عقیدہ واضح فرمائیں اور صاف صاف لکھیں کہ آپ کس طرح حیات مانتے ہیں؟ صرف روح کی حیات مانتے ہیں؟ یا روح اور جسم دونوں کی؟ اگر صرف روح کی حیات مانتے ہیں اور کسی قسم کے جسم کو شامل نہیں کرتے تو قرآن مجید کی ایک آیت یا پھر ایسی حدیث جو تمہارے عقیدے کی بنیاد بن سکے، پیش فرمائیں!!! اگر آپ روح اور جسد دونوں کی حیات کے قائل ہیں تو بتائیں کہ آپ کون سے جسم کو شامل حیات سمجھتے ہیں دنیا والے جسم عنصری کو؟ یا اس کے علاوہ کسی اور کو؟ اگر دنیا والے جسم کو چھوڑ کر کسی اور جسم کو شامل حیات سمجھتے ہو تو بتاؤ اس دوسرے جسم میں روح کا تعلق کیسے ہوتا ہے حلول ودخول کا؟ یا اتصال کا؟ یا کسی اور قسم کا؟ اس دوسرے جسم کا قرآن میں کیا نام رکھا گیا ہے؟ جسم خاکی کی تخلیق کی تفصیل تو پوری کی پوری قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں ابتداء آفرینش سے انتہاء تک۔ کیا اس دوسرے جسم کی بھی اسی طرح تخلیق کی تفصیل قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے وہ دوسرا جسم کس شکل وصورت میں ہوگا؟ قرآن مجید میں اس

کی صورت بیان کی گئی ہے یا نہیں؟ حقیقی جسم کے ہوتے ہوئے دوسرے جسم کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک سے جسم عنصری کے ساتھ اٹھیں گے یا کسی دوسرے جسم کے ساتھ؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم عنصری کے ساتھ اٹھیں گے تو لازماً آپ کی روح اقدس کو اس دوسرے جسم سے نکالا جائے گا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم برزخ میں بھی موت کا مزہ چکھایا جائے گا؟ پھر اس دوسرے جسم کا کیا ہوگا؟ روح اقدس کو نکالا گیا؟ اپنا عقیدہ تفصیل سے بیان فرمائیں اور اس عقیدے کے مطابق نص قطعی پیش فرمائیں!! صرف حیات برزخی لکھ دینے سے آپ کا عقیدہ واضح نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ کہہ دینا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں مانتے ہیں، آسمانوں میں مانتے ہیں، رفیق اعلیٰ میں مانتے ہیں اور مقام محمود پر مانتے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ارفع زندگی مانتے ہیں یہ سب مجمل باتیں ہیں۔

لہٰذا بات کو کھولیں اپنے عقیدے کی وضاحت فرمائیں اور ساتھ ساتھ وہ آیات لکھیں جن سے آپ کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے؟

سوال (104): بندہ عاجز کے سوالات کے جوابات بالتفصیل اور بالترتیب عنایت فرمائیں کسی کتاب کے حوالہ نہ فرمائیں۔ اجمال وابہام اور الزامی جوابات پر اکتفا کرنا دفع وقتی تصور ہوگی۔ اگر آپ بندہ عاجز سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو بندہ حاضر ہے لیکن پہلے میرے سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الاخرۃ آمین

السائل: ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

8 محرم الحرام 1426ھ بروز جمعۃ المبارک

135 سوالات

کے مفصل مدلل جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی انزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً و هدی للمتقین یضل به کثیراً ویهدی به کثیراً والصلوٰة والسلام علیٰ من ارسله بالحق بشیراً ونذیراً وسراجاً منیراً وجعله خاتم النبیین وامام المرسلین وقائد الانبیاء وخطیبهم یوم الدین وعلی آله واصحابه واتباعه الذین نصروا دینه السلام وحموا حمیدین کله اصوله وفروعه عن انتحال المبطلین الکاذبین عن مکائد الکاذبین والخادعین المنافقین ؛ رضی الله عن جمیع الاصحاب والذین اتبعوهم باحسان وارضاهم . امابعد:

بندہ عاجز حقیر پر تقصیر ابواحمد تمام اہل اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ آج سے چندسال پہلے بندہ نے اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری کی خدمت میں ''104 سوالات'' پیش کیے جو کہ ان کی کتاب ''مسلک الاکابر'' پر وارد کیے گئے تھے کیونکہ انہوں نے دیانتداری کی تمام حدوں کو کراس کر کے حیاتِ قبر کی غلط تشریح کی اور ظلم یہ کہ اپنی اختراعی تشریح کو ہمارے اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کے سر تھوپنے کی بھونڈی کوشش بھی کی۔

جبکہ ہمارے اکابر حیات قبر کی صحیح صورت کے قائل ہیں اور مولانا محمد طیب پنج

پیری کی تجویز کردہ غلط صورت کی بار ہا دلائل سے تردید کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں خیر سے موصوف نے بندہ عاجز کے کسی ایک سوال کا جواب بھی نہیں دیا جس پر کئی ماہ گزر گئے چنانچہ بندہ عاجز ''جوابات'' سے مایوس ہو گیا پھر وہ سوالات بعض اہل علم حضرات کو بھی دکھائے گئے۔

پہلی بار: مولانا قاری رسال محمد صاحب صوابی والے اوران کی جماعت نے ان سوالات کے شائع کرنے کا ارادہ کیا بندہ عاجز نے فراخ دلی سے ان حضرات کو اشاعت کی اجازت دے دی۔ پھر برادر مکرم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ مرکزی ناظم اعلی اتحاد اہل السنّت والجماعت جو فتنہ مماتیت وغیر مقلدیت و دیگر باطل فتن کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں مولانا کی جماعت اتحاد اہل السنّت والجماعت کی طرف سے اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جہاں یہ مجموعہ سوالات اپنے ہم مسلک ساتھیوں کے تسکین قلب اور فرحت جاں کا باعث بنے وہاں فرقہ ضالہ ومضلہ معتزلہ کے لئے سوہان قلب اور سوز جگر ثابت ہوئے لیکن ان لوگوں کے لئے مشکل یہ تھی کہ بندہ عاجز کے ان سوالات کا جواب دینا ان کے بس کا روگ نہ تھا کیونکہ اگر یہ لوگ جوابات دیتے تو یقیناً انہیں اپنے مسلک سے ہاتھ دھونے پڑتے اور مسلک اکابر کی طرف مجبوراً آنا پڑتا۔

پس اگر یہ لوگ سوالات کے دو ایڈیشنوں کے بعد بھی خاموش رہتے تو ان کے لئے ندامت اور شرمندگی کا باعث بنتا اور ادھر اشاعتی عوام ان کو جواب لکھنے پر مجبور کر رہی تھی تو ان حضرات نے اولاً تو بندہ عاجز کو بذریعہ خطوط خوب کڑوی کسیلی سنائیں حتی کہ سمیع اللہ توحیدی نامی شخص نے مجھے دو ورقی خط لکھا ان چار صفحات پر مجھے بالتکرار احمق اور جاہل کہا اور بازاری زبان استعمال کی۔ پہلے تو یہ فرمایا کہ'' آپ کے سوالات جواب کے قابل نہیں ہیں

لیکن پھر فرمایا میں آپ کے سوالات کے جوابات کے لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے ایک جماعت کے ساتھی آپ کے سوالات کے جوابات لکھ رہے ہیں۔''

بندہ عاجز کو بہت بڑی خوشی نصیب ہوئی الحمدللہ کہ میرے سوالات کے جوابات آرہے ہیں خواہ دیر سے ہی سہی۔ مجھے شدت سے اس کی انتظار رہی لیکن جب بندہ عاجز کے سوالات کے جوابات چھپ کر منظر عام پر آئے اور مجھے بھی ایک ساتھی نے ایک رسالہ ارسال فرمایا جس کا نام یہ ہے ''135 سوالات بجواب 104 سوالات'' چنانچہ اس نام کو پڑھ کر بندہ حیرت میں ڈوب گیا کہ مجھے تو جوابات کی خوشخبری سنائی گئی تھی اور نام میں بھی بجواب 104 سوالات وارد کئے گئے کسی نے خوب کہا ''کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مرا ہوا۔'' پھر سمیع اللہ توحیدی کی ہمت، جرأت اور شجاعت کی داد دینی پڑی کہ اپنا نام تو خط میں لکھ دیا لیکن پتہ درج نہ فرمایا کہ کس شہر کے بسنے والے ہیں اور کس تحصیل و ضلع سے تعلق رکھتے ہیں؟ خیر! کوئی حرج نہیں!!!

البتہ افسوس یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنے علم و قرآن خوانی اور توحید بیانی کا بڑا گھمنڈ ہے لیکن ان کے علمی حدود اربعہ کا یہ عالم ہے اپنے رسالے کا نام بھی صحیح تجویز نہیں کر سکے۔ دوسروں کو حماقت اور جہالت کا طعنہ دینے والو! ذرا اپنے گھر کی تو خبر لو۔ کسی نے سچ کہا ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' لیکن بندہ عاجز کو اس حیرت کے بعد خوشی بھی ہوئی؛ ٹھیک ہے کہ جوابات نہ سہی لیکن ان حضرات کے سوالات تو میرے پاس پہنچ گئے اور مجھے ان کی خدمت کا موقع میسر آگیا۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا رسالہ جو بزعم خویش میرے 104 سوالات کا جواب ہے چالیس صفحات پر مشتمل ہے اور اس رسالہ کے مصنف مولانا ابو معاویہ محمد ایاز ہیں اس کو نوجوانان توحید و سنت صوبہ سرحد نے شائع کیا ہے۔ مصنف بھی غالباً صوبہ سرحد سے متعلق

ہیں۔مولانا محمد ایاز کے یہ 135 سوالات اگرچہ لایعنی تکرار تطویل لاطائل اور فضول بھرتی کا مرقع ہیں لیکن بعض سوالات بہت بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور ہمارے نوجوان طلباء کے لیے ان کے جوابات معلوم کرنا اور محفوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی میدان مناظرہ ومباحثہ میں لاجواب نہ ہونا پڑے۔اب بندہ عاجز اصول کے مطابق بالترتیب ان لوگوں کی طرف سے عائد ایک ایک سوال کا جواب تحریر کر رہا ہے اور چند سوالات مولانا محمد ایاز صاحب سے خصوصاً اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ سے عموماً کئے جائیں گے۔

ایک گزارش:

بندہ عاجز دیانت اور امانت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر ان سوالات کے جوابات لکھ رہا ہے ان شاء اللہ العزیز ان میں دھوکہ ہوگا نہ فریب، خیانت ہوگی نہ بددیانتی، جھوٹ ہوگا نہ فراڈ، تاویل القول بما لایرضی به القائل ہوگی نہ کسی عالم کی طرف غلط نسبت۔ کیونکہ یہ وطیرہ تو باطل پرستوں کا ہے اور قافلہ اہل حق کے پیروکار ہمیشہ ان سے اجتناب کرتے چلے آرہے ہیں۔

ان شاء اللہ بندہ عاجز کی اس تحریر میں نہ تو بازاری زبان استعمال ہوگی اور نہ ہی اخلاق سے گری ہوئی باتیں بلکہ شستہ زبان اور بااخلاق کلام سے جوابات تحریر کیے جائیں گے اور پھر اسی طریقے سے سوالات وارد کئے جائیں گے میرا مقصد اصلاح ہے۔

" ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب"

آمدم برسر مطلب:

قارئین کرام! آپ آنے والے صفحات میں مولانا محمد ایاز صاحب کے سوالات اور پھر ان کے مدلل اور مفصل جوابات ملاحظہ فرمائیں اور منصفانہ فیصلہ کریں۔

سوال(1): جب انسان پر موت آتی ہے تو آپ کے نزدیک خروج روح ہوتا ہے یا نہ؟

سوال(2): موت کا معنیٰ خروج روح، انقطاع روح از بدن عنصری ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: ان دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ امام اہل السنّت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر سواتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے:

''عرفِ عام میں موت جان نکل جانے کا نام ہے یعنی جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو اس کو موت کہتے ہیں۔علماء نے موت کا معنی کیا ہے کہ روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جائے قرآن وحدیث کے نصوص واشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت روح نکالی جاتی ہے آسمانوں کی طرف لئے جائی جاتی ہے پھر اپنی مقررہ جگہ پر رکھی جاتی ہے۔بعض روایات میں ہے کہ قبر کی طرف لوٹائی جاتی ہے مگر جب تک ہم روح کی حقیقت نہ جان لیں اور یہ نہ سمجھ لیں کہ جسم میں روح کے داخل ہونے یا تعلق رکھنے کی کیفیت کیا ہے؟؟ ہم اس کے نکل جانے اور تعلق منقطع ہونے کا مطلب بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتے اور جب ہمیں روح کی حقیقت معلوم نہیں ہے تو اس کی صفات وافعال کا ادراک عقل سے کیسے کیا جاسکتا ہے؟؟ موت طاری ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ ماننا بھی لازم ہے کہ موت سے روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جاتا ہے۔''

(حاشیہ تسکین الصدور،ص104)

قارئین کرام! موت کا معنیٰ معلوم کرنے کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ موت ''عدمِ محض'' کا نام نہیں ہے بلکہ موت ایک وجودی چیز ہے اور اللہ تعالی کی

مخلوق ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: " خلق الموت والحیٰوۃ "یعنی اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا اسی لئے علماء نے انقطاع روح عن الجسد کے ساتھ ساتھ موت کی تعریف میں "انتقال من دار الی دار" کوشامل کیا ہے۔ چنانچہ تمہارے شیخ الحدیث محمد حسین نیلوی نے بحوالہ یہ بات لکھی ہے:

"علماء نے کہا ہے کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں بلکہ موت بدن سے تعلق روح کے منقطع ہو جانے، ارواح اور بدن میں جدائی اور پردہ حائل ہو جانے اور ایک دار (دنیا) سے دوسرے دار (عالم برزخ) کی طرف منتقل ہونے سے عبارت ہے۔"

(ندائے حق جدید ص444)

معلوم ہوا کہ موت عدم محض کا نام نہیں ہے بلکہ عالم دنیا سے عالم قبر و برزخ کی طرف منتقل ہو جانے کا نام "موت" ہے۔

سوال (3): تمام انسانوں پر موت مذکورہ معنی کی صورت میں واقع ہوتی ہے یا بعض پر؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! تمام انسانوں پر مذکورہ بالا معنی میں موت وارد ہوتی ہے ورود موت میں نہ شک ہے نہ کسی کو کوئی اختلاف ہے جن لوگوں کے بارے میں اس قسم کے شکوک وشبہات پیش کئے جاتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے قائل نہیں ہیں تو ان کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد منظور لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"لیکن ان حضرات کی ایسی عبارتوں کا یہ مطلب قرار دینا کہ انبیاء علیہم السلام پر موت وارد نہیں ہوئی وہ اس دنیا والی حیات ہی کی

حالت میں قبروں میں دفن کئے گئے ہیں ایسا سمجھنے والوں کی خوش فہمی
کے علاوہ ان بزرگوں پر تہمت بھی ہے اسی طرح ہمارے بعض
بزرگوں کی تحریروں میں مثلاً ''التصدیقات''میں انبیاء علیہم السلام کی
قبروالی حیات کو جوحیات دنیویہ کہا گیا ہے تو اس کا بھی ہرگز مطلب
نہیں ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ وہ دنیا کی سی ہے یعنی مع
الجسد ہے صرف برزخی روحانی نہیں ہے جوتمام مومنین کوبھی حاصل
ہے جن کے اجسام مٹی ہو چکے ہیں۔التصدیقات کے اردو ترجمہ ہی
میں غور کرنے سے یہ مطلب خود واضح ہو جاتا ہے علاوہ ازیں ان
بزرگوں کی ایسی عبارتوں کا یہ مطلب بیان کرنا اوران کا یہ مسلک بتانا
کہ انبیاء علیہم السلام پر موت وارد ہی نہیں ہوئی اور قبروں میں بعینہٖ
دنیا والی ناسوتی حیات کے ساتھ دفن کئے گئے ہیں۔صریحاً ان پر
الزام لگانا ہے کہ اس مسئلہ میں ان کی رائے قرآن وحدیث کے صریح
نصوص و بینات اور اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اجماع
امت کے خلاف ہے۔میں نہیں یقین کرتا کہ ہمارے علماء میں سے
کسی نے ایسی بات کہی ہو'' **سبحانک ھذا بھتان عظیم**''

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ص12)

بے شک موت تمام انسانوں کے لئے قبض روح کے معنی میں ہے لیکن تمام
انسانوں کی موت برابر نہیں بلکہ موت؛موت میں فرق ہے!! چنانچہ حضرت مولانا محمد منظور
نعمانی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ناسوتی کا جوسلسلہ
پیدائش سے لے کر 63 سال کی عمر شریف تک جاری رہا تھا وہ تو

وفات کے دن ختم ہوگیا اور ''کل نفس ذائقة الموت'' کے قانون عام کے مطابق آپ پر وہ کیفیت وارد ہوئی اور آپ اس منزل سے گزرے جس کی تعبیر موت کے لفظ سے کی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رحلت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ''موت'' کہا اور ''موت'' ہی سمجھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو جو کسی وقتی غلط فہمی یا غلبہ حال کی وجہ سے اس کے ماننے میں ابتدأ جو تامل اور تردد تھا وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد ختم ہوگیا اور آخرالامر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہوگیا کہ آپ کی ناسوتی حیات کا خاتمہ ہو چکا ہے آپ پر موت وارد ہو چکی اور قرآن حکیم کی بات ''انک میت وانهم میتون'' پوری ہوگئی اور اسی بناء پر آپ کو آخری غسل دیا گیا موت کے بعد والا لباس یعنی کفن پہنایا گیا قبر میں دفن کیا گیا حالانکہ اگر کسی آدمی میں ناسوتی حیات کا شائبہ بلکہ شبہ بھی ہو اور اس کی موت کا پورا یقین نہ ہو چکا ہو تو اس کو دفن کر دینا شدید ترین شقاوت اور قطعاً حرام ہے اور کسی پیغمبر کے ساتھ شقاوت و ظلم کا یہ معاملہ کرنا تو صرف حرام ہی نہیں بلکہ سخت ترین اور خبیث ترین کفر ہے اور دوسری بات مذکورہ بالا دینی اور تاریخی حقائق و واقعات سے یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بالکل دوسرے آدمیوں کی سی موت نہیں سمجھا بلکہ اس کی نوعیت عام انسانوں سے کچھ مختلف سمجھی اس لئے آپ کو آخری غسل پہنے ہوئے کپڑوں میں دیا گیا، کرتا تک جسم اطہر سے نہیں اتارا گیا، نماز جنازہ

بھی عام اموات مسلمین کی طرح نہیں پڑھی گئی بلکہ دوسرے طریقے سے پڑھی گئی بلکہ بعض روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ معروف نماز جنازہ کی بجائے صرف صلوۃ وسلام عرض کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے اعتراف کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے بست دعا کی گئی اوراس سب سے بڑھ کر یہ کہ مردوں کے دفن کرنے کے بارے میں تاخیر نہ کرنے کا شریعت کا جو عام تاکیدی حکم ہے اس کے بالکل برخلاف قریباً پورے دو دن گزر جانے کے بعد دفن کیا گیا اوراس غیر معمولی تاخیر میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا اور کوئی اندیشہ نہیں محسوس کیا گیا اور کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اس معاملہ میں جلدی کرنے کا تقاضا نہیں کیا۔ پھر آپ کی ایک خاص ہدایت کے مطابق آپ کی زندگی کے عزیز مسکن یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس حجرہ ہی کو آپ کا مدفن اور آپ کی دائمی آرام گاہ بنا دیا گیا اور آپ اسی میں دفن کیے گئے اس طرح آپ کی ایک ہدایت کے مطابق آپ کی املاک میں ترکہ اور وراثت کا عام قانون جاری نہیں کیا گیا بلکہ آپ کی حیات طیبہ میں ان کا جو مصرف اور جو نظام تھا وہی بدستور قائم رکھا گیا اور وہ خلافت کی تولیت میں رہیں۔ اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا یہ حق سمجھا گیا کہ وہ اپنے مسکونہ حجروں کو تازیست اپنے استعمال میں رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے املاک سے اپنا نفقہ تا حیات حاصل کرتی رہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے یہ دونوں حق حاصل تھے حالانکہ کسی مسلمان کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ بیوی

کے یہ حقوق صرف عدت کی مختصر مدت تک رہتے ہیں ان سب
استثنائی اور اختصاصی احکام و معاملات سے یہ بات بالکل ظاہر ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی نوعیت دوسرے تمام لوگوں
کی موت سے بہت کچھ مختلف ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اتنی بات سے
ہمارے حلقے کے کسی صاحب علم کو اختلاف ہوگا اسی طرح بعض
احادیث سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز
دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنے مدفنوں میں ایک خاص قسم کی حیات
حاصل ہے جو اس عالم کے مناسب ہے اور بعض حیثیات سے دنیا
والی ناسوتی حیات سے بھی اعلیٰ واقویٰ ہے۔ غالبًا اس سے بھی کسی
صاحب علم کو اختلاف نہ ہوگا ہاں اس کے آگے موت وحیات کی
نوعیت کی تعین اور تفصیلات میں کچھ اختلاف ہوسکتا ہے اور اس کی
گنجائش بھی ہے اور ایسے اختلافات خود اہل السنّت میں بلکہ اہل
السنّت کے ایک ایک حلقے میں بھی ہمیشہ رہے ہیں ان کو اہمیت دینا
اور ان باتوں کا باعث تفرقہ بننا بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔"

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ص 13 تا 15)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت بمعنی قبض روح سب انسانوں کے لئے ہے لیکن
درجات میں تفاوت ہے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی موت وحیات امتیازی شان رکھتی
ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے: "**ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سوآءً مَّحیاهم و مماتهم سآء ما یحکمون**o"

(سورۃ جاثیہ آیت نمبر 21)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی ’’آبِ حیات‘‘ کی آڑ میں فتنہ وفساد پھیلانا:

عصر ہذا کے معتزلہ کے ساتھ جب بھی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر زبانی یا تحریری طور پر بات چیت ہوتی ہے تو یہ لوگ خواہ مخواہ اور بلاوجہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب ’’آبِ حیات‘‘ کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں اور پھر اس پر غلط قسم کی حاشیہ آرائیاں کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قائل نہیں تھے اور کبھی کہتے ہیں کہ اگر تم دیوبندی ہو تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے مسلک کو قبول کرو۔ کبھی کہتے ہیں اگر ہم پر گمراہی کا فتویٰ لگاتے ہو تو ان پر بھی فتویٰ لگاؤ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سب باتیں خلاف واقعہ ہیں اور اصل موضوع سے توجہ ہٹانے کے لیے اور عوام الناس کو تشویش میں ڈالنے کے لئے گھڑی جاتی ہیں۔ در حقیقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر ایمان لانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور قبض روح کے بھی وہ منکر نہیں ہیں چنانچہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ’’میں علی وجہ البصیرت یہ کہنے کا اپنے کو حقدار سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ممات کے بارے میں اس (آبِ حیات) میں کوئی بات بھی جمہور امت اور اہل سنت کے ان تمام دینی وتاریخی مسلمات اور متعقدات کے خلاف نہیں ہے۔‘‘

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ص 19)

قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ آبِ حیات ایک دقیق اور عمیق کتاب ہے جس کے سمجھنے کی اہلیت ولیاقت ہم جیسے لوگوں میں ناپید ہے۔ لہٰذا حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ وہی سمجھنا چاہیے جو جمہور اہل سنت کا ہے اگر کوئی شخص اس کے خلاف سمجھتا ہے تو یہ اس کی بد

فہمی کا نتیجہ ہے اور وہ اپنا من بھاتا مطلب کشید کرکے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کررہا ہے اس طریقے سے وہ شخص فتنے اور فساد کا ذمہ دار ٹھہر رہا ہے۔ موجودہ زمانے کے معتزلہ؛ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے نام پر عوام الناس میں فتنہ وفساد پھیلا رہے ہیں یہ حقیقت آپ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی رحمہ اللہ کی زبانی سنئے اور انصاف کیجئے چنانچہ فرماتے ہیں:

''اس کے بعد چند کلمات میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے رسالہ ''آبِ حیات'' کے مضمون کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں جن حضرات نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی تصنیف اور مکاتیب کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ کی اکثر تحریریں اردو زبان میں ہونے کے باوجود مضامین کے لحاظ سے اتنی مشکل اور اَدَقّ ہیں کہ آج کل کے ہمارے اصحاب درس علماء میں بھی شاذ ونادر ہی ایسے نکلیں گے جو ان کو پوری طرح سمجھ سکیں اور اس ناچیز کے خیال میں آپ کی تصنیفات میں سب سے مشکل اور دقیق ترین یہی کتاب ''آبِ حیات'' ہے۔ درس نظامی کے جملہ فنون میں سب سے مشکل منطق، فلسفہ اور کلام سمجھتے ہیں اور ان فنون کی درسی کتابوں میں سب سے مشکل ہمارے درسی حلقوں میں قاضی حمد اللہ، صدرہ اور خیالی کو سمجھا جاتا ہے اس عاجز نے یہ کتابیں پڑھی بھی ہیں اور ان میں جو مشکل ترین ہیں وہ مدرسی کے زمانہ میں پڑھائی بھی ہیں۔ میں خود اپنا تجربہ عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے کسی کتاب کے سمجھنے میں مجھے اتنی مشکل پیش نہیں آئی جتنی کہ ''آبِ حیات'' کے سمجھنے میں پیش آئی تھی میں نے ''آبِ حیات'' کا مطالعہ پہلی دفعہ اپنی عرفی طالب علمی کے آخری دور میں

اس وقت کیا تھا جب کہ منطق وفلسفہ اور کلام کی سب درسی کتابیں میں پڑھ چکا تھا اور ان فنون کے وہ مباحث خوب مجھے مستحضر تھے جن کے استحضار کے بغیر ''آبِ حیات'' کو نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔لیکن مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت بھی میرا احساس یہی تھا کہ میں نے ساری عمر میں جو کتابیں دیکھی یا پڑھی ہیں ان میں سب سے زیادہ مشکل اور صعب الفہم یہی کتاب ہے اپنے اس ذاتی تجربہ کی بنا پر مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ ہمارے حلقہ کے علماء میں بھی ''آبِ حیات'' کو پوری طرح سمجھنے والے ہندو پاک کے طول عرض میں اب گنتی کے چند ہی ہوں گے اور بغیر کسی تکلف وانکسار کے عرض کرتا ہوں کہ اب میں بھی ان میں سے نہیں ہوں کیونکہ اس کے سمجھنے کے لئے منطق وفلسفہ اور کلام کے جو مباحث مستحضر ہونے چاہییں وہ اب مجھے مستحضر نہیں رہے ہیں تاہم چونکہ ایک دفعہ اس کو سمجھ کر مطالعہ کیا تھا اس لئے اس کا حاصل و مدعیٰ اور مرکزی مضمون الحمدللہ اب تک ذہن میں ہے پھر ان سطروں کے لکھنے سے پہلے بھی میں نے اس پوری کتاب کا ایک سرسری مطالعہ حال میں کیا ہے اور میں علی وجہ البصیرت یہ کہنے کا اپنے کو حقدار سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وممات کے بارہ میں اس میں کوئی بات بھی جمہور امت اور اہل سنت کے ان تمام دینی وتاریخی مسلمات اور معتقدات کے خلاف نہیں ہے جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حیات بعد الممات کی خاص نوعیت کی تحقیق اور تعیین میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنے خاص طرز پر ایک نہایت

دقیق وعمیق کلام کیا ہے اور اسی کے ساتھ ''دجال'' کی حیات وممات
کی خاص نوعیت کے بارے میں بھی اس طرز پر کچھ کلام کیا ہے اور
بلاشبہ یہ تحقیق اتنی دقیق ہے کہ عوام کے علاوہ بہت سے علماء کے فہم
سے بھی بالاتر ہے۔ پس اس کو عوامی مسئلہ بنانا از قبیل اتباع متشابہات
اور غریب عوام کو فتنے میں ڈالنا ہے۔ وہ بیچارے اصل حقیقت کو تو نہ
سمجھ سکیں گے پھر یا تو کچھ کا کچھ سمجھ کے اندھی عقیدت میں اس کو اپنا
عقیدہ بنا کے گمراہ ہوں گے یا حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر گمراہی اور
بداعتقادی کے فتویٰ لگائیں گے۔ ہمارے علمائے کرام کو للہ سوچنا
چاہیے کہ اس سارے ضلال وفساد کا ذمہ دار عنداللہ کون ہوگا؟؟

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ص 16 تا 19)

قارئین کرام: بندہ عاجز کو سو فیصد یقین ہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے جمیع معتقدات جمہور امت کے مطابق ہیں ان کی کوئی بات اہل السنّت کے مسلک کے خلاف نہیں ہے اور موت بمعنیٰ قبض روح کی نوعیت میں ان کی تحقیق بھی قابل گرفت نہیں ہے کیونکہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

(تسکین الصدور ص 205)

پس اس عظیم شہادت کے باوجود بھی اگر کوئی شخص ''آبِ حیات'' کو بیچ میں لا کر بات کو الجھانا چاہتا ہے تو خود اس سے سوال کیا جائے کہ وہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی صفائی کس طرح پیش کرتا ہے کیونکہ وہ بھی حضرت کا نام لیوا ہے۔

سوال (4): اگر بعض مستثنیٰ ہیں تو کون کون سے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: ضابطہ موت سے کوئی فرد بشر مستثنیٰ نہیں ہے چنانچہ تسکین الصدور میں لکھا ہے:

’’بہرحال کل من علیها فان کے قاعدہ کلیہ سے کوئی آدمی جن،
ولی اور نبی مستثنیٰ نہیں ہے نہ اس میں کسی کو اختلاف ہے نہ بحث۔‘‘

(ص204)

سوال(5): جو مستثنیٰ ہیں ان کے لئے شرعی دلیل استثناء موجود ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملهم الصواب: جب ضابطہ موت سے کوئی مستثنیٰ ہی نہیں تو دلیل استثناء کا مطالبہ فضول بات ہے۔

سوال(6): بغیر شرعی دلیل کسی کا استثناء درست ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: نہیں ہے۔

سوال(7): شرعی دلیل کے بغیر استثناء کنندہ کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: جب ضابطہ موت سے استثناء کنندہ کوئی ہے ہی نہیں تو حکم کس پر لگایا جائے گا۔

سوال(8): جو حکم آپ کے نزدیک ہوگا اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: ہمارے نزدیک ضابطہ موت سے کوئی فرد بشر مستثنیٰ نہیں ’’کل نفس ذائقة الموت‘ کل من علیها فان‘ کل شئی هالک وغیرہ وغیرہ۔

سوال(9): وقت موت خروج روح یا انقطاع روح کا حکم قطعی ہے یا ظنی؟

الجواب باسم ملهم الصواب: موت بمعنیٰ قبض روح کا حکم قطعی ہے۔

سوال(10): آپ کے نزدیک جو حکم بھی ہو چاہے قطعی ہو یا ظنی ہو اس کے مخالف کا حکم کیا ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: موت بمعنیٰ قبض روح کا حکم قطعی ہے اور قطعیات کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سوال(11): خیر القرون میں موت کس معنیٰ میں سمجھی جاتی تھی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: ہر دور میں موت بمعنیٰ قبض روح سمجھی گئی ہے۔

سوال(12): موت کے وقت خروج روح یا انقطاع روح پر اجماع ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! بوقت موت قبض روح پر اجماع ہے۔

سوال(13): مدعی اجماع کا حکم کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مدعی اجماع اگر صحیح اجماع کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ برحق ہے۔

سوال(14): منکر اجماع کا حکم کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت بمعنیٰ قبض روح پر اجماع ہے اس اجماع کا کوئی منکر نہیں ہے جب کوئی منکر نہیں ہے تو حکم کس پر لگایا جائے۔

سوال(15): ورود موت ہر انسان کے لئے قطعی ہے یا ظنی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: یہ سوال اور اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے لہذا لایعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے کہ موت ہر انسان کیلئے قطعی ہے۔

سوال(16): قطعی سے استثناء کے لیے دلیل قطعی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: یہ سوال بھی لایعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے قطعی سے استثناء کے لیے دلیل قطعی ضروری ہے۔ لیکن آپ لوگ ضابطہ موت سے روح کو مستثنیٰ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ روح پر موت نہیں آتی لہذا یہ استثناء بغیر دلیل شرعی ہوا کہ روح پر موت نہیں آتی لہذا یہ استثناء بغیر دلیل شرعی کے ہے لہذا اپنا حکم خود ہی معلوم کر لو۔

سوال(17): موت کا کوئی دوسرا معنیٰ کرنے والا وقوع موت کا قائل تصور ہوگا یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت بمعنیٰ قبض روح کے ہے ہاں موت وحیات کی تعیین اور تفصیلات میں کچھ اختلاف ہوسکتا ہے اور اس کی گنجائش بھی ہے اور ایسے اختلافات خود

اہل السنّت میں بلکہ اہل السنّت کے ایک حلقے میں ہمیشہ رہے ہیں ان کو اہمیت دینا اور ان باتوں کا باعث تفرقہ بنانا بڑی بد قسمتی کی بات ہے۔

(مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ص 15)

سوال (18): موت کے وقت بدن عنصری سے تعلق تصرف فی الجسم العنصری منقطع ہوتا ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! موت کے وقت تعلق تصرف دنیوی فی الجسد العنصری منقطع ہو جاتا ہے البتہ معاً تعلق قبر و برزخ شروع ہو جاتا ہے۔

سوال (19): بوقت موت جسم عنصری سے دنیوی حیات ختم ہوتی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! موت کے وقت جسد عنصری سے حیات دنیوی اختتام پذیر ہوتی ہے اور قبر و برزخ کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

سوال (20): بوقت موت جسم عنصری میت کا؛ فرد بنتا ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے وقت صرف جسم عنصری نہیں بلکہ روح اور جسم عنصری دونوں میت کا فرد بنتے ہیں یعنی مجموعہ پر میت کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ مجموعہ پر موت واقع ہوئی لہٰذا مجموعہ ہی کو میت کہا جائے گا البتہ عالم دنیا کے اعتبار سے وقوع موت کی وجہ سے مجموعہ میت ہے اور عالم قبر و برزخ کے لحاظ سے روح اور جسد کا مجموعہ زندہ ہے تم لوگوں کا موت کی وجہ سے جسد عنصری کو میت کہنا اور روح کو میت نہ کہنا تمہاری کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے۔

سوال (21): بوقت موت جسم عنصری کے حواس ظاہرہ و باطنہ معطل ہوتے ہیں یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! موت کے وقت جسم عنصری کے حواس ظاہرہ و باطنہ دنیویہ معطل ہو جاتے ہیں لیکن عالم قبر و برزخ کے حواس عطا کر دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے مردہ انسان قبر میں آنے والے نکرین کو دیکھتا ہے اور ان کی آواز سنتا ہے اور اپنی

حیثیت کے مطابق جواب دیتا ہے پھر قبر کی جزا و سزا کا ادراک اور احساس کرتا ہے عذاب قبر کی حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور اسی پر اجماع امت ہے مزید دلائل بندہ عاجز کی کتاب ''قبر کی زندگی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ سردست یہاں ایک حدیث آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے:

''اخرج ابن ابی الدنیا فی البعث و ابو الشیخ فی السنة و الحاکم فی الکنی و البیهقی فی کتاب عذاب القبر والاصفهانی فی الحجة وغیرهم عن عمر رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عمر! کیف انت اذا کنت فی اربعة اذرع من الارض فی ذراعین و رایت منکراً ونکیراً فقلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم و ما منکر ونکیر قال فتانا القبر یبحنان القبر بانیا بهما و یطاء ن فی استعارهم اصواتها کالدعوا لقاصف و ابصارهما کابرق الخاطف معها مزربة لو اجتمع علیها اهل منیٰ لم یطیقوا رفعها هی ایسر علیهما من عصای هذه و بید رسول الله صلی الله علیه وسلم عصیة یحرکها فامتحمناک فان تعالیت او تلویت ضرباک بها ضربة تصیربها رسادا قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا علی حالی هذا؟ قال : نعم. قال اذن اکفیکهما کذا فی الکنز (121،18) و اخرجه سعید ابن منصور نحوه حیات الصحابةجلد نمبر 3، ص119. اخرج ا بوداؤد فی

البعث و الحاکم فی التاریخ البیهقی فی عذاب القبر عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه مثله (شرح الصدور) و فی الترغیب للمنذری ذکره بروایة احمد و فی لفظه نعم کهیئتک الیوم فقال عمر بفیه الهجر قال المنذری رواه احمد والطبرانی باسناد جید (ترغیب ج4، ص 183. احکام القرآن ج 4، ص 94) وفی الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما مثله (الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان ج5 ، ص 47)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! تیرا کیا حال ہوگا جب تو زمین کی چار ہاتھ کی جگہ میں ہوگا جو دو ہاتھ چوڑی ہوگی اور منکر نکیر کو دیکھے گا؟ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! منکر نکیر کون ہیں؟ فرمایا: '' قبروں میں امتحان لینے والے فرشتے! قبر کو اپنے دانتوں سے کریدیں گے اور ان کے بال پیروں تک لمبے ہوں گے ان دونوں کی آوازیں سخت گرجنے والی بجلی کی مانند ہوں گی اور ان دونوں کی آنکھیں اچک لینے والی بجلی کی مانند ہوں گی ان کے پاس گرز ہوگا جو اتنا وزنی ہوگا کہ اگر منیٰ کے تمام باشندے اس کو اٹھانا چاہیں تو اس کو نہ اٹھا سکیں گے اور یہ گرز ان دونوں فرشتوں کے لئے اٹھانا ایسا

آسان ہوگا جیسے میرا یہ عصا ہے......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک عصا تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہلا رہے تھے...... وہ دونوں تیرا امتحان لیں گے اگر تو جواب سے عاجز آ گیا یا تو نے ذرا بھی انکار کیا تو تجھ کو اس گرز سے ایک ایسی مار ماریں گے جس کی وجہ سے تو راکھ ہو جائے گا!! میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اپنی اسی حالت پر ہوں گا کیا میرا عقل و ہوش برقرار ہوگا؟؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تیرا عقل اور ہوش ایسے ہوگا جیسے آج ہے۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تب تو میں ان دونوں کے لئے کافی ہوں یعنی پھر میرے لیے جواب دینا کوئی مشکل نہیں۔

وفی مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما مثله

(مسند ابن حنبل ج2، ص362)

''واخرج عبدالرزاق فی مصنفه عن عمرو بن دینار مثله،

(مصنف عبدالرزاق ج ص583)

نوٹ: مزید یہ کہ روایت بالا احیاء العلوم ج4 ص503، اعلام الموقعین ج 4، ص288، مجمع الزوائد ج 3 ص47، احوال القبور ص 12، میزان الاعتدال ج1، ص393 ، شرح فقه اکبر ص 102 التذکرة ص 148، ریاض النقره ج 2ص34 وغیره میں بھی موجود ہے)

قارئین کرام: اس قسم کی بیسیوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم قبر و برزخ

میں اس عالم کے مطابق مردہ انسان میں کسی نہ کسی درجے میں احساس، ادراک اور شعور رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ قبر کی کارروائی سے متاثر ہوتا ہے اور چونکہ عذابِ قبر یعنی حیات قبر کی حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں لہٰذا یہ حدیثیں بوجہ تواتر کے خود حجت ہیں اور فرداً فرداً ان احادیث پر کلام کر کے ان کو ضعیف بنانے کی کوشش کرنا عبث ہے اور اصول حدیث کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔

سوال (22): آپ کے نزدیک تمام افراد انسان موت کے بعد میت کے افراد بن جاتے ہیں یا ان میں بعض بعض ہی میت میں شامل تصور ہونے چاہئیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: بے شک جب انسان پر موت واقع ہو جاتی ہے تو اس پر میت اور مردہ کا اطلاق کرنا درست ہے لیکن عصر ہذا کے معتزلہ ایک بہت بڑی علمی غلط فہمی میں مبتلا ہیں یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جب موت یا حیات کی نسبت کسی انسان کی طرف کی جاتی ہے تو بوقت نسبت موت سے انسان کا جسد عنصری مراد ہوتا ہے اور بوقت نسبت حیات انسان کی روح مراد ہوتی ہے یہ ان لوگوں کی بنیادی غلطی ہے جس پر انہوں نے کئی غلط عمارتیں کھڑی کر رکھیں ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موت کی نسبت جب کسی انسان کی طرف کی جاتی تو وہاں صرف جسد عنصری مراد نہیں ہوتا بلکہ روح اور جسد عنصری کا مجموعہ یعنی پورا انسان مرا د ہوتا ہے اسی طرح جب حیات کی نسبت کسی انسان کی طرف کی جاتی ہے تو وہاں صرف روح مراد نہیں ہوتی، بلکہ روح اور جسد کا مجموعہ یعنی پورا انسان مراد ہوتا ہے لہٰذا موت ثابت ہوگی تو مجموعہ کے لیے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا: "انک میت وانھم میتون." اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر آپ کی ذات مبارک یعنی روح اور جسد کے مجموعے کو "میت" کہا گیا اسی طرح کفار کی شخصیات کو یعنی ارواح اور اجساد کے مجموعہ کو "میتون" کہا گیا تو معلوم ہوا میت کا اطلاق صرف

جسد عنصری پر نہیں ہو رہا بلکہ روح اور جسد کے مجموعے پر ہو رہا ہے ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: ''**وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم.**'' اس آیت میں بھی موت اور قتل کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی طرف کی گئی ہے یعنی روح اور جسد کے مجموعے کی طرف نسبت کی گئی ہے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں جو آتا ہے: ''**من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات.**'' یہاں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو موت کی نسبت کی گئی ہے آپ کی پوری شخصیت یعنی روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ''**ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون.**'' اس آیت میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے وہ زندہ ہیں ان کو مردہ مت کہو لیکن تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ قتل بھی روح اور جسد کا مجموعہ ہوا اور حیات بھی روح اور جسد کے مجموعے کو نصیب ہوتی ہے اسی طرح قرآن وحدیث سے بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کی نسبت مکمل انسان کی طرف ہوتی ہے لہٰذا نسبت موت کے وقت جسد عنصری مراد لینا اور نسبت حیات کے وقت صرف روح مراد لینا عصرِ ہٰذا کے معتزلہ کی سوءِ فہم کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عصرِ ہٰذا کے معتزلہ جس دلیل سے بھی بعد از مرگ روح کی حیات برزخیہ ثابت کریں گے اس دلیل سے جسد عنصریہ کی حیات بھی ثابت ہوتی چلی جائے گی۔

اطلاق میت کسی قسم کی حیات کے منافی نہیں ہے:

انک میت وانهم میتون جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات دنیوی کے ساتھ دنیا میں زندہ موجود تھے اور آپ کو آیت میں ''میت'' کہا گیا کیونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم موت کے لیے محل وقوع بننے والے

تھے اور یہی حال کفار کا تھا جنہیں ''میتون'' کہا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اطلاق میت حیات دنیوی کے منافی نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''میت'' کہا گیا جب اطلاق میت حیات دنیوی کے منافی نہیں ہے تو بطریق اولیٰ حیات قبر و برزخ کے بھی منافی نہ ہوگا آپ اسے اجتماع نقیضین نہ سمجھیں کیونکہ موت پانے والا انسان ''میت'' ہے باعتبار عالم دنیا کے اور زندہ ہے باعتبار عالم قبر و برزخ کے۔ پس اس اعتباری فرق کی وجہ سے نہ ان میں تضاد ہے نہ تنافی۔ بلکہ اپنے اپنے موقع اور محل کے اعتبار سے دونوں درست ہیں لیکن چونکہ معتزلہ ان حقائق سے بے خبر ہیں اس لیے تضاد سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔

؎ سخن شناس نہی دلبر خطا اینجا است!!!

سوال (23): موت کے بعد جسم انسان پر ''میت'' کا اطلاق درست ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سوال کا لایعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے! موت بھی مکمل انسان پر وارد ہوتی ہے اور میت کا اطلاق بھی مکمل انسان یعنی روح اور جسد کے مجموعے پر ہوتا ہے

سوال (24): موت کے بعد انسان پر میت کا اطلاق ہونا قطعی ہے یا ظنی۔

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے بعد مکمل انسان یعنی روح اور جسد کے مجموعے پر میت کا اطلاق قطعی اور یقینی ہے اسی طرح الحیات بعد الممات بھی مکمل انسان کے لیے قطعی اور یقینی ہے لیکن یہ حکم اختلاف اعتبار کی وجہ سے ہے۔

سوال (25): موت کے وقت امساک روح کا حکم قطعی ہے یا ظنی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اصل سوال کا جواب معلوم کرنے سے پہلے بطور تمہید کے ایک بات ذہن نشین فرمالیں تاکہ آئندہ سوالات اور جوابات کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔ امساک روح سائل کی ایک نئی اصطلاح ہے بزعم خویش انہوں نے قرآن مجید کی درج ذیل

آیت سے اخذ کی ہے حالانکہ یہ بات خلاف واقع ہے در حقیقت امساک روح کی اصطلاح ان کی خانہ زاد ہے آیت قرآنی سے اس کا کوئی تعلق نہیں اب پہلے وہ آیت لیتے ہیں پھر اس کا ترجمہ اور مطلب ہوگا پھر سائل کے سوال کا جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ العزیز۔

آیت......**اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمیٰ ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون.**

ترجمہ: ''اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی کہ جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معیّن تک کے لیے رہا کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے دلائل ہیں جو کہ سوچنے کے عادی ہیں۔''

اس آیت کا صحیح اور صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکمل انسان یعنی روح اور جسد کے مجموعے کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے بعض پر نیند طاری کر دیتا ہے اور ان کی روح کو واپس لوٹا دیتا ہے یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر موت کا فیصلہ نہیں ہوا ہوتا اور جس پر موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اس کو دنیا میں واپس نہیں بھیجتا بلکہ اسی عالم میں اس کو بند کر دیا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ نیند والا جاگ کر دنیا والی پہلی حالت میں واپس آجاتا ہے بخلاف موت والے کے کہ وہ دنیا والی پہلی حالت پر نہیں آسکتا تو یہاں جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ ہے امساک انسان **عن العود الی الدنیا** اگر چہ اس کی صورت یوں ہوگی کہ روح کا بدن کی طرف ایسا ارسال ہو کہ انسان دنیا والی پہلی حالت میں واپس آجائے جیسا کہ خواب والے کی روح کا اس کے بدن کی طرف ایسا ارسال ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں واپس آنے سے روک دیا گیا ہے اور اس کا امساک ہو گیا ہے اب یہ وہاں بھی رہے گا اس عالم میں نہیں آسکتا اور یوں بھی

تعبیر کر سکتے ہیں کہ روح کا امساک ہو گیا اب اس کا بدن کی طرف ایسا ارسال نہیں ہو گا کہ وہ ارسال کے بعد پہلی حالت پر آ کر دنیا میں واپس آ جائے تو اس صورت میں بھی ایسے ارسال کی نفی ہے کہ آدمی دنیا والی حالت پر آ جائے اگر ایسا ارسال ہو کہ آدمی دنیا میں واپس نہ آئے بلکہ اسی عالم قبر و برزخ میں رہے مثلاً سوال و جواب کے لیے اعادہ روح یا جزاء سزا کے لیے تعلق روح جس کی کیفیت اللہ ہی جانتے ہیں کیونکہ امساک سے ایسا امساک مراد ہے کہ آدمی دنیا میں واپس نہیں آ سکتا، **الا بخرق العادۃ۔**

اگر اشاعت التوحید والسنۃ والوں کو ہمارے ان معروضات سے تشفی نہیں ہوتی بلکہ وہ بضد ہیں کہ امساک کا مطلب یہ ہے کہ روح عن البدن سے ہر قسم کا امساک مراد ہے نہ سوال و جواب کے لیے اعادہ ہوتا ہے اور نہ ہی جزا و سزا کے لیے تعلق کیونکہ یہ چیزیں امساک کے خلاف ہیں تو ہم ان کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ تمہارے اس موقف سے تمہارے اپنے مسلک کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور تمہارے مذہب کی عمارت برقرار رہ ہی نہیں سکتی چنانچہ مندرجہ ذیل آیت میں غور فرمائیں "**فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت**" جس کا صاف معنیٰ یہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بند کر لیتا ہے جس پر موت کا فیصلہ ہوا اگر تم امساک سے مراد امساک روح لیتے ہو تو موت کا فیصلہ بھی روح پر ہو گا جب روح مر جائیں گے تمہاری روحانی زندگی اور برزخی زندگی خود بخود ختم ہو جائیں گی کیونکہ تمہاری گاڑی تو روح پر چلتی ہے جب روح مر جائے تو تمہارے مذہب کی عمارت خود بخود گر جائے گی روح پر جب موت کا فیصلہ ہو گا تو نہ روحانی زندگی بچے گی نہ برزخی۔ نیز ہماری ایک گزارش بھی ذہن نشین فرما لیں کہ آیت مذکورہ میں امساک سے مراد امساک روح ہے لہذا قبر و برزخ میں نہ اعادہ روح ہے نہ تعلق روح ہے کیونکہ ایسا عقیدہ امساک روح کے خلاف ہے تو ہم گزرش کریں گے کہ اگر اعادہ روح اور تعلق روح سے امساک روح باطل ہوتا ہے تو

حلول روح سے بھی یہ امساک باطل ہوجائے گا حالانکہ تم لوگ موت کے بعد جسد مثالی میں روح کے دخول اور حلول کو تسلیم کرتے ہو جہاں تعلق امساک متاثر ہوتا ہے وہاں دخول وحلول سے بطریق اولیٰ متاثر ہوگا لہٰذا امساک کا ایسا معنی کرنے سے تمہارا اپنا عقیدہ جسد مثالی والا باطل ہوجائے گا ورنہ ہمیں قرآن مجید کی نص قطعی اور حدیث متواتر سے بتایا جائے کہ جسد عنصری سے تعلق مانا جائے تو امساک روح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر جسد مثالی میں روح کو داخل کرلیا جائے تو امساک روح نہیں ٹوٹتا۔ دیدہ باید۔

آمدم برسر مطلب: اس تمہید کے بعد اس سائل کے سوال کا جواب سنیے۔

محترم موت کے بعد **امساک انسان عن العود الی الدنیا** کا حکم قطعی ہے **الا بخرق العادۃ**۔

سوال (26): امساک روح ہوجانے کے بعد جسم عنصری میں حیات دنیوی رہتی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے بعد امساک انسان ہوجاتا ہے اس کے بعد جسد عنصری میں حیات دنیوی نہیں رہتا لیکن قبر و برزخ کی حیات کا دور شروع ہوجاتا ہے جن لوگوں نے قبر کی زندگی کو حیات دنیا سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ قبر و برزخ کی زندگی میں دنیا والا جسد شامل ہے۔

سوال (27): امساک روح ہوجانے کے بعد جسم عنصری میں ادارک دنیوی رہتی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: امساک روح سائل کی خانہ زاد اختراغ ہے **فیمسک التی** کا مطلب یہ ہے کہ جس انسان پر موت کا فیصلہ ہوجاتا ہے اس انسان کو اللہ تعالیٰ عالم قبر و برزخ میں روک لیتے ہیں اور عالم دنیا میں واپس نہیں آنے دیتے **الا ماشاء اللہ** باقی رہا ادراک دنیوی وہ تو نہیں رہتا لیکن ادراک برزخی باقی رہتا ہے اسی ادراک برزخی کی وجہ سے قبر کا حساب ہوتا ہے۔

سوال (28): حیاتِ دنیوی کا زوال قطعی ہے یا ظنی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سوال کا تکرار لایعنی ہے تاہم جواب سن لیجئے! بوقت موت حیات دنیوی کا زوال قطعی ہے اور حیات قبر و برزخ کا آغاز بھی قطعی ہے۔

سوال (29): ادراک دنیوی کا نہ ہونا قطعی یا ظنی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: بوقت موت حیات دنیوی اور ادراک دنیوی زوال قطعی ہے اسی طرح حیات قبر و برزخ اور اس کے ادراک کا آغاز بھی قطعی اور یقینی ہے معلوم ہونا چاہیے کہ سائل کا یہ سوال بھی لایعنی تکرار ہے۔

سوال (30): وقوع موت کے بعد حیات دنیوی کے قائل کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: وقوع موت کے بعد قبر و برزخ کی حیات کو بالکل حیات دنیوی کوئی نہیں کہتا اور جن لوگوں نے اس حیات کو حیات دنیوی سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ قبر و برزخ کی حیات میں دنیا والا جسد شامل ہے جب قبر و برزخ کی زندگی کو بالکل اور ہر لحاظ سے حیات دنیوی کوئی نہیں کہتا تو فتویٰ کس پر لگایا جائے!!!

سوال (31): وقوع موت کے بعد ادراک دنیوی کے قائل کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سوال کا لایعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے! وقوع موت کے بعد حیات دنیوی اور ادراک دنیوی ختم ہو جاتا ہے اور قبر و برزخ کی حیات اور اس کا ادراک شروع ہو جاتا ہے یہ اتفاقی مسئلہ ہے اس میں کسی کو انکار نہیں ہے اب فتویٰ کس پر لگایا جائے!

سوال (32): امساک روح کا معنیٰ ہے کہ بدن عنصری کے اندر روح نہیں رہتی اب اعادہ روح کی صورت میں امساک ختم ہوا یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: امساک روح کا معنیٰ ہے کہ بدن عنصری کے اندر روح نہیں رہتی یہ سائل کی گھر کی اصطلاح ہے باقی رہا اعادہ روح فی القبر تو وہ احادیث متواترہ

سے ثابت ہے اور جمہور اہل السنّت کا مسلک ہے اور اسی پر اجماع امت ہے اور قبر میں اعادہ کی صورت میں **امساک انسان عن العود الی الدنیا** پر کوئی اثر نہیں پڑتا انسان عالم قبر و برزخ میں بند رہتا ہے اور وہاں حساب کے لیے اعادہ روح ہو جاتا ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے!!! فافہم

سوال (33): امساک روح کا حکم تا قیامت ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے بعد ہر انسان نے عالم قبر و برزخ میں رہنا ہے اس کو دنیا کی طرف واپس آنے سے روک دیا جاتا ہے یہ ہے **فیمسک التی قضی علیھا الموت** کا مطلب پس قبر میں حساب کے لیے اعادہ روح ہو جانے کے باوجود **فیمسک** کا حکم باقی رہتا ہے۔

سوال (34): اعادہ روح کی صورت میں امساک کی بجائے ارسال ہو جائے گا یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: یہ سوال بھی لا یعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے! قبر و برزخ میں حساب کے لیے اعادہ روح **فیمسک** کے ہرگز خلاف نہیں ہے کیونکہ حضرت انسان عالم قبر و برزخ میں بند ہو چکا ہے اور اسی بندش کے باوجود اعادہ روح کے ذریعے اس سے حساب لیا گیا ہے۔ ہاں! اگر حضرت انسان اعادہ روح کے ذریعے قبل از قیامت عالم دنیا میں واپس آجاتا تو **فیمسک** کے خلاف ہوتا لیکن اب **فیمسک** کے خلاف نہیں ہے۔

سوال (35): قبل از قیامت کے افراد کے لیے ارسال روح کا عقیدہ ہونا چاہئے یا امساک روح کا؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے بعد انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ عالم قبر و برزخ میں رہے گا اس عالم سے نکل کر کوئی شخص عالم دنیا میں نہیں آ سکتا مگر جس کو اللہ چاہے بہر حال! قانون یہ ہے اور عالم قبر و برزخ میں جزا و سزا کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے

یہ جزا وسزا پورا انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ محسوس کرتا ہے ہر انسان کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے دلائل کے لیے بندہ عاجز کی کتاب ''قبر کی زندگی'' کا مطالعہ کیجئے۔

سوال (36): قبل از قیامت بدن عنصری کے اندر روح کا داخل ہو جانا امساک روح کے منافی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: یہ سوال بھی لایعنی تکرار ہے تاہم اس کا جواب بھی سن لیجئے! جب حضرت انسان پر موت وارد ہوتی ہے تو اس کا روح اور جسد دونوں عالم قبر و برزخ کی چیز قرار پاتے ہیں اور اسی عالم میں احادیث مبارکہ کے مطابق اعادہ روح ہوتا ہے جس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اسی اعادہ کی وجہ سے میت سے تین سوال کیے جاتے ہیں پھر جزا و سزا کے لیے ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے چونکہ اس اعادہ سے آدمی عالم دنیا میں واپس نہیں آجاتا بلکہ عالم قبر ہی میں رہتا ہے لہٰذا یہ اعادہ روح فیمسک کے خلاف نہیں ہے۔ ہاں! قیامت کے دن روح کا جسد عنصری کی طرف ایسا ارسال ہوگا کہ حضرت انسان بالکل پہلی حالت پر واپس آجائے گا اور تب والبعث بعد الموت متحقق ہوگا اب اعادہ روح کے باوجود ایسا نہیں ہے۔

سوال (37): قبل از قیامت روح کا جسد عنصری سے تعلق تصرف فی الجسم العنصری امساک روح کے منافی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ متکرر سوال ہے تاہم اس کا بھی ہم جواب دیتے ہیں! قبر میں بوقت سوال اعادہ روح اور جزا وسزا کے لیے تعلق روح ہوتا ہے اور یہ تعلق اور اعادہ ''فیمسک'' کے خلاف ہرگز نہیں ہے کیونکہ انسان اس اعادہ اور اس تعلق کے باوجود عالم قبر و برزخ میں ہی رہتا ہے اگر ایسا ارسال ہوتا کہ انسان پہلی حالت پر آکر دنیا میں واپس آجاتا تو یہ ''فیمسک'' کے خلاف ہوتا ہے اور قبل از وقت والبعث بعد الموت متحقق ہو جاتا لیکن ایسا نہیں ہے۔

سوال(38): امساک روح جس طرح قطعی آیت میں ہے اسی طرح اعادہ روح فی الجسم العنصری قبل از قیامت کیا کسی آیت میں ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: امساک روح کی اصطلاح سائل کی اپنی گھڑی ہوئی ہے قرآن مجید کی کسی آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ روح کا جسد عنصری کی طرف اعادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی تعلق کی نفی کی گئی ہے یہ سب کچھ سائل کی بدفہمی کا نتیجہ ہے آیت میں فرمایا یہ گیا کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ موت سے دوچار کرتے ہیں تو اس عالم قبر و برزخ میں بند رکھتے ہیں باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ امساک روح قطعی آیت سے ثابت ہے اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ قرآن مجید کی سب آیات قطعی ہیں لیکن قطعیت کے ساتھ یہ کسی آیت سے ثابت نہیں کہ عالم قبر و برزخ میں نہ اعادہ روح ہوتا ہے نہ تعلق یہ سب کچھ سائل کی کج فہمی کا نتیجہ ہے باقی رہا سائل کا یہ پوچھنا کہ کسی آیت سے اعادہ روح ثابت ہے تو گزارش یہ ہے کہ درجنوں آیات اور سینکڑوں احادیث میں بعد از موت روح اور جسد کا تعلق ثابت ہے اور اسی پر جمہور امت کا عقیدہ ہے سر دست دو آیتیں ملاحظہ فرمائیے

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون. یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ اس آیت میں مقتولین فی سبیل اللہ کو زندہ کہا گیا ہے ظاہر ہے کہ روح اور جسد کے مابین کوئی نہ کوئی تعلق ہے جس کی وجہ مقتولین کو زندہ کہا جا رہا ہے۔

اگر تعلق نہیں ہے تو زندہ کہنے کا کیا مطلب؟؟ باقی رہی حدیث طیور خضر تو حسب تصریح علمائے اسلام سبز رنگ کے پرندے شہدائے اسلام کے لیے سواریاں ہیں اور شہدائے کرام بشکل انسانی ان سواریوں میں بیٹھ کر جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں جیسا کہ ایک حاجی صاحب جو تازہ تازہ حج کر کے گھر واپس آتا ہے اور رات کو گھر میں سوتا ہے تو خواب

میں مکہ اور مدینہ کی سیر کرتا ہے تو اسی طرح شہدائے کرام اپنی اپنی قبور میں ہوتے ہوئے سبز رنگ کی سواریوں میں بیٹھ کر سیر کرتے ہیں اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''قال یٰلیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین'' اس آیت میں اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا شخص یہ کلمات بول رہا ہے اور یہاں قال کے اندر جو ھُوَ ضمیر ہے جو رَجُلٌ کی طرف راجع ہے اور ظاہر ہے کہ رجل روح اور جسد کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ روح اور جسد کے مجموعہ مرنے کے بعد بولا اگر تعلق نہیں تو یہ مجموعہ کیسے بولا؟؟

واضح رہے کہ اعادہ روح بھی ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کی حقیقت ہم نہیں جانتے چونکہ مردہ انسان کو دفن کرنے اور حساب وکتاب کے لیے تعاد روحہ فی جسدہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے چنانچہ ان حدیثوں کو مدنظر رکھ کر اعادہ روح سے اس کو تعبیر کیا جاتا ہے یہ اس لیے کہ سوال کے وقت یہ تعلق نسبتاً قوی ہوتا ہے اور جزا وسزا کے لیے صرف تعلق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ تعلق نسبتاً کم ہو جاتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے مردہ انسان ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے لہٰذا اعادہ روح اور تعلق روح میں تضاد نہیں سمجھنا چاہیے۔

سوال(39): اعادہ روح فی الجسم العنصری قبل از قیامت کسی حدیث متواترہ میں ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اعادہ روح فی القبر الی الجسم کی حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ کتب میں بکثرت وبتعدد طرق موجود ہیں جن کو علمائے اسلام نے بالاتفاق عقیدہ عذاب قبر یعنی حیاتِ قبر کی بنیاد قرار دیا ہے اور ان حدیثوں کو تواتر کا درجہ حاصل ہے چنانچہ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

''الاحادیث الصحیحۃ المتواترہ تدل علی عود الروح الی البدن وقت السوال.'' یعنی صحیح اور متواتر حدیثیں اس پر

دلالت کرتی ہیں کہ سوال کے وقت روح بدن کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔"

(بحوالہ شرح حدیث النزول ص 51)

نوٹ: یہی بات امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بھی نقل کی ہے۔

(شرح الصدور ص 60)

نیز قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"وقد وردت بذلک احادیث کثیرة بلغت حد التواتر."

(نیل الاوطار ج 4، ص 97)

یعنی کہ اس کے بارے میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو تواتر کے درجہ کو پہنچی ہیں اور نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

"احادیث متواترہ اندر بر آنکہ عود می کند روح بسوئے بدن وقت سوال وایں تعلق ہمیشہ ماند اگرچہ جسد جاں دریدہ ومتفرق ومنقسم۔"

(التنکیت فی شرح اثبات التثبیت ص 23)

شارح مسلم شریف امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينهٖ او بعضهٖ بعد اعادة الروح اليه او الى جزامنه."

(مسلم شریف ج 2 ص 386)

سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"والجمهور على عود الروح الى الجسد ."

(روح المعانی ج 11 جز 12)

نوٹ: یہی بات فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد 5، ص 705 میں بھی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور

ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریبا دس آیات میں اشارۃً اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی''

(معارف القرآن ج3، ص248 تحت آیت یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت)

حضرت مولانا عبدالعزیزی پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عذاب القبر احادیثہ تبلیغ التواتر المنعوی''

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص65)

امام اہل السنّت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تواتر کا عام فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خبر متواتر عام اس سے کہ تواتر لفظی ہو یا تواتر طبقہ تواتر قدر مشترک یا تواتر توارث ان میں سے ہر ایک کا انکار ہمارے نزدیک کفر ہے۔''

(البیان الازہر ص103 حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ راہ ہدایت، ص252)

تنبیہ: بندہ عاجز نے جتنے حوالہ جات پیش کیے ہیں کہ جسد کی طرف بوقت سوال قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے یہاں جسد سے جسد عنصری ہی متعین ہے اور کوئی دانشمند ان عبارات میں کسی دوسرے جسد کا تصور ہی نہیں کر سکتا ان عبارات میں جسد عنصری کو چھوڑ کر جسد مثالی مراد لینا مرزائیت کو مات دینے کے مترادف ہے۔

الحمدللہ! بندہ عاجز نے سائل کا جواب کماحقہٗ دے دیا ہے اس کا مطالبہ بھی پورا کر دیا ہے اب ماننا یا نہ ماننا سائل کی مرضی ہے۔ واللہ یھدی الیہ من ینیب.

نوٹ: مزید تفصیل کیلیے تسکین الصدور، مقام حیات، ہدایۃ الحیران، رحمت کائنات،

تسکین الاذکیا اور الحیات بعد الوفات یعنی ''قبر کی زندگی'' کا مطالعہ کیجئے ان شاء اللہ سینے کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔

سوال (40): اعادہ روح فی الجسم العنصری قبل از قیامت کسی حدیث مشہور میں ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کا یہ سوال بھی لایعنی ہے کیونکہ جب تواتر کا مطالبہ کیا اور پورا بھی کر دیا گیا تو اب حدیث مشہور کا مطالبہ ایک فضول قسم کی حرکت ہے تاہم جواب سن لیجئے! محدثین نے **اعادہ روح فی القبر الی الجسد** کی حدیثوں کو جس طرح متواتر کہا اسی طرح مستفیض اور مشہور بھی کہا ہے چنانچہ مسند احمد کی صحیح حدیث جو کہ شیخین کی شرط پر ہے جس میں **اعادہ روح الی الجسد** کی تصریح موجود ہے کہ بارے میں امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

'' وقدرواه الامام احمد وغيره وهو حديث اجمع راه الاثر على شهرته واستفاضته وقال الحافظ ابوعبدالله بن مندة هذا الحديث اسنا متصل مشهور رواه جماعة عن البراء.''

(شرح حدیث النزول ص 47)

اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور تمام محدثین کا اس کے مشہور اور مستفیض ہونے پر اجماع ہے اور حافظ ابوعبداللہ بن مندہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متصل الاسناد اور مشہور ہے اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے۔''

سوال (41): اعادہ روح فی الجسم العنصری قبل از قیامت کون سی حدیث خبر واحد میں ہے جس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہو؟

الجواب باسم ملہم الصواب: سائل کا یہ سوال بھی ایک لایعنی حرکت ہے کیونکہ جب احادیث مشہورہ متواترہ سے اعادہ روح ثابت ہو چکا ہے اور اس پر جمہور علمائے اسلام قائم ہیں تو پھر خبر واحد کا مطالبہ کرنا لایعنی حرکت نہیں ہے تو پھر کیا ہے!!! ناانصافی دیکھئے کہ مولانا محمد ایاز صاحب نے اپنے اسی رسالہ میں مجھ ناتواں کو طعنہ دیا ہے کہ انہیں سوال سوال کرنے کی لت پڑی ہوئی ہے محترم محمد ایاز صاحب آپ کو بندہ عاجز کی لت تو نظر آئی لیکن اپنی لت نظر نہ آئی کسی نے سچ کہا کہ بھینس کو دوسروں کی سیاہی تو نظر آتی ہے لیکن اپنی سیاہی نظر نہیں آتی۔ تاہم جواب سماعت فرمائیے:

ہمارے امام اہل السنّت حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اعادہ روح کی ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا ایک ایک راوی ثقہ اور ثبت ہے اور امام بخاری اور امام مسلم جیسے امام فن اور پختہ کار محدثین کرام نے اس سند کے تمام راویوں سے احتجاج کیا ہے اور سو فیصدی حضرات محدثین کرام اس حدیث کی تصحیح کرتے اور عذاب قبر وغیرہ اہم مسائل کے بارے میں اس حدیث کو اہل السنّت والجماعت کا مستدل قرار دیتے ہیں۔''

(تسکین الصدور ص106)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''لیکن اس سے قبل کہ اعتراضات اور اس کے جوابات نقل کئے جائیں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے لے کر تقریباً چوتھی صدی تک اہل السنّت والجماعت کے ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے حضرات فقہاء متکلمین اور علمائے حق اس عقیدے پر تھے کہ وفات کے بعد قبر میں میت کو جو راحت وکلفت

پہنچتی ہے اس کا تعلق بدن مع الروح کے ساتھ ہوتا ہے اور میت کو
ایک گونہ حیات ونوع من الحیوۃ حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس
کو فہم وشعور اور ادراک عذاب ونعمت ہوتا ہے۔''

(تسکین الصدور ص 107)

پس معلوم ہوا کہ خیرون القرون کے تمام مسلمان اعادہ روح کی احادیث صحیحہ کے مطابق **اعادہ روح فی القبر الی الجسد للسوال** کے قائل تھے البتہ خیرون القرون کے بعد ایک شرذمہ قلیلہ نے اعادہ روح کا انکار کر کے ان احادیث صحیحہ مشہورہ و متواترہ پر جارحیت کی ہے جس کا جواب ہر دور میں علمائے حق نے دے کر ان کی جارحیت کو مردود قرار دیا ہے اور عقیدہ اعادہ روح کا تحفظ کیا ہے اور اس آخری دور میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے منکرین کو جو دندان شکن جواب دیے ہیں وہ دیدنی اور شنیدنی ہیں تسکین الصدور کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

سوال (42): خبر واحد معارض کتاب اللہ ہو تو کیا یہ حجت بن سکتی ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: خبر واحد اگر بظاہر کتاب اللہ کے معارض ہو اور تطبیق کی کوئی صورت موجود نہ ہو تو کتاب اللہ کو ترجیح ہوگی لیکن یہاں خبر واحد نہیں بلکہ اخبار مشہورہ متواترہ ہیں اور جن احادیث سے اعادہ روح کا ثبوت ملتا ہے وہ قطعاً کتاب اللہ کے معارض نہیں ہیں بلکہ موافق ہیں خود قرآن مجید میں پچاس سے زائد ایسی آیات موجود ہیں جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد عالم قبر و برزخ میں مردہ انسان کو جو جزا و سزا دی جاتی ہے اس میں روح اور دنیا والا جسم دونوں شامل ہوتے ہیں جس کی صحیح اور معقول صورت یہی ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں ثواب وعقاب کو محسوس کرتے ہیں وہ آیات ''قبر کی زندگی'' میں ملاحظہ فرمائیں جن

میں سے دو آیتیں انہیں جوابات میں بھی پیش کی گئیں ہیں پس اعادہ روح کی حدیثوں کو کتاب اللہ کے معارض سمجھنا جہالت وحماقت ہے خیر القرون میں اور بعد کے مسلمانوں میں ان حدیثوں کو کتاب اللہ کا معارض نہیں سمجھا گیا لہذا شر ذمہ قلیلہ کی ذہنی اختراع اور مصنوعی تعارض کا کوئی اعتبار نہیں !!!

خیر خواہانہ مشورہ: اے عصر ہذا کے معتزلہ سنو! اعادہ روح کی حدیثوں کو کتاب اللہ کا معارض کہنا چھوڑ دو ورنہ یہ سوال تمہیں مہنگا پڑے گا کیونکہ اعادہ روح کے تو تم بھی قائل ہو فرق صرف اتنا ہے کہ تم جسد مثالی کی طرف اعادہ روح کے قائل ہو جب کہ علمائے اسلام فرماتے ہیں قبر و برزخ میں دنیا والے جسد کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اگر تم نے اعادہ روح کی حدیثوں کو کتاب اللہ کا معارض کہہ کر رد کر دیا تو مثالی جسد کی طرف اعادہ روح کی حدیثیں کہاں سے لاؤ گے جس میں اعادہ روح کی بھی تصریح ہو اور جسد مثالی کی بھی اور اسی طرح امساک روح کی بھی اصطلاح چھوڑ دو! ورنہ یہ سودا بھی تمہیں مہنگا پڑے گا اگر امساک روح ہوتا ہے تو موت کا فیصلہ بھی روح پر ہوگا اور جب روح پر موت کا فیصلہ ہو جائے گا تو تمہارا عقیدہ مر کر خاک میں دفن ہو جائے گا!!

ذرا سوچو! غور کرو! دوسروں کے عقیدہ کی تردید میں اتنے اندھے نہ ہو جاؤ کہ دوسروں کے عقیدے کے تردید کرتے کرتے اپنے عقیدہ سے بھی ہاتھ دھونے نہ پڑ جائیں

ان فی ذٰلک عبرۃ لاولی الالباب۔

سوال (43): خبر واحد کی بصورت تعارض تاویل ضروری اور کتاب اللہ کو ظاہر پر رکھنا ضروری ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مسئلہ زیر بحث میں اعادہ روح کی حدیثیں قرآن مجید کی کسی آیت کے معارض نہیں ہیں یہ مصنوعی تعارض خیر القرون کے بعد کی نو ایجاد بدعت ہے

باقی رہا ایک عام ضابطہ کہ ظاہری تعارض کی صورت میں علمائے اسلام نے تطبیق اور تاویل اور ترجیح کی جو صورتیں موقع اور محل کے مطابق بیان فرمائی ہیں۔ البتہ ہر جگہ قرآن کے ظاہری الفاظ کو اور ظاہری مفہوم کو لیا جائے تو "**من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ**" وغیرہ آیات میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔

سوال (44): روح جسم عنصری کے اندر تصرف یوں کرے کہ کان سنے آنکھ دیکھے جس میں حس و حرکت ہو تو کیا امساک ختم ہو گیا یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: احادیث صحیحہ مشہورہ متواترہ سے جب یہ عقیدہ ثابت ہے کہ مردہ انسان کی طرف عالم قبر و برزخ میں اعادہ روح ہوتا ہے اور حساب والے فرشتے مردہ کو بٹھاتے ہیں حدیث "**فیقعدانہ**" کے الفاظ موجود ہیں تو مردہ انسان نکیرین کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اپنے کانوں سے ان کی آواز کو سنتا ہے اور اپنی زبان سے ان کو جواب دیتا ہے بعدہ صحیح جواب دینے والے مردہ کو فرشتے سلا دیتے ہیں۔ حدیث بخاری میں ہے "**نم صالحا**" حدیث ترمذی میں ہے "**نم کنومۃ العروس**" اور پھر اس کے لیے راحت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مجرم کے لیے عذاب کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہ سب امور کتاب اللہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہیں جس پر مسلمان کے لیے ایمان لانا ضروری ہے البتہ قبر و برزخ کی یہ کاروائی ایک دوسرے عالم کی کارروائی ہے اس لیے ہماری نظروں سے اوجھل اور مستور رہتی ہے اس لیے تو قبر کو برزخ کہتے ہیں کہ یہ کارروائی پس پردہ ہوتی ہے البتہ ذہن نشین فرمالیں اس ساری کارروائی کے باوجود مردہ انسان عالم قبر و برزخ میں ہی رہتا ہے لہٰذا "**فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت**" کے منافی نہیں ہے کیونکہ مردہ اسی عالم میں بند ہے عالم دنیا میں تو نہیں آیا اگر دنیا میں واپس آ جاتا تو پھر امساک کے خلاف ہوتا پس امساک بھی باقی اور قبر و برزخ کی جزا و سزا بھی جاری ہے۔

سوال (45): میت کے تمام افراد کے لیے امساک روح کا حکم ہے یا بعض کے لیے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کا یہ سوال مکرر سہ کرر ہونے کی وجہ سے فضول بے ہودہ اور لایعنی ہے جس کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے تاہم مختصراً جواب بھی سُن لیجئے امساک روح کی اصطلاح سائل کی خانہ زاد ہے اور اسے ہی مہنگی پڑے گی اور حقیقت یہ ہے کہ انسان کے جتنے افراد پر بھی موت واقع ہو چکی ہے وہ عالم قبر و برزخ میں بند ہیں۔ یہی ہے امساک کا صحیح مطلب اس امساک سے کوئی فرد بشر مستثنیٰ نہیں ہے **الا بخرق العادۃ** ہاں! مردہ انسان عالم قبر و برزخ میں رہے اور وہاں سوال کے لیے یا جزا و سزا کے یے اعادہ روح اور تعلق روح ہو جائے تو یہ " **فیمسک التی قضٰی علیھا الموت** " سے منافی نہیں ہے اور جو اس کو منافی سمجھے گا اس کی روح مر جائے گی اور روح کی مرنے سے اس کا مذہب بھی مر جائے گا۔

سوال (46): تمام افراد کے لیے امساک روح کا حکم قطعی ہے یا ظنی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کا یہ سوال بھی مکرر سہ کرر ہونے کی وجہ سے لایعنی عبث ہے تاہم جواب عرض کر دیتے ہیں! البتہ حضرت مولانا ابومعاویہ محمد ایاز صاحب کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولانا صاحب! "امساکِ روح" کی اصطلاح مہربانی فرما کر ترک کر دیں ورنہ آپ کی روح مر جائے گی اور روح کے مرنے سے جسد مثالی بھی مر جائے گا پھر حیات برزخیہ کہاں سے ثابت کریں گے؟؟؟ مہربانی فرما کر اپنے مذہب پر رحم کریں اس کی بیخ کنی نہ فرمائیں یہ آپ کا غیر دانشمندانہ اقدام ہے۔

اب جواباً گزارش ہے کہ **امساک انسان عن العود الی الدنیا** کا حکم قطعی ہے لیکن یہ امساک انسانی قبر کی کارروائی کے منافی نہیں ہے امساک بھی رہتا ہے اور قبر کی کارروائی بھی چلتی رہتی ہے۔

سوال (47): آپ کے نزدیک جسم عنصری کی حیات دنیوی کا قائل امساک روح کا منکر ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملهم الصواب: سائل کا سوال مکرر سہ کرر ہونے کی وجہ سے بے ہودہ تکرار ہے اور ہر بار جواب بھی عرض کیا جا چکا ہے مختصراً اب بھی سن لیجئے! قرآن مجید میں جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''**فیمسک التی قضیٰ علیها الموت**'' اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس انسان پر موت کا فیصلہ کیا جاتا اس کی روح کو بند کر لیا جاتا ہے یعنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت انسان روح اور جسد کے مجموعہ کو عالم قبر و برزخ میں بند کر لیتے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آنے دیتے اب عالم قبر و برزخ میں اعادہ روح کی وجہ سے دنیوی جسم میں جو حیات پیدا ہوتی ہے تو وہ درحقیقت عالم قبر و برزخ کی حیات ہے لہٰذا دنیا والے جسم میں جزا و سزا کے لیے حیات برزخی ماننے سے '' **فیمسک التی قضٰی علیها الموت**'' کے خلاف نہیں ہوگا اگر تم حیات قبر و برزخ کو '' **فیمسک التی قضٰی علیها الموت** '' کے خلاف سمجھتے ہو تو تمہاری حیات برزخیہ بھی اس کے خلاف ہوگی!

فما هو جوابکم فهو جوابنا

ورنہ ہمیں وجہ فرق بتائی جائے کہ دنیا والے جسد میں حیات مانی جائے تو امساک کے خلاف پڑتی ہے اور مثالی جسم میں اعادہ روح تسلیم کیا جائے تو امساک کے خلاف نہیں ہوتا ہے آخر وجہ کیا ہے؟؟؟

سوال (48): جسم عنصری کے ادراک دنیوی کا قائل امساک روح کا منکر ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملهم الصواب: سائل کا یہ سوال مکرر سہ کرر ہونے کی وجہ سے لایعنی اور فضول ہے۔ مولانا صاحب سنیئے! امساک روح کی اصطلاح تھوک دیجئے اس سے ہمارے عقیدے کی صحت پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن اس سے تمہارے مذہب کی صرف صحت نہیں

بگڑتی بلکہ تمہارا مذہب موت کے گھاٹ اترتا ہے۔

تاہم جواب پھر بھی سن لیجئے! موت کے بعد مکمل انسان روح اور جسد کا مجموعہ عالم قبر و برزخ میں چلا جاتا ہے اور وہاں اس کا امساک ہو جاتا ہے اور وہاں کی کارروائی روح اور جسد کے مجموعے پر وارد ہوتی ہے کیونکہ سوال کے لیے اعادہ ہوتا ہے اور جزا و سزا کے لیے تعلق روح رہتا ہے اگر عالم برزخ میں رہتے ہوئے روح اور جسد کے مابین کوئی تعلق مانا جائے اور اس امساک کے منافی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ لہٰذا ایسے عقیدے والے کو ''اِمساک'' کا یا قرآن کا منکر قرار دینا جہالت و حماقت ہے۔ ہاں! جو لوگ روح کو جسم مثالی کی طرح چھوڑ دیتے ہیں وہ بتائیں کہ ان کا ارسال روح امساک کے منافی ہوگا یا نہ؟؟ اور ایسے لوگ امساک روح کے منکر ٹھہریں گے یا نہ؟؟ فیصلہ خود فرمائیں گے کہ فتویٰ کس پر لگایا جائے!!!

سوال 49: الله یتوفی الانفس میں لفظ الانفس معرف باللام عام کے الفاظ سے ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! الانفس تمام انسانوں کو عام ہے لیکن سوال یہ ہے '' الانفس '' سے مراد صرف روح ہے یا روح اور جسد کا مجموعہ؟ اگر مکمل انسان مراد ہے تو بے شک سارے انسان مر کر عالم قبر و برزخ میں منتقل ہو جاتے ہیں اور وہاں ان کو ایک خاص قسم کی حیات برزخیہ نصیب ہوتی ہے جس کی وجہ روح اور جسد دنیوی دونوں جزا و سزا کو محسوس کرتے ہیں یہی عقیدہ کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اگر آپ بلا دلیل و الانفس سے ارواح مراد لیتے ہیں تو اس سے ہمارے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو پھر لازماً '' قضٰی علیھا الموت '' بھی اروح کے متعلق ہوگا جس سے تمہاری ارواح مریں گی اور ارواح کی موت کے ساتھ جسم مثالی مصنوعی مردے گا نہ رہے گی روح نہ رہے گا جسم

مثالی مصنوعی اور نہ رہے گی مزعومہ حیات برزخیہ۔

مولانا صاحب! شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں کو پتھر مارنے والے کبھی بھی اپنے شیشے کا مکان نہیں بچا سکتے ذرا سوچ کر سنبھل کر جواب دینا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

سوال (50): عام اپنے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے کیا یہ شمولیت قطعاً و یقیناً ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملهم الصواب: الانفس انسان کے تمام افراد کو شامل ہے ہر موت پانے والا انسان اپنے روح اور جسد سمیت عالم برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں کی جزا و سزا کو محسوس کرتا ہے اور ثواب و عقاب کا اس کو ادراک ہوتا ہے اور یہ عقیدہ کتاب و سنت اور اجماع امت کے مطابق ہے اور جو لوگ عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر ہیں وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔

سوال (51): انفس کا انبیاء و رسل علیہم السلام صحابہ اولیاء اتقیاء اور تمام امتی چاہے مومن ہوں یا کافر کو اس کا شمول قطعی ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملهم الصواب: سائل کے تکرار کے باوجود جواب ملاحظہ فرمائیں! انفس میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام صحابہ، اولیاء اور اتقیاء شامل ہیں۔ الغرض! موت سے کسی کو کوئی چارہ نہیں ہے البتہ موت عدم محض کا نام نہیں ہے بلکہ بقول شیخ نیلوی ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہے یعنی ہر انسان موت کے بعد روح اور جسد سمیت عالم دنیا سے عالم قبر و برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وہاں سب کو ثواب و عقاب کے لیے درجہ بدرجہ حیات حاصل ہوتی ہے اور قبر و برزخ کی یہ حیات حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے ایک امتیازی شان رکھتی ہے حتی کہ ان کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن

اجمعین سے کوئی شخص نکاح نہیں کرسکتا، ان کی مالی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوتی، ان کے اجسام مبارکہ ان کی قبور میں تروتازہ اور محفوظ رہتے ہیں، قریب سے پڑھا جانے والا درود وسلام سنتے اور جواب دیتے ہیں، دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے اسی پر اجماع امت ہے۔ الغرض حیات قبر کا یہ عقیدہ قطعی ہے۔

سوال (52): انسان کے تمام افراد کو بشمول قطعی ہونے کی صورت میں ان میں سے کسی بھی فرد کے مستثنیٰ کرنے کے لیے قطعی دلیل کی ضرورت ہوگی یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کا حکم تمام انسانوں کے لیے قطعی ہے موت سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ البتہ موت، موت میں فرق ہے۔ اسی طرح الحیات بعد الوفات کا عقیدہ قطعی ہے ان دونوں عقیدوں کا کوئی بھی منکر نہیں۔ واضح رہے کہ سائل کا یہ سوال بھی تکرار بے کار ہے۔

سوال (53): میت کے تمام افراد کا قانون امساک روح ہے جو شخص تمام میت میں رد روح، اعادہ روح کا قائل ہو اس کا ایسا عقیدہ مخالف قرآن ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: وقوع موت کے بعد مکمل انسان یعنی روح اور جسم کا مجموعہ عالم دنیا سے عالم قبر و برزخ کی چیز بن جاتے ہیں ”**فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت**“ کا مطلب یہ ہے کہ موت پا جانے والا انسان عالم قبر و برزخ سے عالم دنیا میں واپس نہیں آتا ہے یہ ہے امساک کا صحیح مطلب۔ باقی رہا عالم قبر و برزخ میں ہوتے ہوئے رد روح اور اعادۂ روح کا عقیدہ وہ تو قرآن مجید کی کسی آیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت شدہ ہے جس کا منکر متواترات کا منکر ہے۔

سوال (54): میت کے تمام افراد کا قانون ”امساکِ روح“ ہے جو شخص بعض افراد میت میں رد روح اعادہ روح کا قائل ہو اس کا ایسا عقیدہ مخالف قرآن ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: قارئین کرام! بندہ عاجز سائل کے تکرار بیکار سے اُکتا چکا

ہے اور جواب اس لیے دیا جا رہا ہے کہ سائل کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ کہنے لگے کہ میرے فلاں سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جواباً عرض ہے کہ موت کے بعد روح اور جسد کے مجموعے کو ''میت'' کہتے ہیں اور یہ دونوں عالم قبر و برزخ میں پہنچ چکے ہیں قانون خداوندی یہ ہے کہ موت پانے والا مکمل انسان عالم دنیا میں واپس نہیں آتا۔ باقی رہا عالم برزخ میں ہوتے ہوئے اعادۂ روح اور تعلق روح تو وہ متواترات سے ثابت ہے اور کسی نص قطعی کے خلاف نہیں ہے اور اس تعلق روح اور اعادۂ روح کا منکر قطعیات کا منکر ہے۔

سوال (55): میت کا ثواب وعذاب بعد موت قبل از قیامت برحق ہے اب اس کی تفصیل میں نہ پڑنا بلکہ اسے مفوض الی اللہ سمجھنا حق ہے یا باطل؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الحمد للہ! مولانا محمد ایاز نے موت کے بعد اور قیامت سے پہلے عذاب وثواب میت کو حق قرار دے دیا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا محمد ایاز بعد از موت جسد عنصری کو میت کہتے ہیں۔ ماشاء اللہ مولانا محترم نے جسد عنصری کے عذاب کو تسلیم کر لیا باقی ان کا یہ کہنا کہ تفصیلات کو مفوض الی اللہ کرنا چاہیے تو اس میں کچھ تفصیل ہے مثلاً جو باتیں قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں جیسے میت کا قبر میں بٹھایا جانا، اس سے سوالات کرنا، سوالات سن کر میت کا صحیح یا غلط جواب دینا، میت کی پسلیوں کا ایک دوسرے میں گھس جانا، میت کا قبر میں فریاد کرنا یا مزے سے سونا، روح کا قبر میں جسد کی طرف اعادہ اور قبر کی جزا وسزا میں روح اور جسد دونوں کا شریک ہونا، حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں نماز وغیرہ اعمال کرنا چونکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں لہٰذا ان تفصیلات کو ماننا ضروری ہے اور جو امور اس عالم کے ہمیں نہیں بتائے گئے صرف انہیں مفوض الی اللہ کرنا حق ہے اور جو تفصیلات بتائی گئیں ہیں ان کا انکار کرنا ناحق باطل ہے۔

مولانا محمد ایاز صاحب سے ایک سوال:

مولانا! آپ نے عذاب میت یعنی جسد عنصری کے عذاب کو تسلیم کرلیا لیکن سوال یہ ہے کہ جسد عنصری کا یہ عذاب وثواب بتعلق روح ہے یا بغیر تعلق کے ہے اگر آپ کے نزدیک جسد عنصری کو بغیر تعلق روح کے عذاب وثواب ہوتا ہے تو اس کو تو ہمارے علمائے اسلام نے سُفُسطہ قرار دیا ہے اور اگر آپ جسد عنصری کے عذاب وثواب کو تعلق روح کے ذریعے مانتے ہیں تو یہی اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں بتعلق روح میت کو عذاب وثواب ہوتا ہے لیکن اس عقیدہ کو تسلیم کر لینے سے آپ کے سابقہ تمام سوالات باطل ٹھہریں گے۔ بہر حال! آپ کے ہاں جو بات بھی حق ہو اس وضاحت فرمائیں بندہ جواب کا منتظر ہے۔

سوال (56): میت کے لیے نوع من الحیٰوۃ مسلم ہے لیکن اعادہ کا منکر۔ اس کا آپ نزدیک کیا حکم ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الحمدللہ! مولانا محمد ایاز اشاعتی نے میت میں نوع من الحیٰوۃ کو تسلیم کرلیا ہے اور یہی بات ہمارے فقہائے اسلام نے بھی کتب فقہ میں لکھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر میت کی طرف اعادۂ روح تسلیم نہ کیا جائے تو یہ نوع من الحیٰوۃ کیسے ثابت ہوگی؟ آپ کا میت میں نوع من الحیٰوۃ تسلیم کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ میت کے ساتھ روح کا کسی نہ کسی درجہ میں تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے میت میں ایک خاص قسم کی حیات پیدا ہوتی ہے باقی جو شخص قبر میں میت کی طرف اعادۂ روح کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت متواترات کا انکار کرتا ہے

سوال (57): متکلمینِ اسلام نوع من الحیٰوۃ کے قائل ہیں اور اطلاق میت کے بھی قائل ہیں کیا آپ بھی یہ اطلاق درست مانتے ہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مولانا محمد ایاز صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو حق بات کہنے پر جزائے خیر عطا فرمائے البتہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس انسان پر موت واقع ہو چکی ہے وہ

مکمل انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ ''میت'' ہے باعتبار عالم دنیا کے اور زندہ باعتبار عالم قبر و برزخ کے۔ اس اعتباری فرق کی وجہ سے یہ دونوں باتیں اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔

سوال (58): تمام اموات کے لیے نوع من الحیٰوۃ ہے سو اس سے مراد برزخی حیات ہے یا دنیوی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: تمام اموات کے لیے عالم قبر و برزخ کی حیات؛ حیات برزخی ہے اور جن حضرات نے اس کو ''حیاتِ دنیوی'' کہا ہے ان کی مراد بھی صرف اتنی ہے کہ حیات برزخیہ میں دنیا والا جسد شاملِ حیات ہے البتہ حیات برزخیہ کے درجات متفاوت ہیں حتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخیہ اتنی قوی تر ہے کہ دنیا تک اس کے اثرات پہنچتے ہیں مثلاً وراثت کا تقسیم نہ ہونا، ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین کے ساتھ حرمت نکاح وغیرہ وغیرہ۔

سوال (59): نوع من الحیوٰۃ تمام افراد کے لیے ہے یا بعض کے لیے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: یہ نوع من الحیٰوۃ تمام مردہ انسانوں کے لیے ثابت ہے البتہ درجات میں تفاوت ہے حضرات شہدائے کرام کی یہ حیات اتنی قوی ہے کہ ان کو مردہ کہنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات؛ شہدائے کرام کی حیات سے بھی قوی تر ہے بلکہ حیات دنیوی سے بھی فائق ہے۔

؎ گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

سوال (60): جو شخص تمام اموات کے لیے نوع من الحیٰوۃ کا قائل ہو اور درجات کا فرق مانتا ہو اس کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: درست عقیدہ ہے ہاں وہ کسی دوسری گمراہی میں مبتلا نہ ہو

سوال (61): ثواب وعذاب کے بیان میں متکلمینِ اسلام نے نوع من الحیٰوۃ سے کون سی حیات مراد لی ہے، حیات برزخی یا دنیوی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: قبر کے اندر مردہ انسان کو جو خاص قسم کی حیات حاصل ہے وہ حیات برزخیہ ہے جن علماء نے اس کو حیات دنیوی سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ دنیا والا جسد اس حیات میں شامل ہے۔

سوال (62): ثواب وعذاب کے بیان میں متکلمینِ اسلام نے نوع من الحیٰوۃ کی دونوں مذکورہ بالا میں سے جو مراد آپ کے نزدیک لی ہے وہ تمام کے لیے لی ہے یا بعض کے لیے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ سوال کا لایعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے! تمام انسانوں کو موت کے بعد عالم قبر و برزخ میں جزا و سزا کے لیے جو حیات حاصل ہوتی ہے وہ سب کے لیے حیات برزخیہ ہے اور اس حیات میں دنیا والا جسد شامل ہے البتہ درجات میں بہت بڑا فرق ہے۔

سوال (63): متکلمینِ اسلام نے نوع من الحیٰوۃ میں قدر مایتالم اویتلذذ کی قید لگائی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: بعض متکلمینِ اسلام نے یہ قید مذکور لگائی ہے کہ لیکن ان حضرات کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں اتنی حیات ضرور ہوتی ہے کہ مردہ انسان دکھ سکھ کو محسوس کرتا ہے۔ بہر حال! اتنی حیات تو ضرور ہوتی ہے کہ اگر قرآن وحدیث سے کوئی اور امور بھی ثابت ہو جائیں تو فقہائے اسلام اس کا انکار نہیں کر رہے اور آپ حضرات کا قبر کے اندر موتی کیلئے اتنی حیات تسلیم کر لینا بھی ہمارے لئے غنیمت ہے۔

سوال (64): متکلمینِ اسلام نے میت کے اندر کون سی حیات مراد لی ہے حیات

برزخی اور برزخی احساس یا دنیوی حیات اور دنیوی احساس؟

الجواب باسم ملهم الصواب: مرنے کے بعد ہر مردہ انسان عالم دنیا سے نکل کر عالم قبر و برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے مردہ کا روح اور جسد برزخ کی چیزیں ہیں جن علمائے اسلام نے اس حیات برزخیہ کو حیات دنیوی سے تعبیر کیا ہے ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر لحاظ سے اور ہر طرح سے وہ حیات دنیوی ہے بلکہ حیات دنیویہ کہنے سے ان کا مطلب یہ ہے کہ اس حیات برزخیہ میں دنیا والا جسد شامل ہے۔

سوال (65): اس موجودہ اور محسوس دنیا کے کسی انسان کی ضرب کا احساس میت کو ہوتا ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملهم الصواب: اہل دنیا کی مار پیٹ کا مردہ انسان کو ادراک ہوتا ہے یا نہ اس بارے میں ہمیں بہت کچھ نہیں بتایا گیا اور جو امور وضاحت کے ساتھ ہمیں نہیں بتائے گئے انہیں سپرد خدا کرنا چاہے البتہ سیدہ عائشہ صدیقہ کی ایک حدیث مسند احمد وغیرہ میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کسر عظم المومن میتا مثل کسره حیا''

(مسند احمد ج 7 ص 87)

ایک شخص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

'' لا توذ صاحب القبر ''

(مشکوۃ ص 149)

اس قسم کی روایات سے محسوس ہوتا ہے کہ اہل قبور کو اہل دنیا کی بے اصولیوں سے تکلیف کا پہنچنا خارج از امکان نہیں ہے لیکن اگر اہل دنیا کی مار سے میت کو تکلیف نہ بھی ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ میت کو عذابِ قبر بھی نہیں ہوتا سراسر غلط اور قیاس مع الفارق ہے

بلکہ نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا ہے کیونکہ میت کے لیے عذاب قبر تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جس کو سائل بھی گذشتہ سوال میں تسلیم کر چکا ہے۔

مسئلہ یمین:

فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں شخص کے ساتھ کلام نہیں کروں گا یا اس کو ماروں گا تو یہ اس کی حیات دنیوی کے ساتھ مقید ہوگا اگر موت کے بعد اس سے کلام کیا یا اس کو مارا تو حانث نہ ہوگا۔

اس مسئلہ سے بھی عذاب میت کی نفی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ قسموں کا دار و مدار عرف پر ہے اور عُرفِ عام میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ مردہ کو مارنے سے تکلیف نہیں ہوتی جبکہ شریعت میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مردہ انسان کو قبر میں عذاب یا راحت ہوتا ہے۔

سوال (66): متکلمینِ اسلام کے ہاں میت کی حیات برزخی احساس برزخی عذاب وثواب برزخی ادراک وشعور برزخی ہے، دنیوی حیات دنیوی احساس دنیوی ادراک وشعور دنیوی عذاب وثواب نہیں۔ سو! کیا آپ اس کو مانتے ہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الحمد للہ! سائل نے یہاں پھر تسلیم کرلیا کہ میت میں حیات برزخی اور احساس برزخی، عذاب وثواب برزخی، ادراک وشعور برزخی ہوتا ہے اور یہی اہل السنّت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے البتہ اہل السنّت کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اعادۂ روح اور تعلق روح کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جبکہ سائل ابھی تک اعادۂ اور تعلق روح کے انکار پر مصر چلا آرہا ہے حالانکہ فقہائے دین اور متکلمینِ اسلام فرماتے ہیں بغیر تعلق روح کے مردہ کی جزاوسزا کا عقیدہ رکھنا سُفْسَطَہ ہے۔ بہر حال! میت میں ادراک، شعور وغیرہ بتعلق روح ہی ہوتا ہے عذاب قبر کی یہی صورت معقول ہے کتاب وسنت اسی پر ناطق ہیں اجماع امت اسی پر ہے اور اس تعلق کا کوئی سنی مسلمان منکر نہیں! بہر حال! ہمیں یہ تسلیم ہے کہ قبر کی حیات

اوراس کے لوازمات برزخی ہی کہلائیں گے کیونکہ مردہ انسان عالم برزخ میں ہے لیکن اس حیات برزخی، ادراک وشعور برزخی میں دنیاوالا جسد شامل ہے۔

ایک مثال: عالم خواب میں جانے والا شخص جب کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کے اندر عالم خواب کی حیات اور عالم خواب کا ادراک وشعور سب کچھ موجود ہوتا ہے لیکن عالم خواب کی حیات اوراس کا ادراک وشعور اسی دنیا والے جسد سے متعلق رہتا ہے اسی طرح قبر وبرزخ کی حیات اور ادراک وشعور وغیرہ سب کچھ دنیا والے جسد سے متعلق ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا کی حیات اوراس کے لوازمات اہل دنیا کے لیے محسوس ومبصر ہوتے ہیں بخلاف قبر وبرزخ کی زندگی اوراس کے لوازمات کے کہ وہ عموماً محسوس ومبصر نہیں ہوتے۔

کچھ ''المھند'' کی عبارت کے بارے میں:

قارئین کرام! سائل کا بتکرار یہ سوال کرتے چلا جانا کہ حیات برزخی ہے یا حیات دنیوی؟ اس بات کا غمازی کرتا ہے کہ وہ ''المھند علی المفند'' یعنی عقائد علمائے دیوبند کی ایک عبارت کے بارے میں کچھ ہم سے کہلوانا چاہتا ہے تو لیجیئے بندہ عاجز ''المھند'' کی عبارت کی وضاحت پیش کردیتا ہے:

المھند میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کے بارے میں یہ جملہ لکھا ہے ''دنیویة لا برزخیة'' عصر ہذا کے معتزلہ المھند کی پوری عبارت سے صرف نظر صرف اس ایک جملے کو لے کر شور مچائے جارہے ہیں اعتراض کرتے ہیں اور آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں کہ دیکھو جی! المھند میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر دنیوی ہے برزخی نہیں ہے پھر اس پر طعن وتشنیع کی ایک بہت بڑی عمارت کھڑی کردیتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان لوگوں کے سوءِ فہم کا نتیجہ ہے اور ایک ادھوری عبارت پر گرفت ہے درحقیقت ہمارے اکابر رحمہم اللہ ''حیاتِ قبر'' کو ''حیاتِ برزخیہ'' کہتے ہیں قطعاً انکار نہیں کرتے۔ باقی جوانہوں

نے ''لابرزخیة'' کہا ہے اس کا مطلب ''المہند'' کی اگلی عبارت میں واضح لکھا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ''حیاتِ برزخیہ'' ایسی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام موتیٰ کو بلکہ ان کی ''حیاتِ برزخیہ'' بدرجہا فائق اور اعلیٰ وارفع ہے۔ تو ہمارے حضرات مطلقاً حیات برزخیہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ وہ عام موتیٰ کی حیات برزخیہ کی طرح نہیں ہے باقی رہا ہمارے اکابر کا اس ''حیاتِ برزخیہ'' کو ''حیاتِ دنیویہ'' کہنا تو اس سے مراد صرف اتنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاتِ برزخیہ میں اور ادراک برزخیہ میں دنیا والا جسم شامل ہے بایں طور کہ روح اقدس کا جسم اطہر سے ایسا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم میں حیات بھی ہے ادراک وشعور بھی ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں ہیں تو اس حیات کو اور اس ادراک وشعور کو برزخیہ کہا جاتا ہے چنانچہ ''المہند'' میں بھی یہ بات واضح طور پر لکھی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر بایں معنیٰ ''حیاتِ برزخیہ'' بھی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ''المہند علی المفند'' میں موجود عقائد اہل السنّت والے ہیں اور اس کا کوئی عقیدہ اہل السنّت کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ مولانا محمد منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے بھی وضاحت فرمائی ہے پس ''المہند'' اور اس کے مصدقین پر کسی قسم کی اعتراض بازی نہ کرنی چاہیے۔

سوال (67): میت کا اس دنیا سے تعلق ختم ہے دنیا والوں کی پکار، سلام و پیغام وغیرہ نہیں سنتے اور یہی اشاعتی کہتے ہیں آپ کیا اس کے منکر ہیں یا مقر؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اشاعتیوں کا یہ نظریہ کہ اہل قبور کا اہل دنیا سے تعلق بالکل منقطع ہو جاتا ہے کہ اِدھر کی کوئی بات اُدھر نہیں جاتی اور اُدھر کی کوئی بات اِدھر نہیں جاتی، غیر مسلم ہے۔ ہاں! بعض امور ایسے ہیں کہ جن میں اہل قبور کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے لیکن سب امور ایک جیسے نہیں دیکھئے سورۃ یٰسٓ میں ایک مرد مومن رسولوں کی جماعت کی نصرت کرتے

ہوئے شہید کردیا گیا بعد از شہادت بولا ''یٰلیت قوم یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین ''اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ بول دنیا کو سنا دیا۔

قرآن مجید میں ہے ''ولا تحسبن الذین قتلوا'' کی تفسیر میں ایک حدیث مذکور ہے کہ جب شہدائے کرام کا جنت میں بہت بڑا اعزاز و اکرام کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ کیا کوئی ہے جو ہمارے حالات کی خبر ہمارے متعلقین دنیا تک پہنچا دے تاکہ وہ ہم پر غم نہ کریں وہ بھی جہاد میں کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہاری یہ خبر ان کو پہنچا دیتے ہیں اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ اسی طرح ''ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم'' میں بھی یہی کچھ بتایا گیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے کئی واقعات موجود ہیں کہ ایک شخص فوت ہونے والا ہے اور دوسرا شخص اس کو کہتا ہے کہ میری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا یا کسی دوسرے عزیز کے بارے میں کہا کہ اس کو میرا سلام کہنا اسی طرح اہل دنیا کا سلام اہل قبور تک پہنچتا ہے، اہل دنیا کی دعا اہل قبور کو فائدہ دیتی ہے، اموات کی طرف ایصال ثواب کا عقیدہ صحیح ہے۔ یعنی موتیٰ تک اہل دنیا کا بھیجا ثواب پہنچ جاتا ہے۔

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور میں اہل قبور اور اہل دنیا کے مابین رابطہ بالکل منقطع نہیں ہوجاتا لہٰذا فیصلہ کن بات یہ ہے کہ جہاں جہاں رابطہ ثابت ہے وہاں وہاں رابطہ تسلیم کرلیا جائے اور جہاں ثابت نہیں وہاں قیاس آرائی سے کام نہ لیا جائے بلکہ سپرد خدا کردیا جائے اور موتیٰ کا دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کا سننا، زائرین کے سلام کو سننا اسی طرح قلیب بدر کے کفار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لہٰذا ان امور کے ماننے میں ہمیں کوئی تامل نہیں ہے۔ ہاں! جو لوگ مشرکانہ پکار کرتے ہیں، غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں، شرکیہ افعال کرتے ہیں ان سے اہل قبور کا کوئی

رابطہ نہیں ہے۔

سوال(68): متکلمینِ اسلام کے ہاں قدر ما یتالم و یتلذ ذ کا قول تمام اموات کو شامل ہے نہ کہ بعض کو۔یعنی انبیاء وامتی کا کوئی فرق نہیں ۔کیا تمہارے ہاں فرق ہے یا نہ؟ اگر ہے تو کیوں؟

الجواب باسم ملہم الصواب: بڑی خوشی کی بات ہے کہ سائل نے متکلمینِ اسلام کے ارشاد کے مطابق ہر میت میں حیات کی اتنی مقدار تسلیم فرمالی کہ وہ رنج وراحت محسوس کرتی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ صرف رنج وراحت کو محسوس کرتی ہے یا کچھ اور کو بھی؟ اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ متکلمینِ اسلام اس کو محصور نہیں فرمارہے۔بات چونکہ عذاب قبر کی چل رہی تھی اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ ہر مردہ میں اتنی حیات ہوتی ہے کہ وہ رنج و راحت کو محسوس کرتا ہے باقی امور کی وہ نفی نہیں فرمارہے۔لہٰذا مردہ انسان کیلیے قبر میں جو کچھ قرآن وحدیث سے ثابت ہے وہ سب حق اور سچ ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ عذاب وراحت کا مفہوم وسیع تر ہے عذاب میں عذاب کے سب اسباب آگئے اور راحت میں راحت کے سب اسباب آگئے پس سلام سننا بھی من جملہ اسباب راحت ہے۔باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ انبیاء اور امتی کا کوئی فرق نہیں یہ بات خود سائل کے سوال نمبر 20 کے مخالف ہے۔سائل خود لکھ چکا ہے کہ درجات کا فرق مانتا ہوں یہاں فرق کو تسلیم کرتا ہے وہاں فرق کا انکار کرتا ہے سچ کہتے ہیں

؎ دروغ گو را حافظہ نباشد

سوال(69): میت کے عذاب وثواب کیلیۓ متکلمین اسلام کے ہاں کیا اعادہ ضروری ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب: جی ہاں! تمام علمائے اسلام کے ہاں میت کی جزا وسزا

کیلئے تعلق روح اور اعادۂ روح ثابت اور ضروری ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔

قارئین کرام! سائل کے سامنے شرح عقائد کی درج ذیل عبارت:

"والجواب انه یجوز ان یخلق الله تعالیٰ فی جمیع الاجزاء او فی بعضها نوعاً من الادراک و الحیوٰة قدر ما یدرک الم العذاب او لذة التنعیم وبهذا لا یستلزم اعادة الروح فی البدن"

(شرح عقائد مع النبراس ص208)

درحقیقت شرح عقائد میں عقیدہ عذاب قبر کو بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسی قبر میں مردہ انسان کے پاس "منکر؛ نکیر" دو فرشتے آتے ہیں اور میت سے سوال کرتے ہیں اور اس کے بعد جزا و سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پھر لکھا ہے کہ روافض اور بعض معتزلہ نے عذاب قبر کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر میں مردہ جماد ہے نہ اس میں حیات ہے نہ ادراک۔ تو عذابِ قبر اس کو کیسے ہوتا ہے؟

اس اعتراض کے جواب میں کہا گیا کہ یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ میت میں اتنی حیات اور اتنا ادراک پیدا کر دے کہ وہ نعمتوں کی لذت کو اور عذاب کی تکلیف کو محسوس کرے اور اس کا اعادۂ روح بھی لازم نہیں آتا۔

حضرات گرامی! یہ ہے شرح عقائد کی وہ عبارت جس سے سائل نے یہی سمجھا کہ متکلمینِ اسلام میت میں ادراک اور حیات کے تو قائل ہیں لیکن وہ اعادہ روح کے قائل نہیں ہیں حالانکہ یہ سائل کا سوءِ فہم ہے درحقیقت اس نے متکلمینِ اسلام کی بات کو سمجھا ہی نہیں چنانچہ شرح عقائد کے شارح علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ اس کی تردید کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

" وعندی فی هذا الجواب بحث وهو ان الاحادیث الصحیحة ناطقة بان الروح یعاد فی الجسد عند السوال فالجواب بانکار الاعادة غیر موجه"

"یعنی میرے نزدیک اس جواب میں بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ بے شک احادیث صحیحہ اس بات پر ناطق ہیں کہ قبر میں سوال کے وقت اعادہ روح ہوتا ہے پس اعادہ روح کا انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔"

(شرح عقائد مع النبر اس ص 209)

اس تردید کے ساتھ علامہ پرہاروی رحمہ اللہ شرح عقائد کی مذکورہ بالا عبارت کا صحیح مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وحاصل الجواب ان المستلزم لاعادة الروح انما هو الحیٰوة الکاملة واما ادراک الالم والذة فیمکن ان یحصل بادنیٰ تعلق للروح با لبدن سواء کان الروح فوق السماء السابعة او محبوسا فی سجین "

(شرح عقائد مع النبر اس ص 209)

یعنی شرح عقائد میں جو یہ جواب دیا گیا ہے کہ میت میں اتنی مقدار حیات ادراک کی تسلیم کرنے سے جس سے وہ رنج وراحت کو محسوس کرے...... سے اعادہ روح لازم نہیں آتا اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں حیات کاملہ کی نفی کرنا مقصود ہے یعنی قبر میں ایسے طریقہ سے کاملاً اعادۂ روح ہوجائے کہ میت میں حیات کامل آجائے یعنی وہ دنیا والی پہلی حالت پر آجائے حتیٰ کہ **والبعث بعد الموت** قبل از وقت متحقق ہوجائے تو ایسا اعادہ قبر میں نہیں ہوتا بلکہ روح کا بدن کے ساتھ ادنیٰ قسم کا تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ نکیرین

کے سوالات کو سنتا اور جواب دیتا ہے اور رنج و راحت کو محسوس کرتا ہے خواہ روح سجین میں ہو یا آسمان میں ہو۔ بہرحال! اس کا بدن کے ساتھ تعلق رہتا ہے تو معلوم ہوا کہ " **ھذا لا یستلزم اعادۃ الروح فی البدن** " کا مطلب اعادہ کاملہ کی نفی کرنا ہے نہ کہ ہر قسم کے اعادہ کی۔ اور علمائے اسلام بھی یہ فرماتے ہیں کہ قبر میں ایسا اعادہ روح نہیں ہوتا جس سے آدمی دنیا والی پہلی حالت پر واپس آجائے بلکہ غیر معلوم الکیفیت اعادہ ہوتا ہے جس سے مردہ انسان نکیرین کے سوال کو سمجھتا، جواب دیتا اور عذاب و راحت کو محسوس کرتا ہے اور وہاں عالم قبر و برزخ میں ہی رہتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ علمائے اسلام اور متکلمینِ اسلام ایک موقف رکھتے ہیں ان کی باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اور اس کے ساتھ سائل کی کج فہمی بھی ظاہر ہوگی کہ اس نے متکلمینِ اسلام کی عبارت سے یہ سمجھا کہ وہ ہر قسم کے اعادۂ روح کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ ہر قسم کے اعادۂ روح کا انکار نہیں کرتے بلکہ ایسے اعادہ کا انکار کرتے ہیں جس سے حیات کاملہ حاصل ہو جائے اور آدمی دنیا والی پہلی حالت پر واپس آجائے اور اثبات کرتے ہیں ایسے اعادہ کا جس سے مردہ انسان نکرین کے سوال کو سمجھتا ہے اور جواب دیتا ہے اور رنج و راحت کو محسوس کرتا ہے لہٰذا سائل کا متکلمینِ اسلام کی طرف ہر قسم کے اعادہ کی نفی کرنا ان پر بہتان عظیم اور کذب صریح ہے۔ **اعاذنا اللہ تعالیٰ**۔

سوال (70): کیا متکلمینِ اسلام نے موت کے بعد میت کی حیات کو دنیوی زندگی پر قیاس کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: علمائے اہل سنت میں سے کوئی بھی قبر کی زندگی کو حیات دنیا پر قیاس نہیں کرتا یہ عصر ہذا کے معتزلہ کا وطیرہ ہے جس سے ہمارے علماء بری الذمہ ہیں ہاں! وہ یہ ضرور فرماتے ہیں کہ قبر کی جزا و سزا میں دنیا والا جسد عنصری شامل رہتا ہے۔

سوال نمبر(71): متکلمینِ اسلام نے حیات احساس برزخی مان کر مردے پر میت کا اطلاق کیا ہے جبکہ تم نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا ''مماتی'' کہہ کر مذاق اڑایا۔ کیوں؟

الجواب باسم ملہم الصواب: متکلمینِ اسلام سمیت تمام علمائے اسلام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبر میں مردہ انسان کی طرف غیر معلوم الکیفیت اعادۂ روح ہوتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان نکیرین کے سوالات کو سنتا سمجھتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے پھر جزا وسزا کے لیے ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان رنج وراحت وغیرہ کو محسوس کرتا ہے اس سب کے باوجود موت پا جانے والوں کو ''میت'' کہنا بھی درست ۔کیونکہ وہ موت کا محل وقوع بن چکے ہیں ۔ہاں! وہ میت ہے بااعتبار عالم دنیا کے اور زندہ ہیں بااعتبار عالم قبر و برزخ کے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ زندہ اور مردہ کا اطلاق روح اور جسد کے مجموعے پر ہوتا ہے لیکن مولوی محمد ایاز اور اس کی معتزلہ برادری ان عقائد پر ایمان نہیں رکھتی اس لئے ان کو ''مماتی'' کہا جاتا ہے۔ مثلاً عصر ہذا کے معتزلہ قبر میں اعادۂ روح اور تعلق روح کے قائل نہیں روح اور جسد عنصری دونوں کی جزاوسزا کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس پر قسم وقسم کے عقلی شبہات وارد کرتے ہیں اسی طرح یہ لوگ میت صرف جسد عنصری کو کہتے ہیں اور الحیات بعد الوفات کا جہاں ذکر آتا ہے اس کو روح کے ساتھ مختص کر دیتے ہیں ایسے امور کی وجہ سے علمائے اہل السنّت ان کو ''مماتی'' کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں وہ حضرات حق بجانب ہیں۔

سوال(72): متکلمینِ اسلام تو قدر ما یتالم کے قائل ہیں پھر تم نے دنیا والوں کی پکاروں، آوازوں کے سننے کا عقیدہ اپنی جانب سے کیوں تراش لیا ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب: سائل کا یہ سوال تکرار بیکار ہے تاہم جواب سن لیجئے! علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند غیر اللہ کی پکار وغیرہ کو جائز نہیں کہتے بلکہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کو شرک جلی قرار دیتے ہیں۔ شرک و بدعت سے ہمارے علمائے

کرام بہت دورونفور رہتے ہیں باقی رہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسی طرح دیگر موتیٰ کا سلام وغیرہ سننا جس حد تک ثابت ہے اس کے ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ قائل ہیں ہمارے فقہائے اسلام نے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے آداب لکھے ہیں وہاں سلام کرنا، سلام پہنچانا اور استشفاع کرنا بھی لکھا ہے۔

کیوں مولانا ایاز! آپ متکلمینِ اسلام کی بات کو تو مانتے اور فقہائے اسلام کی کیوں نہیں مانتے کیا متکلمین اسلام نے سلام وغیرہ کے سننے کا انکار کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ثابت کریں، جی بسم اللہ! اگر وہ انکار نہیں کرتے تو تم کیوں انکار کرتے ہو؟؟؟ باقی رہا فقہائے اسلام وہ بھی بلا دلیل ایسا نہیں فرمارہے بلکہ ان کے پاس کتاب وسنت اور اجماع امت کے دلائل موجود ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ تم ان دلائل کا کیوں انکار کرتے ہو، کیوں؟؟

سوال (73): متکلمینِ اسلام تو قدر مایتالم کے قائل ہیں پھر تمہارے ہاں اعادہ کا عقیدہ کیوں ضروری ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: سائل کا یہ سوال بتکرار ہونے کی وجہ سے بے ہودہ، فضول اور لایعنی ہے جواب بالتفصیل گذر چکا ہے مختصراً پھر سن لیجئے! مولانا اشاعتی صاحب متکلمینِ اسلام میں سے کوئی ایک ایسا نہیں ہے جو اعادۂ روح اور تعلق روح کا انکار کرتا ہو اگر آپ کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو تعلق کا انکاری ہو تو مہربانی فرما کر اس کا نام بتائیں! دیدہ باید حقیقت یہ ہے کہ ہر قسم کے تعلق کا منکر دنیا میں آیا ہی نہیں خواہ متکلمین ہو یا فقہائے کرام، محدثین ہوں یا مفسرین، صوفیائے کرام ہوں یا محققین، مقلدین ہوں یا غیر مقلدین۔ بہر حال! تعلق کے منکر کو کسی ماں نے جنا ہی نہیں کیوں خواہ مخواہ متکلمین اسلام کو بدنام کر رہے ہو کیا تم صرف متکلمینِ اسلام کی مانتے ہو فقہائے اسلام کی نہیں مانتے، محدثین مفسرین کی نہیں مانتے، علمائے احناف اور علمائے دیوبند کی نہیں مانتے قرآن وحدیث کی

نہیں مانتے ؟ حالانکہ یہ سب تعلق کے قائل ہیں ۔اسی لئے ہم بھی قائل ہیں تم تعلق کے منکر بن کر کن لوگوں کی صفوں میں کھڑے ہو۔

سوال (74): بعد الوفات تم کیا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہو یا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیائے کرام کو خصوصی اور امتیازی حیاتِ قبر میں حاصل ہے۔ ویسے الحیات بعد الوفات تمام موتی کو حاصل ہے جس کی وجہ سے قبر کا حساب لیا جاتا ہے اور ثواب وعقاب ہوتا ہے لیکن درجات کا تفاوت یقینی اور حتمی ہے اسی پر قرآن وحدیث ناطق ہیں اور اسی پر اجماع امت ہے۔ یاد رہے کہ عذابِ قبر حیاتِ قبر کو لازم ہے۔ **فافھم**.

سوال (75): پھر تم کیا بعد الوفات صرف تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات کے قائل ہو یا شہدا کے بھی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سوال لا یعنی تکرار ہے تاہم جواب سن لیجئے ! عالم قبر و برزخ میں انبیاء شہداء اور تمام موتی کو درجہ بدرجہ حیات حاصل ہے اور اسی حیات پر جزا وسزا کا سلسلہ چلتا ہے۔

سوال (76): پھر بعد الموت کیا تم صرف شہداء کی حیات دنیوی تک ہی قائل ہو؟

سوال (77): پھر تم کیا بعد الوفات حیات دنیوی کے صرف اولیاء کی حد تک قائل ہو؟

سوال (78): پھر تم کیا بعد الوفات حیات دنیوی کے صرف مومنین کی حد تک قائل ہو؟

سوال (79): یا بعد الموت حیات دنیوی کے کفار کی حد تک قائل ہو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کے یہ چاروں سوال تکرار کی وجہ سے لا یعنی ہیں ان کے جوابات بھی دیے جا چکے ہیں دوبارہ بھی سن لیجئے !! ہمارے تمام اکابر ہر مردہ کیلئے الحیات

بعدالوفات کے قائل ہیں البتہ یہ حیات درجہ بدرجہ ہے حضرات انبیائے کرام کی حیات سب سے اعلیٰ اورارفع و برتر ہے چونکہ یہ حیات عالم قبر و برزخ میں حاصل ہے اسی لئے اس کو ''حیاتِ برزخیہ'' کہا جاتا ہے۔ہاں! اس حیاتِ برزخیہ میں ہر انسان کا دنیا والا جسد عنصری شامل ہے خواہ وہ جسد اپنی اصلی حالت پر قائم ہو یا کسی اور شکل میں متحیل ہوگیا ہو۔بہر حال! وہ قبر و برزخ کی جزا وسزا میں شامل رہتا ہے جن حضرات نے قبر کی اس ''حیاتِ برزخیہ'' کو ''حیاتِ دنیویہ'' سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد بھی صرف اتنی ہے۔

ہمارے کسی بزرگ نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ قبر کی زندگی ہر طرح سے اور ہر لحاظ سے حیات دنیوی ہے۔نیز جو شخص ہمارے اکابر کے متعلق یہ خیال کرتا ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات برزخی کو ہر طرح سے اور ہر لحاظ سے مع جمیع اللوازمات حیات دنیویہ کہتے ہیں تو یہ صرف ان کا سوءِ فہم ہی نہیں بلکہ اکابر پر بہتان عظیم اور الزام بھی ہے۔

سوال(80): اگر تم بعد الموت حیات دنیوی کے کفار کی حد تک بھی قائل ہو تو پھر انبیاء بشمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعدالوفات حیات برزخی کو جو تم حیات دنیوی ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہو یہ ناکام کوشش پھر صرف بعنوان حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا حیات الانبیاء علیہم السلام ہی کیوں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مرنے کے بعد کفار کو عالم قبر و برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ بھی حیات برزخی ہے البتہ اس حیات میں ان کا دنیا والا جسدِ عنصری شامل حیات ہوتا ہے اور روح اور جسد کے مجموعے کو عذاب دیا جاتا ہے جس کو وہ محسوس کرتے ہیں۔باقی رہا سائل کا یہ طعنہ دینا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات انبیائے کرام علیہم السلام کیوں؟ تو گزارش یہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات قبر؛ کفار تو کجا وہ تو شہدائے کرام کی حیات سے بھی اعلیٰ ارفع اور برتر ہے اور ان کی اس خصوصی حیات کا یہ عالم ہے کہ

اس کے اثرات تو دنیا تک پہنچے ہیں کہ ان کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا حیات انبیائے کرام علیہم السلام کا عنوان ان کی خصوصی اور امتیازی شان کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ سائل کا یہ الزام

''تم انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات برزخیہ کو حیات دنیویہ ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہو۔''

تو یہ بھی سائل کا الزام اور بہتان عظیم ہے ہم لوگ ''حیاتِ برزخیہ'' کو ''حیاتِ دنیویہ'' کہنے پر تلے ہوئے نہیں ہیں، یہ تمہاری بدفہمی ہے۔ ہم جس بات پر تلے ہوئے ہیں وہ یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام عالم قبر و برزخ میں دنیا والے جسد کے ساتھ بایں طور زندہ ہیں کہ ان کی ارواح کا ان کے اجسام عنصریہ سے تعلق ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زائرین کا سلام سنتے، جواب دیتے ہیں اور اس قسم کی دوسری خصوصیات بھی ان کو حاصل ہیں۔

اشاعتی لوگ دنیا والے جسد اطہر کی بجائے ایک دوسرا جسد مثالی تجویز کرتے ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ جھگڑا یہ ہے کہ تم اصلی جسد کے ہوتے ہوئے نقلی کا قول کیوں کرتے ہو؟ اصلی سے قطع تعلق کر کے نقلی میں داخل کیوں سمجھتے ہو؟ اگر تم لوگ روح مبارک کا اصلی جسد سے تعلق مان لو تو یہ معما یہیں ختم ہو سکتا ہے۔

سوال (81): پھر موت کے بعد تم کیا میت میں حیات باعادۂ روح کے قائل ہو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کا یہ سوال تکرار لایعنی ہے جوابات بھی کئی بار دیے جا چکے ہیں۔ تاہم پھر بھی سن لیجئے! علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند کثر اللہ سوادھم حیاتِ قبر بتعلق روح کے قائل ہیں۔ جس پر قرآن و حدیث شاہد عدل ہیں اسی پر اجماع امت ہے اور یہی عقیدہ متکلمینِ اسلام اور علمائے اسلام کا ہے۔ اہل السنّت والجماعت میں کوئی ایک ایسا عالم دین نہیں گزرا جس نے ہر قسم کے تعلق کا انکار کیا ہو! اگر آپ کے

معلومات میں کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نام پیش کریں اور انعام پائیں!!! لیکن قیامت کی صبح تک آپ تعلق کا منکر نہیں دکھا سکتے یہ آپ کے بس کا روگ نہیں!!!

سوال(82): یا موت کے بعد تم میت میں حیات بتعلق تصرف کے قائل ہو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: علمائے اہل السنّت موت کے بعد عالم قبر و برزخ میں بتعلق روح مع الجسد العنصری حیات کے قائل ہیں جس کی وجہ سے مردہ انسان میں ادراک وشعور پیدا ہوتا ہے۔ وہ نکرین کو پہچانتا ہے ان کی باتوں کو سنتا سمجھتا ہے، اپنی زبان سے ان کو جواب دیتا ہے اور قبر کے رنج وراحت کو محسوس کرتا ہے، اہل دنیا کی طرف سے اگر اللہ تعالیٰ ان کی طرف کوئی چیز پہنچا دے تو اس کا اس کو ادراک ہوتا ہے۔

الغرض! اس قسم کی جو چیزیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے لیکن آپ بتائیں تعلق تصرف سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ تعلق روح کی وجہ سے جسم نشو ونما پاتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا یہ تصرف وہاں نہیں ہوتا!!!

سوال(83): یا موت کے بعد تم میت میں حیات غیر شعور کے قائل ہو؟

الجواب باسم ملھم الصواب: سائل کا یہ سوال مبہم ہے! نامعلوم حیات غیر شعوری سے ان کی مراد کیا ہے؟ ان کی مراد یہ ہے کہ قبر کی زندگی ہمارے شعور سے بالاتر ہے تو یہ بات ٹھیک ہے اور ”ولٰکن لا تشعرون“ کے درجہ میں ہے اور قبر کی یہ زندگی غیر محسوس اور غیر مبصر ہے اگر ان کی مراد کچھ اور ہے تو وہ مراد واضح فرمائیں۔

سوال(84): میت کی حیات برزخی میں کیا اعادہ روح ضروری ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! اعادہ روح ضروری ہے کیونکہ متکلمینِ اسلام نے فرمایا ہے بدن کے ساتھ روح کا تعلق نہ ہو اور بلا تعلق بدن میں عذاب وثواب ہو یہ سفسطہ ہے معقول اور صحیح صورت یہی ہے قبر کا ثواب وعقاب تعلق روح کے ساتھ ہے۔

سوال (85): پھر آپ کے نزدیک بصورت اعادہ روح وہ روح دنیوی ہوگی یا برزخی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موت کے بعد مکمل انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ عالم برزخ میں داخل ہوجاتا ہے اور سوال کے لیے قبر میں جو اعادہ ہوتا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ آدمی دنیا والی پہلی حالت پر واپس آجائے۔ ہاں! ایسا اعادہ تو قیامت کے دن ہوگا جس کی وجہ سے انسان پہلی حالت پر واپس آجائے گا۔ لہٰذا قبر والے اعادہ سے پہلی حالت پر واپس نہیں آتے بلکہ عالم قبر و برزخ میں ہی رہتے ہیں اور قبر کا یہ اعادہ ان کی حیات برزخیہ کے منافی نہیں ہے۔

سوال (86): پھر وہ اعادہ روح بالجملہ ہے یا فی الجملۃ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: عالم قبر و برزخ میں مردہ انسان کی طرف حساب و کتاب کے لیے اور جزا و سزا کے لیے اعادۂ روح کتاب و سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے لیکن اس کی کیفیت اور حقیقت ہمیں نہیں بتائی گئی کیونکہ یہ امور عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا اس میں قیاس آرائی بھی نہیں ہوسکتی پس تعلق کو ماننا ضروری ہے اور اس کی کیفیت سپردِ خدا ہے۔ ہاں! یہ بات یقینی ہے کہ وہ اعادہ ایسا نہیں ہے کہ آدمی حیات کاملہ پا کر عالم قبر و برزخ سے نکل کر عالم دنیا میں اپنی حالت پر واپس آجائے۔

سوال (87): اگر اعادۂ روح فی الجملۃ ہو تو اس کی دلیل قطعی تمہارے پاس کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اعادۂ روح کی حدیثیں علمائے محدثین کے نزدیک درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اس کی کیفیت نہیں بتائی گئی جو چیز ہمیں نہیں بتائی گئی اس کے جاننے کے ہم مکلّف نہیں ہیں۔

سوال (88): آیت تردید اعادہ ”فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت“ روایت بالجملہ تم دونوں کے منکر کیوں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الحمد للہ! ہمارے اکابر رحمہم اللہ علمائے اہل السنّت

والجماعت کسی آیت اور کسی صحیح روایت کے منکر نہیں ہیں یہ تمہارا الزام ہے۔ باقی رہی قرآن مجید کی یہ آیت ''فیمسک التی قضیٰ علیها الموت'' تو یہ آیت اولاً تو اعادۂ روح کی تردید کرتی ہی نہیں بلکہ یہ آیت اعادۂ انسان الی الدنیا کی تردید کرتی ہے۔ آیت کا مطلب یہی ہے کہ جس انسان پر اللہ تعالیٰ موت کا فیصلہ فرما دیتے ہیں اس کو عالم و برزخ میں روک لیتے ہیں عالم دنیا میں واپس نہیں آنے دیتے۔

ثانیاً: اگر آپ بضد ہیں کہ امساک سے مراد امساک انسان نہیں ہے بلکہ امساک روح ہے تو یقیناً ''قضیٰ علیها الموت'' سے بھی روح مراد ہوگی تو اس آیت سے امساکِ روح کے ساتھ موتِ روح بھی ثابت ہو جائے گی جب روح کی موت ثابت ہوگی تو وہ جسد مثالی کی طرف کیسے آئے گی؟ اور آپ کی حیات برزخیہ کیسے ثابت ہوگی؟؟؟

برسبیل تنزل:

اگر آپ ''فیمسک التی قضیٰ علیها الموت'' سے امساک روح مراد لیتے ہیں تو یہ بھی اعادۂ روح کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امساک روح سے مراد اعادۂ کاملہ کی نفی ہے یعنی روح کا جسم کی طرف ایسا اعادہ ہو جائے کہ جس میں حیات کاملہ حاصل ہو جائے اور مردہ انسان بالکل اپنی دنیا والی پہلی حالت پر واپس آ جائے اور ''والبعث بعد الموت'' قبل از وقت محقق ہو جائے لیکن ایسے اعادہ کا کوئی بھی قائل نہیں بلکہ جن حدیثوں میں اعادۂ روح کی تصریح ہے وہاں سے ایک خاص قسم کا تعلق مراد ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ثابت ہوا کہ اعادہ روح فی القبر کسی صورت میں بھی ''فیمسک التی قضیٰ علیها الموت'' کے خلاف نہیں ہے لہٰذا اس آیت کے انکار کی نسبت ہماری طرف کرنا بہتان عظیم اور کذب صریح ہے آپ کا یہ الزام کہ تم لوگ روایت بالجملہ کے منکر کیوں

ہو؟ تو گذارش ہے کہ اس بات کی ذرا وضاحت فرمائیں کہ روایت بالجملۃ سے مراد کیا ہے؟

سوال (89): برزخ عالم غیب ہے اس میں آپ کی اپنی جانب سے قیاس آرائیاں کیوں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: واقعی! عالم قبر و برزخ اور اس کے حالات عالم غیب کی چیزیں ہیں ہمارے اکابر علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند عالم غیب میں قطعاً قیاس آرائیاں نہیں کرتے آپ کا یہ الزام، بہتان عظیم اور کذب صریح ہے۔ ہاں! عالم غیب کے جو امور کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہیں اس پر ہمارا ایمان و یقین ہے ہم کسی ثابت شدہ عقیدے کو عقل کی بنیاد پر رد کرنے کے عادی نہیں ہیں کیونکہ یہ تو باطل پرستوں کا وطیرہ ہے

سوال (90): احوالِ غیب کے بیان کے لیے دلیل قطعی کیا آپ کے نزدیک ضروری نہیں

الجواب باسم ملھم الصواب: جی ہاں! ضروری ہے۔ الحمد للہ ہمارا کوئی عقیدہ اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت نہ ہو! باقی اخبار احاد؛ ان سے عقائد کی تفصیلات اور جزئیات ثابت کرنا بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا کوئی منصف مزاج آدمی انکار نہیں کرسکتا۔

سوال (91): اعادہ فی الجملۃ مخصوص جزء کی مخصوص صریح دلیل ضروری ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: عالم قبر و برزخ میں حساب و کتاب کے لیے اعادۂ روح احادیث صحیحہ متواترہ صریحہ سے ثابت ہے جس پر ایمان لانا ایک سنی مسلمان کے لیے ضروری ہے باقی رہیں کیفیات جو ہمیں نہیں بتائی گئیں وہ ہم بھی نہیں بتا سکتے۔ لہذا ان امور کا معاملہ سپرد خدا ہے۔

سوال (92): اعادہ عارضی غیر منافی موت (تعلق لا یعلم کنھہ الا اللہ) پر دنیاوی احکام کس طرح متفرع ہو سکتے ہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: الحمد للہ! سائل نے ایسا اعادۂ روح تسلیم کرلیا جس کی کنہ

اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور یہ اعادہ موت کے منافی بھی نہیں ہے حالانکہ گزشتہ سوالات میں سائل نے مسلسل مطلقاً اعادۂ روح کی تردید کی اگر اب ایک خاص قسم کے اعادہ کو تسلیم کر لیا ہے تو ہمارے لئے یہ بھی غنیمت ہے اگرچہ سائل کے گذشتہ تمام سوالات پر پانی پھیر چکا ہے باقی رہا ہمارا موقف تو وہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث اور اجماع سے جن احکامات کا مرتب ہونا ثابت ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھنے سے ہمیں کوئی عار اور جھجک محسوس نہیں ہو رہی۔ بہر حال! ثابت شدہ حقائق کو ماننا ہمیں اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا ہے ایسے امور کو رد کرنا تو باطل پرستوں کا شیوہ ہے۔

سوال (93): بعد الموت کا تعلق تصرف آپ کے نزدیک تمام اعضاء میں ہوتا ہے یا بعض اعضاء میں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: **اعادة روح فی القبر الی العبد** تو احادیث متواترہ صریحہ سے ثابت ہے اور اس کی جو تفصیلات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں وہ سب برحق ہیں اور اسی عالم غیب کی جو باتیں ہمیں نہیں بتائی گئیں اس کے ہم مکلّف نہیں۔

سوال (94): کیا آپ کے نزدیک بعد الوفات صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں؟

سوال (95): یا آپ کے نزدیک بعد الوفات تمام انبیائے کرام علیہم السلام سنتے ہیں؟

سوال (96): کیا آپ کے نزدیک مومنین بعد الموت سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال (97): کیا آپ کے نزدیک بعد الوفات انبیاء شہداء دونوں سنتے ہیں؟

سوال (98): کیا آپ کے نزدیک کفار بھی بعد الموت سنتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: جہاں تک حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سماع کا تعلق ہے تو اس بارے میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کے یہ کہے اے فلاں! تم میرے

واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیں اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتیٰ اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہا نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس جواز کے واسطے کافی ہے اور سماع موتیٰ کا مسئلہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت سے مختلف فیہ ہے لہٰذا سلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہرحال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ص 134، 69 ملحق تالیفات رشیدیہ)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا تعلیق سے ثابت ہوا کہ حضرت انبیائے کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور وہ اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے اس پر ہر سنی مسلمان کو ایمان لانا ضروری ہے اور جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے وہ نہ سنی ہے نہ دیوبندی۔

باقی رہے عام موتیٰ تو ان کے سماع کے بارے میں عادلانہ اور منصفانہ رائے وہ ہے جسے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں تحریر فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''مسئلہ سماعِ موتیٰ زمانہ قدیم سے مختلف فیہ ہے کلام اس میں طویل ہے میرا ایک مستقل رسالہ بزبان عربی بنام **اعدل الامور فی سماع اھل القبور** بشکل مسودہ موجود ہے مگر ہنوز شائع نہیں ہوا اس میں سے خلاصہ کر کے حقیقت لکھتا ہوں وہ یہ کہ حیات

بعد الممات انبیاء وشہداء کی تو اپنے اپنے درجوں کے موافق ثابت ہی ہے عام اموات کی ارواح کا زندہ ہونا بھی ثابت ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ نوعیت اس حیات کی حیات ناسوتی مختلف ہے وہ حیات ایک دوسرے عالم کی حیات ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیوی زندگی میں ہمارا کلام سنا کرتا تھا وہ بعد الموت بھی اسی طرح سنا کرے یہ ضروری نہیں اس کے لیے کوئی دلیل مستقل ہونا ضروری ہوا اور ظاہر ہے دلیل عقلی نہ کوئی اثبات پر قائم ہے نہ نفی پر۔ اب صرف دلیل نقلی رہ گئی سو اس میں قرآن وحدیث کے متعدد نصوص ہیں بعض اموات کا یا عام اموات کا خاص خاص حالات میں احیاء کا کلام سننے بلکہ بعض جگہ جواب دینے کا بھی ثبوت موجود ہے لیکن ان سے کوئی ضابطہ کلیہ مستفاد نہیں ہوتا کہ ہر مردہ ہر شخص کا کلام ہر وقت سن سکتا ہے اس لیے سیدھا راستہ یہ ہے کہ جن مواقع میں سماع موتیٰ کسی روایت سے ثابت ہے اس کا اقرار کرلیا جائے اور جہاں قرآن وحدیث ساکت ہیں وہاں یہ اختیار کیا جائے نہ اثبات کرے نہ نفی۔ ہاں! کسی شخص کو بذریعہ کشف سننا معلوم ہوجائے اور وہ اس کو سمجھے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں لیکن اس سے بھی یہ قاعدہ کلیہ نہیں بنتا کہ ہر میت ہر وقت ہر شخص کا کلام سن سکتی ہے اس لیے معلوم ہوا کہ اس کے یقین کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم جس وقت جس میت سے جو کلام کریں گے وہ ضرور سنے گا اور ایسا عقیدہ رکھنا بے اصل اور بے بنیاد ہے جب اصل مسئلہ کی حقیت معلوم ہوگئی تو اب مسئلہ زیر بحث یعنی دعا میں الفاظ مذکورہ کا استعمال اس بے اصل عقیدہ پر مبنی ہے اس لیے

درست نہیں۔ ہاں! اگر کسی کا عقیدہ یہ نہ ہو بلکہ اسی احتمال پر کہہ دے کہ شاید سن لیں اور دعا کریں تو فی نفسہٖ مضائقہ نہیں لیکن دوسرے کے سامنے ایسے الفاظ کا استعمال ان کے عقیدہ کو فاسد کرے گا اس لئے احتراز کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۴۳۹ تا ۴۴۰)

مسئلہ سماع اموات کے بارے میں مفتی صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''یہ مسئلہ کہ مردے کوئی کلام سن سکتے ہیں یا نہیں؟ ان مسائل میں سے ہے جن میں خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا باہم اختلاف رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سماع موتیٰ کو ثابت قرار دیتے ہیں اور حضرت ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں اسی لیے دوسرے صحابہ وتابعین میں بھی دو گروہ ہوگئے بعض اثبات کے قائل ہیں بعض نفی کے اور قرآن کریم میں یہ مضمون ایک تو اسی موقع پر ''سورۃ نمل'' میں آیا ہے دوسرے سورۃ روم میں تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ اور سورۃ فاطر میں یہ مضمون ان الفاظ سے آیا ہے ''**وما انت بمسمع من فی القبور**'' یعنی آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو کہ قبروں میں ہیں۔ ان تینوں آیتوں میں یہ بات قابل نظر ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ مردے نہیں سن سکتے بلکہ تینوں آیتوں میں نفی اس کی گئی ہے کہ آپ نہیں سنا سکتے تینوں آیتوں میں اسی تعبیر عنوان کو اختیار کرنے سے اس طرف واضح اشارہ نکلتا ہے کہ مردوں میں سننے کی صلاحیت تو ہوسکتی ہے مگر باہم اختیار خود ان کو نہیں سنا سکتے۔''

(معارف القرآن ج6 ص603)

مزید حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو سماع اموات کے قائل ہیں ان کا یہ قول بھی ایک صحیح حدیث کی بناء پر ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسناد صحیح کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ ''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہنچانتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تعالی اس مردے کی روح اس میں واپس بھیج دیتے ہیں تا کہ وہ سلام کا جواب دے۔'' اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں واپس بھیج دیتے ہیں اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ مردے سن سکتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کا سننا اور ہمارے اختیار میں نہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب چاہیں سنا دیں جب نہ چاہیں نہ سنائیں۔''

(معارف القرآن ج6 ص603)

نیز مفتی صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''سورۃ نمل، سورۃ روم، سورۃ فاطر کی آیات سے بھی ثابت ہے کہ مردوں کو سنانا ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سنا دیتے ہیں اس لئے جن مواقع میں حدیث کی روایات صحیحہ سے سننا ثابت ہے وہاں سننے پر عقیدہ رکھا جائے اور جہاں ثابت نہیں وہاں دونوں احتمال ہیں اس لئے یہ قطعی اثبات کی گنجائش ہے نہ قطعی نفی کی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔''

(معارف القرآن ج6 ص204)

ہمارے دیگر علمائے کرام کی بھی رائے یہی ہے جو یہاں ذکر کی گئی ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا سماع عند القبور اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ہے باقی رہے دوسرے مردے جہاں جہاں حدیثوں سے ان کا سماع ثابت ہے تسلیم کر لینا چاہیے باقی کا سماع سپرد خدا کر دینا چاہیے اللہ تعالیٰ چاہے تو سنا دے نہ چاہے تو نہ سنائے۔

سوال (99): کیا آپ کے نزدیک قبر میں مدفون بزرگ یا ہر میت ہر زائر کی آواز یا نداء سنتا ہے یا بعض بعض زائرین کی؟

الجواب باسم ملھم الصواب: حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں باقی رہے عام مردے کہ جہاں جہاں حدیثوں میں ان کا سماع ثابت ہے تسلیم کر لیا جائے اور بقیہ کو سپرد خدا کر دیا جائے۔

سوال (100): پھر کیا آپ کے نزدیک صرف مومن میت، زائر کی آواز یا پکار سنتا ہے یا کافر میت بھی یہ پکاریں سنتا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا جائز نہیں ہے نبیوں کا قریب سے سننا برحق ہے ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ مومن کافر وغیرہ کو جب چاہتے ہیں سنا دیتے ہیں جہاں حدیثوں سے سماع موتی ثابت ہے وہ برحق ہے۔

سوال (101): پھر کیا آپ کے نزدیک میت ہر بات سنتا ہے یا بعض بعض باتیں؟

سوال (102): اچھا پھر کیا آپ کے نزدیک میت ہر وقت سنتا ہے یا بعض اوقات؟

الجواب باسم ملھم الصواب: حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سننے پر اجماع امت ہے قریب سے وہ بالاتفاق سنتے ہیں جہاں جہاں حدیثوں میں عام موتی کا سماع ثابت ہے وہاں مان لیا جائے بقیہ امور کو سپرد خدا کرنا چاہیے۔

سوال (103): مرنے کے بعد کافر صم و غیر صم (بہرے اور غیر بہرے) یعنی

بہرے کافر اور غیر بہرے کافر کے سماع میں آپ کے نزدیک فرق ہے یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مرنے کے بعد جو لوگ عالم قبر و برزخ میں جاتے ہیں تو دنیا کے بہرے اندھے گونگے سب کے سب نکرین کی باتوں کو سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور جواب دیتے ہیں پھر حسب حیثیت جزا و سزا کا مورد بنتے ہیں باقی رہی اہل دنیا کی کوئی بات مثلاً سلام کلام وغیرہ تو اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں سنا دیتے ہیں'' ان الله يسمع من يشاء''

سوال (104): اگر آپ کے نزدیک کوئی فرق ہے یعنی مرنے کے بعد دنیا کا بہرہ آپ کے نزدیک سنتا اور غیر بہرہ نہیں سن سکتا تو بہرے اور غیر بہرے کی قبر کا علم پھر کیسے ہوگا؟

الجواب باسم ملھم الصواب: بہرے اور غیر بہرے کی قبر کا علم حاصل کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سنا دیتے ہیں نبیوں کا سماع اجماعی ہے باقیوں کا اختلافی۔

سوال (105): پھر کیا آپ کے نزدیک انسان کی آوازوں میں بعض باتیں (یعنی سلام، پیغام، پکار، اذان) ہی میت سنتے ہیں اور کیا غیر انسان کی نہیں سنتے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موتیٰ؛ غیر اللہ کی پکار کو نہیں سنتے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سناتا ہے۔ بخاری شریف میں جوتیوں کی آہٹ کا سننا ثابت ہے الغرض اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ سناتے ہیں۔

سوال (106): کیا آپ کے نزدیک میت بعض باتیں (سلام، پیغام، پکار، اذان انسان کی آواز) یہی سنتے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سنتے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: ''ان الله يسمع من يشاء.''

سوال (107): یا آپ کے نزدیک میت بعض باتیں صلوٰۃ وسلام ہی سنتا ہے باقی نہیں؟

سوال (108): یا میت صرف قرع النعال (جوتیوں کی آہٹ) ہی سنتا ہے؟

سوال (109): کیا میت ہر زائر کا قرع النعال سنتا ہے یا بعض بعض زائرین کا؟

سوال (110): پھر یہ زائر کا قرع النعال صرف فوت شدہ نبی، ولی، مومن ہی سنتے ہیں؟

سوال (111): یا یہ زائر کا قرع النعال بعد الوفات صرف نبی سنتے ہیں؟

سوال (112): یا یہ زائر قرع النعال بعد الوفات صرف ولی سنتے ہے؟

سوال (113): پھر یہ قرع النعال ہر جگہ سے میت سنتا ہے؟

سوال (114): یا عند القبر قرع النعال سنتا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: ان سب سوالوں کا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب مردہ کو دفن کرنے والے لوگ واپس لوٹتے ہیں تو مردہ ان واپس جانے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس حساب و کتاب والے دو فرشتے آجاتے ہیں اور حساب و کتاب کی کارروائی شروع کر دیتے ہیں۔"

اس حدیث میں کوئی تفریق نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ انسان قریب سے آہٹ سنتا ہے اور یہ بھی ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام قبر کے حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہیں یہ بھی ہمارے بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سلام کا سننا، قدموں کی آہٹ کا سننا، قلیب بدر والوں کا سننا وغیرہ امور تو خود حدیثوں سے ثابت ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔

سوال (115): کیا آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ انور کے اندر سنتے ہیں؟

سوال (116): کیا آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ کے باہر سنتے ہیں؟

سوال (117): کیا آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ کی جالی کے پاس سنتے ہیں؟

سوال (118): کیا آپ کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جالی سے بھی دور پوری

مسجد میں سنتے ہیں؟

الجواب باسم ملهم الصواب: جن حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع صلوٰۃ و سلام وغیرہ ثابت ہے ان میں عند قبری کی قید بھی موجود ہے اسی لیے تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ ان احادیث کی قدر مشترک تواتر کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا آج تک کسی شخص نے انکار نہیں کیا۔ باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ کتنی مقدار تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سماع فرماتے ہیں تو اس بارے میں اولاً تو گزارش ہے کہ عرف عام میں جتنے فاصلے کو قریب کہا جاتا ہے وہ قریب ہے اور عرف عام میں جسے دور کہا جاتا ہے وہ دور ہے۔

کیا کوئی پنج پیری مماتی معتزلی بتا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم دنیا میں کتنے فاصلے سے سن لیتے تھے میری دانست کے مطابق کوئی شخص آپ کے سماعت مبارک کی دنیوی حد نہیں بتا سکتا تو عالم قبر و برزخ کی حد کیسے بتائی جائے!! لیکن واضح رہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کی حدود متعین نہ کی جا سکیں تو خود اصل سماعت کا انکار کر لینا دیانت اور امانت کو ذبح کر دینے کے مترادف ہے کیونکہ اصل سماعت تو حدیثوں اور اجماع امت سے ثابت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

باقی رہی حدود تو اس کے تعین کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے اور اگر تعین میں اختلاف رائے ہو بھی جائے تو اصل مسئلے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اب سائل کے سوالات کا جواب سنیے!!

تذکرۃ الخلیل میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہیے:

''مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے
اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔''

(تذکرۃ الخلیل ص 36)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ سے اس قسم کے سوالات کیئے گئے آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

''کہیں تصریح تو یاد نہیں اکابر سے سنا ہے کہ احاطہ مسجد شریف جہاں سے بھی درود و سلام پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں مسجد کی حدود جہاں تک وسیع ہوگی وہاں تک سماعت کا حکم ہوگا اور حجرہ شریف کے قریب سے سلام عرض کرنا اقرب الی الادب والمحبت ہوگا

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج 10 ص 578)

سوال (119): کیا آپ کے نزدیک میت بشمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زائر کی اونچی آواز اور پست آواز دونوں سے کی گئی پکار یا بات سنتے ہیں؟

سوال (120): کیا آپ کے نزدیک میت بشمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زائر کی جہراً آواز یا پکار سنتے ہیں؟

سوال (121): کیا آپ کے نزدیک میت بشمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زائر کی سراً آواز یا پکار سنتے ہیں؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مذکورہ بالا سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند کثر اللہ سوادھم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے وقت تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پست آواز سے صلوۃ و سلام پڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا جن حدیثوں سے ثابت ہے ان پر اجماع امت ہے۔ سنانے والا اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو پست آواز سے بھی پڑھا ہوا درود و

سلام سنا دیتے ہیں ۔ باقی رہے عام موتیٰ ان کے سنانے والے بھی اللہ ہیں لہٰذا مناسب درجہ کی اونچی آواز سے ان کو سلام کیا جائے۔

سوال (122): کیا آپ کے نزدیک میت عنصری کانوں سے یا فقط روح ہی کے ذریعے سنتا ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: احادیث مشہورہ متواترہ سے عالم قبر و برزخ میں میت کی طرف اعادۂ روح ہوتا ہے اور سوال و جواب کے بعد ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان قبر کے ثواب و عقاب کو محسوس کرتا ہے۔

پس روح اور جسد کے اس تعلق کی وجہ سے سماع موتیٰ کا تحقق ہوتا ہے اگر اسے کہا جائے کہ روح سنتی ہے تو بجا ہے کیونکہ اس عالم میں روح اصل ہے اور اگر کہا جائے کہ میت سنتی ہے تو درست ہے کیونکہ اس کے ساتھ روح کا تعلق ہے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

سوال (123): رد روح جسم عنصری کے اندر ہوتا ہے یا قبر کے باہر؟

الجواب باسم ملهم الصواب: اعادۂ روح اور رد؛ دونوں ایک دونوں چیز ہیں تو یہ دونوں الفاظ احادیث متواترہ سے ثابت ہیں پس قبر میں مردہ انسان کی طرف اعادۂ روح یا رد روح ہوتا ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

سوال (124): کیا یہ روح افنیتة القبور پر ہے یا کہیں دور ہوتی ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: بعض علماء کا قول یہی ہے کہ ارواح کا مستقر افنیة القبور ہیں اور اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

سوال (125): روح کا مستقر کیا ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: ارواح کا مستقر کوئی ایک متعین نہیں ہے بلکہ تفاوت

درجات کی وجہ سے ارواح کے مستقر بھی مختلف ہیں:

''بعض علماء نے مومنین کی ارواح کا مستقر جنت کو بتلایا ہے اور کفار کی ارواح کے لیے نار جہنم بتایا ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ مومنین کی ارواح علیین میں ہوتی ہیں اور مجرمین کی سجین میں۔ بعض علماء نے ارواح کا مقام ساتواں آسمان قرار دیا ہے بعض علماء نے مومنین کیلئے جابیۃ اور کفار کے لیے چاد برہوت۔ بعض علماء فرماتے ہیں ہیں اروح افنیۃ القبور میں رہتی ہے اور بعض علماء نے کہا روح جہاں سے آتی ہے وہاں چلی جاتی ہے بعض علماء نے کہا موت کے بعد روح آزاد ہوتی ہے جہاں جہاں چاہے رہے وغیرہ وغیرہ۔''

(تفسیر روح المعانی ج7 ص232 تا236، التذکرۃ للقرطبی ص175 تا180، کتاب الروح لابن قیم ص125 تا159 شرح الصدور ص100 تا114)

تنبیہ: ارواح کے مختلف مستقر بیان کرنے کے باوجود تمام علمائے اسلام اس پر متفق ہیں کہ روح جہاں بھی رہے اس کا قبر میں مدفون بدن کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے بدن جزا وسزا کو محسوس کرتا ہے اور زائرین کے سلام کو سنتا اور جواب دیتا ہے حوالہ کیلئے مذکورہ بالا کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

سوال (126): کس نے روح کا مستقر جسم عنصری کا اندر قرار دیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

''عامۃ المومنین کے ارواح افنیۃ القبور میں ہیں۔''

(کتاب الروح ص127)

بہرحال! روح افنیۃ القبور میں ہو یا کہیں بھی ہو اس کا بدن انسانی کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"والروح لم تزل متعلقه ببدنها وان بلی و تمزق."

(کتاب الروح ص 62)

علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

"بل لها اشراف و اتصال بالقبر وفنائه وذلک القدر منها یعرض علیه مقعده فان للروح شأناً اٰخر تکون فی الرفیق الاعلیٰ فی اعلیٰ علیین ولها اتصال بالبدن بحیث اذاسلم المسلم علی المیت ردالله علیه روحه فیرد علیه السلام وهی فی الملا الاعلی"

(کتاب الروح ص 139)

نوٹ: یہی بات التذکرۃ ازامام قرطبی، روح المعانی از علامہ آلوسی اورشرح الصدور وغیرہ کتب میں بھی موجود ہے۔

سوال (127): کیا آپ کے نزدیک میت عادۃ سنتے ہیں یا خرق عادت؟

الجواب باسم ملھم الصواب: حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ قرآن مجید کی آیت "فانک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین" پرحاشیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اسی قسم کی آیت سورۃ نمل کے آخر میں گزر چکی ہے اس پر ایک نظر ڈال لی جائے مفسرین نے اس موقع پر سماع موتیٰ کی بحث چھیڑ دی ہے اس مسئلہ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے عہد سے اختلاف چلا آتا ہے اور دونوں جانب سے نصوص قرآن و حدیث پیش کی گئی ہے یہاں ایک بات سمجھ لو کہ یوں تو دنیا میں کوئی کام اللہ کی مشیت اور ارادہ کے بدوں نہیں ہوسکتا مگر آدمی جو کام اسباب عادیہ

کے دائرہ میں رہ کر بااختیار خود کرے وہ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے جو عام عادات کے خلاف غیر معمولی طریقے سے ہو جائے اسے براہ راست حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً کسی نے گولی مار کر کسی کو ہلاک کر دیا یہ اس قاتل کا فعل کہلائے گا اور فرض کیجئے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے لشکر تباہ ہو گیا اسے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تباہ کر دیا باوجودیکہ گولی سے ہلاک کرنا بھی اسی کی قدرت کا کام ہے ورنہ اس کی مشیت کے بدوں گولی یا گولا کچھ بھی اثر نہیں کر سکتا قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا ''**فلم تقتلو هم ولكن الله قتلهم ومارميت اذ رميت ولكن الله رمیٰ**'' (انفال) یہاں خارق عادت ہونے کی وجہ سے پیغمبر اور مسلمانوں سے قتل ورمیٰ کی نفی کر کے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی ہے ٹھیک اسی طرح'' **انک لا تسمع الموتیٰ** '' کا مطلب سمجھو یعنی تم یہ نہیں کر سکتے ہیں کچھ بولو اپنی آواز مردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقے سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتیٰ کا قائل ہونا چاہیے محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے۔ بہرحال! آیت میں ''اِسماع'' کی نفی سے مطلقاً ''سماع'' کی نفی نہیں ہوتی! واللہ اعلم۔''

سوال (128): سماع موتیٰ ما تحت الاسباب ہوتا ہے یا ما فوق الاسباب؟

الجواب باسم ملھم الصواب: قبر کے قریب سے اہل قبور کو ہمارا سلام کرنا تحت الاسباب ہے البتہ اہل قبور کا سلام سننا قدرت باری تعالیٰ سے ہے۔

سوال (129): اللہ سمیع بصیر بندہ بھی سمیع بصیر آپ کے نزدیک ان کے مابین فرق کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو سمیع وبصیر فرمایا گیا ہے اور حضرت انسان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " **وجعلناه سميعاً بصيراً** " اور فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سننا اور دیکھنا لامحدود ہے اور بے مثل اور بے مثال ہے اور حضرت انسان کا سننا اور دیکھنا محدود ہے اسی طرح حضرت انسان سننے اور دیکھنے میں آنکھ اور کان کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی کام میں آلات اور اسباب کا محتاج نہیں ہے۔

سوال (130): حاجات میں مافوق الاسباب کس کو پکارا جائے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: " **له دعوة الحق** " پکار اللہ تعالیٰ کا حق ہے غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا جائز نہیں! باقی رہا اہل قبور کو السلام علیکم کہنا تو معاف رکھنا یہ غیر اللہ کی پکار نہیں بلکہ غیر اللہ کو خطاب ہے جو میت کا حق ہے پکار کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے اس کو مختار کل اور متصرف فی الامور سمجھتا ہے **السلام علیکم یااھل القبور** میں ایسی بات نہیں ہے۔

سوال (131): اللہ کے سوا کسی اور کو مافوق الاسباب پکارنے کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے

الجواب باسم ملھم الصواب: اللہ کے سوا کسی اور کو مافوق الاسباب پکارنا شرک صریح ہے لیکن جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس واطہر پر جا کر سلام عرض کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استشفاع کرتے ہیں وہ قطعاً غیر اللہ کی پکار نہیں ہے بلکہ یہ تو دعا کی درخواست ہے اور غیر اللہ سے دعا کرانا حیات دنیوی میں بھی جائز ہے اور حیات برزخی میں بھی جائز! دعا کی درخواست کو غیر اللہ کی پکار قرار دینا حقیقت شرک سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

سوال (132): موتی کو مخاطب کر کے پکارنا مافوق الاسباب ہے یا ماتحت الاسباب؟

الجواب باسم ملھم الصواب: موتی کو قریب سے "**السلام علیکم یا اھل القبور**" کہنا اور استشفاع کرنا ماتحت الاسباب ہے موتی کو مختار کل اور متصرف فی الامور سمجھ کر حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے پکارنا مافوق الاسباب ہونے کی وجہ سے شرک جلی ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ سائل غیر اللہ کی پکار اور غیر اللہ کے خطاب میں فرق نہیں سمجھ رہا اس لیے خلط مبحث کا شکار ہے۔

؎ سخن شناس نہی دلبر خطا اینجا است! ! !

سوال (133): اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے سلام کلام نہیں کروں گا پھر موت کے بعد میت سے کلام کرنے سے قسم کھانے والا شخص حانث ہوگا یا نہ؟

الجواب باسم ملھم الصواب: حانث نہیں ہوگا! اس لیے کہ عرف عام میں میت کو سلام کلام کا اہل نہیں سمجھا جاتا اور قسموں کا دارومدار عرف پر ہے ان فقہی جزئیات سے عدم سماع موتی پر استدلال کرنا درست نہیں! علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے انہیں مسائل پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے:

"جو شخص ان مسائل سے استدلال کرتا ہے وہ ائمہ احناف رحمہم اللہ پر
بہتان عظیم ہے'' **ائمتنا برئیون من هذاالبهتان**"

(حاشیہ شرح وقایہ)

کیا فقہ اور اصول فقہ میں یہ مسئلہ نہیں لکھا کہ ایک آدمی قسم اٹھاتا ہے کہ میں سری نہیں کھاؤں لیکن چڑیا کی سری کھانے سے وہ حانث نہیں ہوگا حالانکہ چڑیا کی سری بھی سری ہے لیکن عرف میں اسے سری نہیں کہا جاتا اس لئے حانث نہیں ہوگا۔ اسی لیے یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ آیک آدمی قسم اٹھاتا ہے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا لیکن مچھلی کا گوشت کھانے سے وہ

حانث نہ ہوگا حالانکہ قرآن مجید میں مچھلی کو" لحماً طریاً" کہا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ ان مسائل سے عدم سماع موتیٰ پر استدلال درست نہیں کیونکہ قسموں کا مدار عرف عام پر ہے۔

سوال (134): امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اس بارے میں کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جب سماع موتیٰ کے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ قائل نہیں ہیں پھر فقہا حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر فرماتے ہیں؟ آپ رحمہ اللہ جواب میں لکھتے ہیں:

" مسئلہ سماع میں حنیفہ باہم مختلف ہیں اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہے پس تلقین اس مذہب پر مبنی ہے کیونکہ اول زمانہ قریب دفن کے بہت سے روایات اثبات سماع کرتی ہے اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آتی ہیں شاذ ہیں! فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

سوال (135): مذہب حنفی اس بارے میں کیا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: اگر چہ اوپر والے جواب میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فرما دیا کہ مسئلہ سماع موتیٰ میں حنفیہ باہم مختلف ہیں تاہم اپنے گھر کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں! چنانچہ آپ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں:

" البتہ بعض حنفیہ جو دوسرے ائمہ مقلدین کی کتب بینی کر کے ان کے مسلک کے ہمنوا ہو گئے اور دوسرے ائمہ کے مقلدین سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کا اپنا مسلک یہ ہے کہ میت کوئی بھی ہو اس کی قبر پر جا کر السلام علیکم کہا جائے تو میت سنتا ہے خواہ اس سننے کی کیفیت کچھ بھی ہو! تو اسی عموم کے تحت سب ہی اموات آجاتے ہیں خواہ عامہ ہوں خواہ خاص ہوں

خاص میں سے خواہ صوفی ہوں، عالم ؛ فاضل ہوں، اولیاء اللہ اور صالح ہوں، شہید ہوں، صدیق ہوں یا پیغمبر ہوں کچھ فرق نہیں۔ جب قاعدہ کلیہ ہوگیا تو اس میں یہ سوال پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں کہ شوافع ، مالکیہ، حنابلہ سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کس طرح قائل ہو گئے جبکہ خود ہی اس حدیث پر پُر زور جرح بھی کرتے جاتے ہیں حاصل جواب کا یہ ہوا کہ قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سلام کہنے کے ساتھ جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کے قائل ہیں اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کے پاس کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس کی بنا پر وہ سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ مطلقاً سماع موتیٰ کے قائل ہیں تو اس کلیہ میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی آجاتے ہیں جب دوسرے اموات سنتے ہیں ایسے ہی انبیائے کرام علیہم السلام بھی سنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہ، ابن قیم ، ابن عبد الہادی ہوں یا ابن حجر، سیوطی، نووی، عیاض ہوں یا شیخ عبد الحق محدث دہلوی ، ملا علی قاری وغیرہ ہوں سب سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کے قائل ہیں کہ وہ مطلقاً سماع موتی مانتے ہیں۔''

(ندائے حق جدید ج اول جز ثانی ،ص 84 تا 85)

فقط

ابو احمد نور محمد تونسوی قادری

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

فتنہ مماتیت پر وارد کیے گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال (1): آپ نے بندہ عاجز کے 104 سوالات کے جواب نہیں دیے بلکہ جواب دینے سے صاف انکار کردیا اور بندہ عاجز سے 135 سوالات کیے اب گزارش ہے کہ عاجز کے سوالات تو اس قابل نہیں کہ ان کے جوابات دیے جائیں کیا بندہ عاجز اس قابل ہے کہ اس سے سوالات کیے جائیں؟

سوال (2): ایک طرف آپ نے اعتراف جرم کرلیا کہ ہم آپ کے سوالات کے جوابات نہیں دیے اور دوسری طرف اپنے رسالہ کا نام ''135 سوالات بجواب 104 سوالات'' تجویز کیا اب سوال یہ ہے آپ نے جواب تو دیا نہیں پھر ''بجواب'' لکھنے کا مطلب؟

سوال (3): آپ نے اپنے رسالہ کا نام جو تجویز فرمایا ''135 سوالات بجواب 104 سوالات'' کیا یہ نام اور یہ عبارت صحیح ہے یا غلط؟

سوال (4): آپ کے تجویز کردہ اس نام پر اگر کسی کو ہنسی آجائے تو کیا آپ محسوس فرمائیں گے یا نہیں؟

سوال (5): آپ نے اپنے رسالہ کے ہر صفحہ پر لکھا ''135 سوالات بمقابلہ 104 سوالات'' اور سرورق نام لکھا ہے ''135 سوالات بجواب 104 سوالات'' ان دو باتوں میں سے کون سی بات صحیح اور کون سی غلط ہے؟

سوال (6): آپ نے اپنے اس رسالہ میں اپنے اور اپنی جماعت کے بڑے بڑے کارنامے بیان فرمائے ہیں کہ ہم نے یہ کردیا وہ کردیا خصوصاً اپنی قرآن خوانی اور توحید بیانی کی بڑی خودستائی کی ہے اور علمائے دیوبند کے پیروکاروں کے کاموں کو تحقیر سے بیان کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ خودستائی اور دوسروں کی تحقیر کس نص قطعی سے ثابت ہے؟

سوال(7): آپ نے لکھا:

''شرک؛قبر پرستی سے شروع ہوا۔''

(135 سوالات ص4)

اب سوال یہ ہے کہ آپ کے اس دعویٰ کی دلیل نص قطعی سے ثابت ہے یا ظنی سے؟

سوال(8): اگر اس دعویٰ کی دلیل نص قطعی میں موجود ہے تو وہ پیش فرمائیں اور اگر نص ظنی میں موجود ہے تو پہلے ظنی پر اپنا ایمان ثابت کریں بعد میں وہ ظنی پیش فرمائیں؟

سوال(9): اگر آپ کے دعویٰ کے مطابق شرک کی بنیاد قبر پرستی ہے تو سوال یہ ہے کہ شرک کی اس بنیاد کو برقرار رکھنا چاہیے یا اکھیڑ دینا چاہیے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری؟

سوال(10): آپ نے لکھا:

''قبر پرستی کی بنیادی روح یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ صاحبِ قبر؛ قبر میں زندہ ہے سنتا ہے اور سفارش کرتا ہے یہ تصرف کرتا ہے......''

(135 سوالات ص4)

آپ نے اس عبارت میں یہ بات تسلیم کر لی کہ میت کا قبر میں زندہ ہونا، سننا اور تصرف کرنا سفارش کرنا وغیرہ قبر پرستی کی بنیادی روح ہیں حالانکہ آپ اپنے سوال نمبر 57 میں قبر میں میت کی زندگی اور ادراک کو تسلیم کر چکے ہو اب بتائیں جو چیز قبر پرستی کی بنیادی روح ہے آپ نے اس کو کیسے تسلیم کر لیا؟ ذرا سوچ کر جواب دینا!!!

سوال(11): آپ نے لکھا:

''قبر پرستی کی بنیادی روح یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ صاحب قبر؛ قبر میں زندہ ہے، سنتا ہے اور سفارش کرتا ہے تصرف کرتا ہے اور جب کوئی حاجت منداس کی قبر پر حاضر ہو کر اپنی حاجت روائی کرنا چاہتا

پوری کردیتا ہے یوں ان عقائد بد کو نسل در نسل ذہن میں سموتے
ہوئے لوگوں کے نزدیک رفتہ رفتہ اہل قبور ''الہ'' بنتے چلے گئے کیونکہ
یہ ساری صفات تو درحقیقت الوہیت ہی کی صفات ہیں۔''

(135 سوالات ص5)

کیا آپ نے اس عبارت میں یہ تسلیم کیا کہ قبر میں زندہ ہونا سننا اور سفارش کرنا اور استشفاع کرنا وغیرہ الوہیت ہی کی صفات ہیں کیا واقعی اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک مر کر قبر میں دفن ہو چکا ہے اور پھر اپنی قبر میں زندہ ہے، سنتا ہے، سفارش کرتا ہے، استشفاع کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ذرا سنبھل کر جواب دینا!!!

کیا الوہیت کی یہ صفات ہیں افسوس ہے تمہاری توحید بیانی پر اور شیخ القرآنی پر!!!
کیا توحید اور سنت کی اشاعت اسی طریقے سے ہوگی؟

سوال (12): آپ نے لکھا:

''ہر شخص یہ بھی جانتا ہے کہ قبر پرستی کا آغاز بھی انبیاء کی قبور کی پرستش سے ہی ہوا۔''

(135 سوالات ص5)

اب سوال یہ ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ کسی نص قطعی اور خبر متواتر سے ثابت ہے تو پیش فرمائیں؟

سوال (13): آپ نے لکھا:

''جناب ود بن آدم جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پیغمبر خدا تھے۔''

(135 سوالات ص5)

کیا آپ کی یہ بات نص قطعی سے ثابت ہے یا ظنی سے؟ قطعی سے ثابت ہے تو پیش کریں اگر ظنی سے ثابت ہے تو اولاً ظنی پر اپنا ایمان ثابت کریں پھر وہ ظنی پیش فرمائیں؟

سوال (14): آپ نے لکھا:

''وہ پہلے شخص تھے جن کی قبر پوجی گئی اوران کا بت بنا کر پوجا گیا۔''

(135 سوالات ص5)

سوال یہ ہے کہ آپ کی یہ دونوں باتیں درست ہیں یا ایک؟ پھر دونوں صحیح ہیں یا ایک؟ نص قطعی سے ثابت فرمائیں!! ظنی کو ہاتھ نہ لگائیں اگر ظنی پیش کرتے ہیں تو پہلے تسلیم فرمائیں کہ ظنی قابل قبول ہے؟

سوال (15): آپ نے لکھا:

ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر عبداللہ بن عباس کی روایت کے مطابق یہ قوم نوح کے نیک لوگ تھے۔''

(135 سوالات ص5)

اب سوال یہ ہے کہا آپ نے پہلے ود بن آدم کو پیغمبر خدا قرار دیا اور اس مقام پر اسے صرف نیک آدمی قرار دیا۔ کیا ود بن آدم واقعی پیغمبر تھے یا صرف نیک آدمی تھے وضاحت فرمائیں کون سی بات سچی ہے اور کون سی بات جھوٹی؟

سوال (16): آپ نے اپنے رسالہ میں اس بات کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابن عباس کی روایت پیش کی ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ روایت قطعی ہے یا ظنی؟ اگر قطعی ہے تو ثبوت پیش کریں!! اگر ظنی ہے تو پہلے اس کی حجیت پیش فرمائیں! پھر ثبوت دیں؟

سوال (17): آپ نے لکھا:

''کیونکہ الا اللہ پر تو اہل مکہ کا ایمان تھا۔''

(135 سوالات ص6)

سوال یہ ہے کہ واقعی مشرکین مکہ کا الا اللہ پر ایمان تھا تو پھر جھگڑا کس بات پر تھا؟

سوال (18): آپ نے لکھا:

”شجر بیعت رضوان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اس سے زیادہ اس کی عظمت اور اہمیت اور کیا ہوگی مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جڑوں سے اکھڑوا کر آگ لگوادی۔“ (135 سوالات ص 7)

سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ قرآن مجید کی کس نص قطعی میں یا پھر کس حدیث متواتر سے ثابت ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ یہ واقعہ قطعی ہے یا ظنی؟ اگر ظنی ہے تو کیا آپ ظنی کو حجت سمجھتے ہیں؟ اگر ظنی کو حجت نہیں سمجھتے تو پھر ایسی دلیل کیوں پیش کی جو آپ کے نزدیک ظنی ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہے؟؟؟

سوال (19): کیا واقعی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی درخت کو کاٹ کر جلوا دیا تھا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی یا کوئی اور درخت تھا جس کو لوگوں نے شجرہ بیعت رضوان سمجھ لیا تھا۔ نص قطعی سے جواب درکار ہے؟

سوال (20): آپ نے لکھا:

”یہاں تک کہ پیغمبر سے خدائی صفات منسوب کردی جاتی ہیں وفات کے بعد سنتے ہیں جانتے ہیں استشفاع کرتے وغیرہ۔“

(135 سوالات ص 7)

بتلائیں کیا یہ خدائی صفات ہیں اللہ وفات کے بعد سنتا ہے اور استشفاع کرتا ہے معاذ اللہ۔

سوال (21): وفات کے بعد کسی شخصیت کے بارے میں یہ نظریہ قائم کیا جائے کہ وہ دیکھتی ہے اور سنتی ہے تو یہ خدائی صفات ٹھہرتے ہیں لیکن اگر وفات سے پہلے کسی شخصیت کے بارے میں یہ یقین رکھا جائے کہ وہ قریب سے دیکھتی اور سنتی ہے تو کیا یہ بھی خدائی صفات ٹھہریں گے یا نہیں؟ اگر نہیں! تو وجہ فرق بیان کریں؟

سوال (22): آپ نے لکھا:

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آٹھویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی صورت میں توحید کے انتہائی عظیم داعی اور شرک و بدعت کے عظیم قاطع اور مجاہد کو پیدا فرمایا۔'' (135 سوالات ص8)

آپ نے اس عبارت میں امام ابن تیمیہؒ کو توحید کا انتہائی عظیم داعی اور شرک و بدعت کا عظیم قاطع اور مجاہد قرار دیا ہے لیکن توحید کا یہ عظیم داعی اور شرک کا عظیم قاطع صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا قائل نہیں بلکہ وہ تو عند القبر عام موتیٰ کے سماع کا قائل ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فان الميت يسمع النداء كما ثبت فى الصحيح عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ((انه يسمع قرع نعالهم))وانه قال ((ما انتم با سمع لما اقول منهم وانه امرنا باسلام على الموتى)) فقال ((ما من رجل يمر بقبرالرجل كان يعرفه فى الدنيا فيسلم الارد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام)) والله اعلم.

ترجمہ: پس یقیناً میت آواز کو سنتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ ارشاد فرمایا: ''یقیناً مردہ دفنانے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔'' اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(برموقع قلیب بدر) میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو اور آپ نے ہمیں موتیٰ پر سلام کرنے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ کسی شخص کی قبر سے گزرے جس کے ساتھ اس کی دنیا میں جان

پہچان تھی تو وہ اس پر سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی روح کو اس پر
واپس کردیتے ہیں حتی کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔''

(مجموعہ فتاویٰ؛ ج1 ص242)

سوال یہ ہے کہ اگر امام ابن تیمیہؒ عام موتی کے سماع کا قائل ہو تو وہ توحید کا عظیم داعی اور شرک و بدعت کا عظیم قاطع ٹھہرتا ہے اور اگر علمائے دیوبند کثر اللہ سوادھم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر اور سماع عند القبر پر ایمان لائیں تو شرک کا چور دروازہ کھولنے والے ٹھہریں!!! آخر وجہ کیا ہے؟

سوال (23): یہ امام ابن تیمیہؒ حدیث شرح النزول میں اعادہ روح فی الجسد کی حدیثوں کو متواتر کہتا ہے کیا آپ بھی اس توحید کے عظیم مجاہد کی طرح اعادۂ روح کے قائل ہیں؟

سوال (24): حیاتِ قبر باعادہ روح اور سماع موتیٰ کے عقیدہ رکھنے کے باوجود امام ابن تیمیہ ؒ کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا اور با ایں ہمہ داعی توحید اور قاطع شرک رہتے ہیں نا معلوم آپ کی توحید کیسی ہے کہ عقیدہ حیات قبر اور سماع موتیٰ سے متزلزل ہونے لگتی ہے! بتایئے آپ کی توحید اچھی ہے یا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی؟

سوال (25): آپ نے لکھا:

ان کے بعد عرب کے علاقہ میں نمایاں نام شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ہے ان دو عظیم شخصیتوں کو بدقسمت اور بدبخت لوگوں نے ان کی عظیم حیثیت کی قدر کرنے کی بجائے نعوذ باللہ ملحد، زندیق، گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ جانے کیا کیا قرار دیا۔''

آپ نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعریف کی اور اسے بھی امام ابن تیمیہ کی طرح توحید کا عظیم داعی قرار دیا لیکن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صلوۃ وسلام پہنچنے کے قائل ہیں۔

(کتاب [illegible])

کیا آپ بھی ان حضرات والا عقیدہ رکھتے ہیں؟

سوال (26): آپ نے شکوہ کیا کہ بدقسمت اور بدبخت لوگوں نے ان دوعظیم شخصیتوں کی قدر نہیں کی بلکہ ان کو ملحد، زندیق، گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو حیات قبر، اعادۂ روح اور سماع موتیٰ وغیرہ عقائد کی وجہ سے **فیمسک التی قضٰی علیھا الموت** کا منکر قرار دے کر ان کی کون سی قدر کی؟؟؟

سوال (27): آپ نے لکھا:

مجدد الف ثانی اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ، سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید کے بارے میں لکھا ہے کہ ان عظیم شخصیتوں نے دین اسلام کو تمام کثافتوں اور آمیزشوں سے پاک کر کے رکھ دیا توحید وسنت کو الگ کر دیا اور شرک و بدعت کو الگ۔"

(135 سوالات ص 8)

سوال یہ ہے کہ کیا ان حضرات نے اعادہ روح فی القبر اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور توسل بالصالحین کا تمہاری طرح انکار کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ان کی کتابوں سے ثابت فرمائیں اگر ان کی کتابوں سے تمہارے مخصوص عقائد ثابت نہیں تو پھر بتائیں تمہاری توحید صحیح ہے یا ان حضرات کی؟

سوال (28): پھر آپ نے ان حضرات کے تلامذہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا حسین علی واں بھچروی، مولانا اشرف علی تھانوی، سید حسین احمد مدنی، علامہ انور شاہ کشمیری، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ کی بڑی تعریف کی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آپ لوگ ان حضرات کو عقیدہ حیاتِ قبر، اعادۂ روح، تعلق

روح، سماع موتی اور توسل کی وجہ سے قرآن کا منکر بھی قرار دیتے ہیں اب ایک طرف ان کو توحید کا داعی کہتے ہو اور دوسری طرف ان پر فتویٰ صادر کرتے ہو لہٰذا بتائیں یہ دورنگی چال کیوں ہے؟

سوال (29): آپ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے:

''دیوبندی وہ ہوتا ہے کہ جو صوفیائے اسلام کی نسبت وطلب یا کم از کم دل میں ان کی عظمت ومحبت رکھتا ہو۔''

(135 سوالات ص 9)

اور صوفیائے کرام کے متعلق آپ نے یہ بھی لکھا:

''ہندوستان میں چونکہ اسلام کچھ ایسے صوفیاء کے ذریعے متعارف ہوا تھا جن میں بڑی تعداد ایران میں بسنے والے قرامطہ اور اسماعیلیہ کی تھی جنہوں نے اپنے مخصوص عزائم کے ساتھ یہاں عربی محمدی اسلام کی بجائے عجمی اسلام کی تبلیغ کی۔''

(135 سوالات ص 9)

اب سوال یہ ہے کہ صوفیائے کرام کا احترام یہی ہے جو آپ نے کیا؟

سوال (30): آپ نے لکھا:

''مولوی احمد رضا خان بریلوی نے انگریزوں کے ایماء پر علمائے دیوبند پر بے بنیاد الزامات لگائے اور دھوکہ دہی کے ساتھ علمائے حرمین سے ان کے خلاف فتویٰ تکفیر حاصل کر کے اس کی تشہیر کی جس کے ازالے کے لیے مولانا شبیر احمد، حسین احمد مدنی، نے 26 سوالوں پر مشتمل ایک سوالنامہ تحریر کیا اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اس کے جوابات لکھے چونکہ مولوی احمد رضا خان کے فتویٰ کا نام

حسام الحرمین تھا اس لیے اس جواب نامہ کا نام " **المھند علی المفند** " رکھا گیا جس کا اردو ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے "ایک سٹھیائے ہوئے شخص پر ہندوستانی تلوار کا وار" صد افسوس! اس جواب نامہ پر جس پر 24 علماء دیوبند کے دستخط بھی تھے اور جو بقول مولانا منظور احمد کے مولانا خلیل احمد کی کوئی مستقل تصنیف بھی نہ تھی تقریباً نصف صدی بعد اصاغرین نے "عقائد علمائے دیوبند" بنا ڈالا!!!"

(135 سوالات ص 10)

اب سوال یہ ہے کہ اگر اصاغر نے اپنے اکابر کی تحقیقات کو "شریف" کا لقب دیا اور المھند شریف کہا آپ کو تکلیف کیوں ہوئی بخاری شریف کو بھی تو بعد والے لوگوں نے بخاری شریف کہا۔ کیا آپ اس پر بھی اعتراض کریں گے آپ نے یہ تو اعتراض کیا کہ "المھند" پر 24 علمائے دیوبند کے دستخط ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان 24 علمائے کرام کی رائے سے آپ کو اتفاق ہے یا اختلاف؟ المھند میں لکھی ہوئی باتیں غلط ہیں یا صحیح؟ المھند میں سچ بولا گیا ہے یا مصلحتاً جھوٹ بولا گیا ہے؟

سوال (31): آپ نے لکھا:

"المھند بقول مولانا محمد منظور احمد نعمانی کہ مولانا خلیل احمد صاحب کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے۔"

اس جملہ کو تحریر کرنے سے آپ کی غرض کیا ہے؟

سوال (32): اگر آپ یہ جملہ نقل کر کے "المھند شریف" کی حیثیت کو گرانا چاہتے ہیں تو آپ کی خدمت میں گزارش یہ ہے کہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند اسی طرح دیگر تمام فتاویٰ جات ہمارے مفتیان کرام کی مستقل تصانیف نہیں۔ بلکہ لوگ مفتیان کرام سے سوال کرتے

اگر کوئی شخص ان فتاویٰ کو یہ کہہ کر کہ یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے ان کی اہمیت گرانے کی کوشش کرے گا تو یہ اس کی کوتاہ فہمی ہوگی اب آپ نے اپنی کوتاہ فہمی سے ''المہند شریف'' کی اہمیت گرانے کی ناپاک کوشش کیوں کی ہے؟

سوال (33): آپ نے لکھا:

''اکابر علمائے دیوبند میں حضرت مولانا حسین علی واں بچھروی علمائے دیوبند میں ایک خاص ذوق اور امتیاز کے حامل تھے ان پر دعوتی و تعلیم و تدبیر قرآن کا غلبہ تھا۔''

(135 سوالات ص 15)

اب کیا آپ لوگ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے عقائد سے متفق ہیں یا نہ؟ وضاحت فرمائیں؟

سوال (34): بلغة الحیران کی ابتداء میں لکھا ہے کہ مولانا حسین علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں امام ربانی کے مزار پر بیٹھا اور ان کے ساتھ باتیں کیں کیا تم لوگ بھی اس کے قائل ہو کہ زندہ آدمی مردہ مدفون کے ساتھ باتیں کر سکتا ہے؟

سوال (35): حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ ''بلغۃ الحیران'' اور ''تحریرات حدیث'' میں توسل بالانبیاء علیہم السلام والصالحین کو جائز قرار دیتے ہیں کیا تم بھی توسل کے قائل ہو؟

سوال (36): حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ ''تحریراتِ حدیث'' میں لکھتے ہیں:

" المنکر والنکیر یاتیان المیت فیرسل فی ذلک المیت الروح"

یعنی میت کی طرف اس کی روح کو ارسال کیا جاتا ہے اور منکر نکیر اس کے پاس آ کر اس سے حساب لیتے ہیں، اب کیا تم ہر اعادہ روح پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں؟

سوال (37): حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تحریرات حدیث میں استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث سے ثابت کرتے ہیں اب کیا تم بھی استشفاع کے قائل ہو یا نہیں؟

سوال (38): اگر تم لوگ ان عقائد میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سے متفق نہیں ہو بلکہ ایسے عقائد والوں کو ''مشرک'' اور ''منکرِ قرآن'' کہتے ہو تو خواہ مخواہ ان کا نام لے کر ان کو بدنام کیوں کر رہے ہوں؟

سوال (40): آپ نے لکھا:

''حضرت مولانا کی اسی حکمت عملی کا بڑا فائدہ ہوا جسے ان کے تلامذہ بالخصوص شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان (راولپنڈی) شیخ القرآن حضرت مولانا محمد طاہر (پنج پیر ضلع صوابی) اور داعی قرآن مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری (گجرات) نے جاری رکھا۔''

(135 سوالات ص 11)

اب سوال یہ کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے ان تلامذہ نے مولانا کے عقائد کو شرکیہ کہہ کر ان کی محنت پر پانی پھیرا، یا ان کی حکمت عملی کو جاری رکھا؟

سوال (40): حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تحریرات حدیث'' میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو تسلیم فرمایا اور یہ بھی ثابت کیا کہ آپ قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام بذریعہ ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے سوال یہ ہے کہ مولانا کے یہ تلامذہ مولانا کے اس عقیدہ پر قائم رہے یا منحرف ہو گئے؟

سوال (41): آپ نے لکھا:

''پنجاب اور سندھ کی نسبت سرحد میں فرقہ بریلویت کے نام پر اپنے مخصوص عقائد پھیلانے والے تو کم تھے مگر بدقسمتی سے ان کی یہ کمی نام نہاد دیوبندیوں نے بدرجہ اتم پوری کی ان مفاد فرست عناصر نے

دیوبندیوں کے بھیس میں فرقہ بریلویت کے عقائد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اولیائے کرام کے عالم الغیب ہونے اور استمداد واستشفاع بالقبول کے عقائد بد کو ترویج دینے میں بھرپور کردار ادا کیا۔‘‘

(135 سوالات ص 12)

سوال یہ ہے کہ کسی دیوبندی عالم نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر اور عالم الغیب ہیں اس کا نام بتائیں حقیقت یہ ہے کہ ان عقائد کا حامل دیوبندی ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا علمائے دیوبند پر یہ الزام اور بہتان کیوں؟ کیا آپ کے نزدیک جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ نہیں ہے؟

سوال (42): باقی رہا! استمداد بمعنی استفادہ تو وہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے امام ربانی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر کیا ہے کیا حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے بریلویوں کے عقیدۂ بد کی ترویج کی ہے؟

سوال (43): اگر استشفاع عند القبر الشریف بریلویوں کا عقیدہ بد ہے تو حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے ’’تحریراتِ حدیث‘‘ میں اس کو حدیثوں سے کیوں ثابت کیا ہے؟

سوال (44): بہت سے فقہائے اسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس واطہر کی زیارت کے جو آداب لکھے ہیں ان میں استشفاع کا مسئلہ بھی لکھا ہے جسے فتح القدیر، شامی وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ فقہائے اسلام بریلویوں کے عقیدۂ بد کی ترویج کرنے والے تھے؟

سوال (45): آپ نے لکھا:

’’سماع موتی کا عقیدہ شرک کی اصل جڑ اور اس کا چور دروازہ ہے اور اس جڑ کو کاٹ دیا جائے تو شرک کا درخت کبھی نشو ونما نہ پا سکے گا۔‘‘

(135 سوالات ص 14)

اگر بقول شما سماع موتی شرک کی جڑ ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت آپ کے سماع کی عہدِ اوّل سے قائل چلی آ رہی ہے کوئی ایک ایسا عالم دین نہیں ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا انکار کیا ہو۔ خواہ وہ متکلم ہو یا فقیہ، صوفی ہو یا محقق، مفسر ہو یا محدث، مدرس ہو یا مبلغ، سنی دیو بندی ہو یا حنفی، گنگوہی ہو یا نانوتوی، کشمیری ہو یا مدنی، حسین علی ہو یا حسین احمد رحمہم اللہ۔ الغرض! یہ سب علمائے اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر کے قائل چلے آ رہے ہیں۔ کیا معاذ اللہ یہ سب حضرات شرک کی بیخ کو مضبوط کرنے والے تھے؟

سوال (46): 1962 میں جب قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے اپنا تاریخ ساز فیصلہ لکھا جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا اقرار تھا تو اس فیصلہ پر حضرت مولانا غلام اللہ خان، حضرت مولانا قاضی نور محمد اور مولانا قاضی شمس الدین نے اس پر دستخط فرما کر اور اس کو تسلیم فرما کر شرک کی جڑوں کو کیوں مضبوط کیا؟

سوال (47): آپ نے لکھا:

”چنانچہ انہوں (عنایت اللہ شاہ) نے بڑی شد و مد کے ساتھ اس عقیدے (سماع موتی) کی مذمت شروع کر دی جس پر تمام علمائے دیو بندان پر صاد کرتے تھے۔“

اب سوال یہ ہے کہ مولانا محمد ایاز صاحب نے اتنا بڑا جھوٹ بول کر کیا کمایا؟ کون سا دیو بندی عالم اس خاص عقیدہ میں عنایت اللہ شاہ گجراتی کی تصدیق کرتا ہے؟ وہ دیو بندی نہیں اور جو دیو بندی ہے وہ عنایت اللہ گجراتی کی تصدیق نہیں کرتا! افسوس کہ آپ نے غلط بیانی کر کے ناممکن کو ممکن بنا دیا!!!

سوال (48): آپ نے لکھا:

”لیکن انہیں جلد ہی یہ احساس ہو گیا کہ توحید خالص کی دعوت و اشاعت جمعیت علمائے اسلام کے پروگرام کا حصہ نہیں ہے اور اس کا عقیدہ توحید الا اللہ سے اوپر نہیں اٹھ پاتا۔ لا الہ سے بعض جبینوں پر بل آنے لگتے ہیں غالباً یہی احساس توحید خالص کی دعوت کے لیے اپنی جماعت اور پلیٹ فارم بنانے کا باعث بنا اور اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان تشکیل پائی مگر تعلقات قائم رہے اور جلسوں میں شرکت بھی ہوتی رہی۔“

(135 سوالات ص 14)

جناب مولوی محمد ایاز صاحب! آپ نے جو یہ دعویٰ کیا کہ توحید خالص کی دعوت واشاعت جمعیت علمائے اسلام کے پروگرام کا حصہ نہیں ہے اور ان کے جبینوں پر لا الہ سے بل آنے لگتے ہیں اس کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے؟ پیش فرمائیں اور یہ بھی بتائیں وہ دلیل قطعی ہے یا ظنی؟ ورنہ بروز قیامت اس جھوٹ اور بہتان کی جواب دہی کے لیے تیار رہیں یا پھر جمعیت علمائے اسلام سے معافی مانگیں۔

جمعیت علمائے اسلام کی خدمت میں گزارش:

اشاعتیوں کا یہ الزام چونکہ براہِ راست جمعیت علمائے اسلام پر ہے لہٰذا مزید صفائی وہ اپنی طرف سے خود پیش کریں اور غور بھی فرمائیں کہ جن لوگوں کو آپ نے جماعت کے کلیدی عہدوں پر فائز کر رکھا ان کا آپ کے بارے میں حسن ظنی یہی ہے!!! ”مشتری ہوشیار باش“

سوال (49): آپ نے الزام لگایا کہ توحید خالص جمعیت علمائے اسلام کے پروگرام کا حصہ نہیں ہے بلکہ ان کی بعض جبینوں پر لا الہ سے بل آنے لگتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی

لکھ مارا کہ تعلقات قائم رہے جلسوں میں شرکت بھی ہوتی رہی۔سوال یہ ہے کہ اس الزام اور اعتراف جرم کے باوجود ان کے ساتھ تعلق قائم رکھنا تمہاری غیرت ایمانی کو کیسے گوارا ہوا؟

سوال(50): آپ نے لکھا:

”جن لوگوں کو دینی جلسوں میں شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جلسے میں بڑے مقرر کو آخری مقرر کے طور پر موقع دیا جاتا ہے تا کہ پنڈال بھرا رہے اور جلسہ دیر تک جاری رکھ کر کامیابی کا تاثر دیا جا سکے اب صورتحال یوں ہوگئی تھی کہ شیخ القرآن اور شاہ صاحب قرآن سناتے تھے اور سامعین پر بڑا گہرا اثر ہوتا تھا جبکہ دوسرے مقررین روایتی باتیں کرتے تھے۔منتظمین جلسہ عجیب مشکل میں پڑے رہتے تھے کہ وہ ان بزرگوں کو اہم مقررین بھی نہیں بنانا چاہتے تھے اور دوسری طرف یہ بھی حقیقت تھی کہ اگر ان شخصیات میں سے کسی کی تقریر پہلے ہو جاتی تو سامعین ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد اٹھ جاتے تھے اور بعد کے مقررین کے سامنے عوام الناس کی بہت کم تعداد رہ پاتی جس سے جلسہ کی ناکامی کا تاثر ابھرتا تھا۔“

(135 سوالات ص15)

محترم مولوی محمد ایاز صاحب ! آپ نے اپنی اس عبارت میں تاثر دیا ہے کہ ہمارے جلسے مولانا غلام اللہ خان صاحب اور عنایت اللہ گجراتی کی وجہ سے کامیاب ہوتے تھے آخری خطیب یہی حضرات ہوتے تھے لوگ انہیں کی تقریر سننے کے لیے بیٹھے رہتے تھے اگر یہ لوگ پہلے تقریر کر لیتے تو عوام اٹھ کر چلی جاتی دوسرے خطیبوں کی تقریر کوئی نہیں سنتا تھا اور یوں جلسہ ناکام ہو جاتا تھا۔سوال یہ ہے کہ آپ کے یہ دونوں بزرگ وفات پا کر عالم قبرو

خطباء کو بلاتے ہیں یا انہوں نے جلسے کرانا چھوڑ دیا! کیا اب ان کے جلسے ناکام ہو رہے ہیں؟

سوال (51): آپ نے اپنے رسالہ میں لکھا ایک اور بات بھی کہی ہے بلکہ پہلے والی بات میں مزید رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے:

اسی تاثر نے علماء میں معاصرانہ چشمک پیدا کر دی سو جب ان علماء کے مابین عالم برزخ میں حیات نبوی کی کیفیت میں جزوی اختلاف پیدا ہوا تو باوجود اس کے کہ اشاعت التوحید والسنۃ سے وابستہ علماء کے بارے میں سبھی دوسرے علماء جانتے تھے کہ یہ حضرات برزخی حیات کے قائل ہیں صرف کیفیت میں مختلف الرائے ہیں۔''

(135 سوالات ص 15)

مولوی صاحب! آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر و برزخ میں کون سا جزئی اختلاف ہے اس کی وضاحت فرمائیں اور اس کی بھی وضاحت فرمائیں کہ ''حیاتِ برزخیہ'' کسے کہتے ہیں؟ آیا یہ حیات برزخیہ دنیا والے جسم سے متعلق ہے یا کسی اور جسم سے؟ فریقین کے عقیدہ کو کھول کھول کر بیان فرمائیں! اجمال ابہام سے کام نہ لیں اور گول مول بات نہ کریں اپنا اور علمائے دیوبند کا موقف واضح کریں اور نقطۂ اختلاف کو ظاہر کریں۔

سوال (52): آپ نے لکھا:

''ان علماء جن میں سرفہرست مولانا محمد علی جالندھری صاحب تھے نے سب س پہلے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے کو اچھالا بلکہ بعض علماء نے تو خوف خدا سے ہی بے نیاز ہو کر اشاعت کے علماء کو منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور کر دیا حتی کہ

مولوی محمد ایاز صاحب! اللہ کو حاضر ناظر جان کر خدا لگتی بات کریں کہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلے کو حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے پہلے چھیڑا یا عنایت اللہ گجراتی نے؟ جنہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسے پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف ظاہر کیا جمہور کی رائے سے ہٹ کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ہاں! اس کے دفاع میں سب سے پہلے میدان میں آنے والے مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ تھے۔ ایاز صاحب، خدارا! حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش نہ فرمائیں کیونکہ

کاذب بود خوار و بے اعتبار

سوال (53): آپ نے لکھا:

”سچی بات تو یہ ہے کہ ان نام نہاد دیوبندیوں نے مولانا حسین علی کے تلامذہ کے ساتھ وہی کیا جو ان دیوبندیوں کے ساتھ بریلویوں نے کیا تھا۔“

جب حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے چند مٹھی بھر مخصوص تلامذہ نے صرف اپنے شیخ کی راہ کو صرف چھوڑا ہی نہیں بلکہ اپنے شیخ کے عقائد کو شرکیہ وکفریہ قرار دیا۔ تو اگر اصاغر دیوبند نے مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے چند تلامذہ کی ان باتوں کو تسلیم نہیں کیا جو امت کے اجماعی دھارے کے مخالف تھیں تو آپ بتائیے کہ کون سا جرم کیا؟

سوال (54): آپ نے لکھا:

”اصاغرین دیوبند کی زیادہ تر توانائی مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع اور اشاعت کی صورت میں ایک حقیقی دیوبندی مکتب فکر کی حق پرست جماعت کے خلاف رہی ہے۔“

مولوی صاحب! اتنا بڑا جھوٹ بول کر آپ نے کیا پایا؟؟ جھوٹ بہر حال جھوٹ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام علمائے دیوبند خواہ اکابر ہوں یا اصاغر۔ ان سب کی

توانائیاں اور صلاحیتیں دین اسلام کے ایک ایک مسئلے کی حفاظت اور ہر باطل کی سرکوبی میں صرف ہورہی ہیں اور ہوتی رہیں گی!! آپ حقیقی دیوبندی ہونے کا دعویٰ تو کر رہے ہیں لیکن یہ نرا دعویٰ ہے جب تک آپ گمراہ کن نظریات سے توبہ تائب ہو کر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ سمیت تمام علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے نظریات از قسم حیات الانبیاء علیہم السلام کی صحیح صورت، عذاب قبر کی صحیح صورت، اعادۂ روح اور تعلق روح فی القبر، توسل بالانبیاء والصالحین اور استشفاع عند القبر الشریف وغیرہ کو تسلیم نہیں کرتے تم سنی دیوبندی نہیں بن سکتے!! اب اس کے باوجود آپ کا دعویٰ دیوبندیت ایسا ہے جیسے مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے کے باوجود ہم مسلمان ہیں۔

سوال (55): آپ نے لکھا:

> ''ان اصاغر نے اپنے اکابرین کی اس فکر پر پانی پھیر دیا یہ حقیقت ہے کہ ان اصاغر نے فرقہ بریلویت کا اس حد تک کبھی بھی مقابلہ نہیں کیا بلکہ الٹا ان سے مختلف سطحوں پر اتحاد کرنا اور روابط بڑھانا شروع کر دیے۔''

(ایضاص 16)

مولوی محمد ایاز صاحب! غلط بیانی سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا نام تو آپ کی جماعت کا اشاعت التوحید ہے اور کام آپ کا اشاعت الکذب والبھتان ہے۔ الحمدللہ اصاغر دیوبند اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بریلویوں اور معتزلیوں سمیت ہر باطل کے خلاف میدان جہاد میں مسلح ہو کر اترے ہوئے ہیں اصاغر نے اکابر کی طرح کسی باطل فرقہ سے کسی قسم کی رواداری نہیں کی آپ نے جھوٹ بولا کہ اصاغر نے اکابر کے کام پر پانی پھیر دیا۔ نہیں! اصاغر نے اکابر کا نام روشن کیا اور شان کو بلند کیا!!!

سوال (56): آپ نے لکھا:

''ادھر اشاعت التوحید کے علماء کا یہ حال تھا کہ وہ ''حیاتِ برزخیہ'' کی کیفیت کے مسئلہ کو عقائد ضروریہ میں سے ہی نہیں سمجھتے تھے ان کے نزدیک برزخی حیات جو دلالۃ النص سے ثابت ہے اس کا عقیدہ رکھنا ہی کافی تھا وہ اس مسئلہ کو کوئی معیار ایمانی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ جزو کو کل اور فروع کو اصول کے درجے پر نہیں تصور کرتے تھے وہ اکابرین دیوبند کے فیض یافتہ تھے اور دیوبند کے اکابرین کا شیوہ و شعار خوب سمجھتے تھے وہ جماعت دیوبند سے دل کی گہرائیوں سے وابستہ تھے اور جماعت میں تفرقہ کو سخت ناپسند کرتے تھے جماعت دیوبندان کی کمزوری تھی۔''

اب سوال یہ ہے کہ جماعت دیوبند اشاعت التوحید والسنۃ کے لیے کون سی کمزوری ہے؟ مہربانی فرما کر اس کمزوری کی وضاحت کیجئے!!!

سوال (57): آپ نے یہاں تو یہ فرمایا:

''حیاتِ برزخیہ'' کی کیفیت کے مسئلہ کو عقائد ضروریہ میں سے ہی نہیں سمجھتے تھے ان کے نزدیک برزخی حیات جو دلالۃ النص سے ثابت ہے اس کا عقیدہ رکھنا ہی کافی تھا وہ اس مسئلہ کو کوئی معیار ایمانی نہیں سمجھتے تھے......الی آخرہ

جبکہ اپنے اسی رسالہ کے شروع میں آپ نے یہ فرمایا:

''قبر پرستی کی بنیادی روح یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ صاحب قبر میں زندہ ہے سنتا ہے۔''

اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ عقائد ضروریہ میں سے نہیں ہے اس کو قبر پرستی کی

بنیادی روح قرار دینا غلط ہے اور اگر عقیدہ حیات؛ قبر پرستی کی بنیادی روح ہے تو اسے ضروری قرار دینا درست نہیں!!! مہربانی فرما کر بتائیں کہ آپ کی کون سی بات صحیح اور کون سی غلط ہے؟

سوال (58): آپ نے لکھا:

''جس کی بہترین مثال حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند کے ساتھ علمائے اشاعت کا مصلحت کا تقاضا سمجھتے ہوئے اپنے اصولی موقف پر بادل نخواستہ معاہدہ پر دستخط کرنا تھا جس کا بعد میں انہیں خمیازہ بھی بھگتنا پڑا۔''

سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے بڑے ایسے تھے کہ اصولوں پر سودا کر لیا کرتے؟

سوال (59): کیا آپ کے بڑے اس مزاج کے مالک تھے کہ ان کی دل میں کچھ ہوتا تھا اور ظاہر میں کچھ کرتے تھے؟

سوال (60): ایک شخص کے دل میں کچھ اور ہو اور ظاہر کچھ اور کرے تو اس کو اصطلاحِ شریعت میں کیا کہتے ہیں؟

سوال (61): آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ کے بڑوں نے قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے فیصلہ پر بادل نخواستہ دستخط کیے اور اسے تسلیم بھی کیا۔ اگر آپ کے پاس ثبوت ہے تو پیش فرمائیں؟

سوال (62): اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں تو کیا یہ بڑوں پر الزام ہوگا یا نہیں؟

سوال (63): اگر بالفرض آپ کے بڑوں نے قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے فیصلہ پر بادل نخواستہ دستخط کیے تھے تو سوال یہ ہے کہ آپ کی جماعت نے اپنے مشہور رسالے ''ماہنامہ تعلیم القرآن'' اگست 1962ء میں اس فیصلہ کی روئیداد کو کیوں شائع کیا اگر یہ فیصلہ آپ کی مجبوری اور آپ کی کمزوری سے ہوا تھا تو اس کی اشاعت کے بجائے اس کو دفن کر دیتے!!

سوال (64): اس فیصلے کے بعد جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا ایک اجلاس ہوا

جس میں جماعت کے 84 علماء شریک ہوئے ان سب نے اس فیصلہ کی توثیق کی اور جماعت کے ہر فرد کو اس پر پابندی کرنے کی تلقین کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ فیصلہ بادل نخواستہ تھا اور کسی کمزوری اور مجبوری کی وجہ سے ہوا تھا تو اشاعت التوحید کے اجلاس میں اس کی توثیق کیوں کی گئی اور لطف کی بات یہ ہے کہ جس اجلاس کی کارروائی بھی ''تعلیم القرآن'' کے اسی ماہنامہ میں شائع ہوئی جس میں فیصلہ شائع ہوا۔

سوال (65): ماہنامہ تعلیم القرآن کے اسی شمارہ میں جناب سجاد بخاری کا ایک مضمون بھی شائع ہوا جس کا عنوان یہ تھا ''عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چار سالہ نزاع ختم ہو گیا'' اب سوال یہ ہے کہ اگر قاری محمد طیب صاحب کے فیصلے کو آپ نے بادل نخواستہ تسلیم کیا تھا تو سجاد بخاری نے اپنی جماعت کو یہ خوشخبری کیوں سنائی؟

سوال (66): آپ کی جماعت کے سرکردہ بزرگوں نے حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب اور حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب اس فیصلے کو تسلیم کرنے والے اور اس پر دستخط کرنے والے ہیں کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ ان میں سے کس بزرگ نے اس فیصلہ سے انحراف کیا کس نے کہا کہ یہ فیصلہ ہماری مجبوری اور کمزوری ہے اور کس نے کہا کہ میں نے بادل نخواستہ اس فیصلے پر دستخط ہیں!!

سوال (67): آپ نے لکھا:

''اس فیصلہ پر اشاعت کا دستخط کرنا مصلحت کا تقاضا تھا۔''

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی مصلحت تھی جس کے تقاضے کے ساتھ آپ کے بڑوں نے دستخط کر دیے ذرا اس مصلحت کی وضاحت کریں کیا یہ مصلحت منافقت سے تو تعبیر نہیں ہے؟

سوال (68): آپ نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ ''اس فیصلہ پر دستخط کرنے کے بعد اشاعت کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔'' اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا خمیازہ تھا جو آپ کو بھگتنا پڑا؟

سوال (69): آپ نے لکھا:

”اشاعت التوحید والسنۃ سے وابستہ علماء نے اس وقت کے اکابرین اورعلمائے دین جو واقع میں دین کے عالم تھے سے رابطہ کیا انہیں اپنا موقف بتایا اپنے دلائل ان کے سامنے رکھے متحارب اصاغرین کی زیادتیوں کی شکایت بھی کی۔“

(ایضاً ص 16)

سوال (70): آپ نے لکھا:

”اس حقیقت سے قطع نظر کہ کون کون سے بزرگ ان دونوں (شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان اور سید عنایت اللہ گجراتی) کی پتنگ کاٹنا چاہتے تھے اور کون اللہ کی بجائے قاری محمد طیب صاحب کے دادے حضرت نانوتوی کے لیے لڑ رہا تھا۔“

اب سوال یہ ہے کہ آپ قطع نظر نہ فرمائیں بلکہ بات کو کھولیں کہ کون کون سے لوگ آپ کے مشائخ قرآن کی پتنگ کاٹنا چاہتے تھے اور کون لوگ اللہ تعالیٰ کی بجائے قاری محمد طیب کے دادے حضرت نانوتوی کے لیے لڑ رہے تھے مولانا حق بات کو چھپانا اچھی بات نہیں ضرور ہمیں بتائیں کہ کون کس کے لیے لڑ رہا تھا؟

سوال (71): آپ نے لکھا:

”کون اللہ کی بجائے قاری محمد طیب کے دادے کے لیے لڑ رہا تھا؟“

سوال یہ ہے کہ کیا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے دادا کی راہ اللہ کی راہ سے مختلف تھی؟ کیا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے دادا کے لیے لڑنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے لڑنے والے نہ تھے؟

سوال (72): آپ نے لکھا:

”صلح کی تمام کوششیں نقش بر آب ثابت ہوئیں۔“ (ایضاً ص 17)

سوال یہ ہے کہ قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی اس مصالحانہ کوشش کو کس نے ناکام کیا؟ وضاحت سے بتائیں!!

سوال (73): بندہ عاجز کے فہم کے مطابق اس صلح کے ناکام کرنے والے تم ہی لوگ ہو!! کیونکہ آپ کا بیان ہے کہ...... اشاعت نے اس فیصلہ پر بادل نخواستہ دستخط کیے تھے...... یہ بھی فرمایا کہ اشاعت والے بعض اوقات کمزور اور نرم بھی پڑ جاتے ہیں...... یہ بھی فرمایا کہ جماعت دیوبند کی کمزوری تھی............ ان سب قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح کی ناکامی کی ذمہ داری تم پر ہی عائد ہوتی ہے!! سوال یہ ہے کہ اگر ہمارا یہ اندازہ درست نہیں ہے تو آپ بتائیں کہ یہ صلح کیوں ناکام ہوئی؟؟

سوال (74): آپ نے لکھا:

> ''قرآن وحدیث صحیحہ ثابتہ آثار صحابہ اور تعلیمات امام ابوحنیفہ سے یکسر اعراض کر کے ''المہند'' کو سر پر اٹھا لیا گیا اور اسے المہند سے ''المہند شریف'' بنا دیا گیا اور اسے علمائے دیوبند کے عقائد کی متفقہ دستاویز کے طور پیش کیا گیا۔''

مولانا صاحب! آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ المہند کو ماننا، اس کو سر پر اٹھانا اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا کیا واقعی ایسا ہے کہ اس سے قرآن وحدیث صحیحہ ثابتہ، آثار صحابہ، تعلیمات امام ابوحنیفہ سے اعراض لازم آتا ہے؟ اگر لازم آتا ہے تو ثبوت پیش فرمائیں اور دلائل بیان فرمائیں! اور اگر اعراض لازم نہیں آتا تو آپ نے الزام کیوں لگایا سوچ کر جواب دینا!!

سوال (75): اگر واقعی ''المہند'' کو سر پر اٹھا لینے سے جو کچھ آپ نے فرمایا وہ لازم آتا ہے تو سوال یہ ہے کہ جنہوں نے ''المہند'' کو تحریر کیا اور اس پر تصدیقی دستخط کیے تو کیا

آپ کا یہ الزام ان پر عائد ہوگا یا نہ؟

سوال (76): مولوی محمد ایاز صاحب! آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایک طرف تو آپ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم حقیقی معنوں میں دیوبندی ہیں اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ اہم اکابرین دیوبند پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے اور کبھی کہتے ہو ہم فکر دیوبند کے امین ہیں اور دوسری طرف کہتے ہو کہ ''المہند علی المفند'' سے قرآن وحدیث صحیحہ ثابتہ، آثارِ صحابہ اور تعلیمات امام ابوحنیفہ سے یکسر اعراض لازم آتا ہے۔ حالانکہ ''المہند'' تمام اکابر دیوبند کی متفقہ و مصدقہ کتاب ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے دعوؤں میں کتنی صداقت ہے؟

سوال (77): المہند کو ''المہند شریف'' لکھنے سے آپ کو الرجی کیوں ہوئی؟

سوال (78): آپ بتائیں کہ ''المہند'' میں درج مسائل ونظریات اور عقائد اگر یہ علمائے دیوبند کے نظریات نہیں ہیں تو ہمارے علماء کے اس بارے میں عقائد کیا ہیں؟ کیا علمائے دیوبند کے نظریات ''المہند'' میں مندرجہ عقائد سے مختلف تھے؟

سوال (79): اگر اکابر علمائے دیوبند کے نظریات یہ نہ تھے جو اس کتاب میں موجود ہیں تو انہوں نے اس کتاب پر دستخط کیوں فرمائے؟

سوال (80): کیا اکابر علمائے دیوبند کو وہی مجبوری اور کمزوری تو درپیش نہیں ہوئی جو اشاعت التوحید والسنۃ کے بڑوں کو قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے فیصلے پر دستخط کرتے وقت پیش آئی تھی؟

سوال (81): آپ نے لکھا:

> ''ہمیشہ سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ دیوبند اور حنفیت کے دامن پر جب بھی انگریز کا سرلیس غیر مقلدین نے کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تو خصوصاً سرحد میں تو یہ معاملہ رہا کہ خود تو یہ نام نہاد دیوبندی اور خود کو حنفی

کہلانے والے دم سادھے خاموش بیٹھے رہے جبکہ یہ علماء اشاعت ہی تھے جو نہ صرف تحریر بلکہ مناظرہ کے ہر اس میدان میں سینہ تان کر پہنچے جہاں دیوبندیت اور حنفیت کو للکارا گیا تھا انہوں نے غیر مقلدین کو مناظروں کے میدان میں پے در پے شکستوں سے دوچار کیا۔''

مولانا محمد ایاز صاحب!

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اپنی جماعت کی خودستائی میں اتنا غلو کیوں کررہے ہو آپ کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ کہ عوام الناس پر یہ ظاہر کررہے ہو کہ ہم دین کے بہت بڑے چمپیئن ہیں تمہاری یہ خودثنائی؛ ریاکاری کی حدود میں داخل تو نہ ہوجائے گی؟؟ اگر تم اللہ کے لیے کچھ کر رہے ہو کیا اللہ اس کو نہیں جانتا! کیا اللہ کو بھی بتانے کی ضرورت پڑتی ہے؟؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر تم نے کوئی کام کیا ہے تو عوام اس سے بخوبی واقف ہیں اپنی شیخی بگھارنے کی ضرورت نہیں!!! بقول شیخ سعدی

مشک آں باشد کہ خود ببوید
نہ کہ عطار بگوید

ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ لوگوں کی تمام تر توانائیاں اور صلاحتیں قرآن اور توحید کے نام پر اس بات پر صرف ہورہی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور قریب سے درود وسلام نہیں سنتے ۔ یہ ہے آپ کی جماعت کی محنت کا ثمرہ اور تگ ودو کا نتیجہ اور بس!!! اللہ اللہ خیر صلا۔

باقی رہا! آپ کا دعویٰ کہ ہم غیر مقلدین کا مقابلہ کررہے ہیں تو یہ بھی ایک بے

بنیاد بات ہے غیر مقلدین کا مقابلہ تو بڑی بات ہے آپ نے تو اپنی عوام کیلیے غیر مقلدیت کی راہ ہموار کی ہے اور لوگوں کو سلف بیزاری کا سبق پڑھایا ہے۔ سب سے پہلے آپ لوگوں نے علمائے اہل السنّت والجماعت حنفیہ کے چار اصول (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس صحیح) میں سے دو کو باقی رکھا اور دو کو لوگوں کے ذہنوں سے اڑا دیا۔ تم نے بار بار باتکرار عوام الناس کے اذہان میں یہ بات ڈالی ہے کہ ہر مسئلہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہونا چاہیے !!! نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کی نظروں میں اجماع امت اور قیاس صحیح کی وقعت وعظمت گرتی چلی گئی اور پھر تم لوگوں نے قرآن وحدیث میں اسلاف کی تعبیرات کو بالائے طاق رکھ کر ایسی من مانی کی اور دوسروں کو سکھائی کہ ہر آدمی مفتی بنا نظر آتا ہے اور ہر سچے مسئلے کے مقابلہ میں وہ فوراً کہہ دیتا ہے کہ قرآن مجید کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ

محترم مولانا صاحب! آپ کے عوام وخواص آپ کے علماء وطلباء اتنے آزاد ہو چکے ہیں کہ ہر بے راہ روی کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں کتنے اشاعتی ہیں جنہوں نے غیر مقلدیت قبول کر لی ہے اور کتنے توحیدی ہیں جنہوں نے کراچی کے کیپٹن مسعود الدین عثمانی کو اپنا امام بنا رکھا ہے آپ کی بہت سی عوام جماعت المسلمین میں داخل ہو چکی ہے نا معلوم اشاعت کے کتنے افراد ہیں جنہوں نے احادیث صحیحہ کو رد کرنے کا مشن اپنا رکھا ہے بعض اشاعتی وہ بھی ہیں جنہوں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی اور فتنہ دجال کا انکار کر رکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل اشاعت نے قوم کو پلیٹ فارم نہیں دیا بلکہ ایک ایسے دوراہے پر کھڑا کیا جہاں سے آدمی کسی بھی ضلالت میں گر کر ہلاک ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ آپ لوگ غیر مقلدیت کے خلاف مناظر نہیں ہیں بلکہ ان کے لیے دہلیز اور راستہ ہیں اگر تم لوگ غیر مقلدین کا مقابلہ کر سکتے تو تمہارے امام علامہ عنایت اللہ گجراتی غیر مقلدیت کی

سرکوبی کے لیے اپنی مسجد میں علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کو اپنی مشکل کشائی کے لیے ہرگز نہ بلاتے اگر آپ عبد السلام سرحدی اشاعتی کو دیکھ لیتے جنہوں نے اشاعت چھوڑ کر غیر مقلدیت اختیار کر لی تو قطعاً یہ جھوٹا دعویٰ نہ کرتے۔

سوال (82): آپ نے لکھا:

''بہرحال حیات برزخیہ کی کیفیت کے مسئلے نے درجنوں گمنام مولویوں کو نامور بنا دیا اور جنہیں اپنے گھر کے افراد کے سوا کوئی جانتا تک نہ تھا اور محقق العصر، فقیہ العصر، ترجمان دیوبند، قائد اہل السنّت اور امام اہل سنت بن گئے۔''

مولوی صاحب! اگر ہم آپ کی اس ناروا جارحیت پر ''**المرء یقیس علی نفسه**'' کی مثال پیش کریں تو محسوس تو نہیں فرمائیں گے؟

سوال (83): آپ نے لکھا:

آہ! اشاعت التوحید والسنۃ کے علماء بالخصوص امیر اشاعت مولوی قاضی نور محمد، مولوی قاضی شمس الدین، مولوی غلام اللہ خان، مولوی محمد طاہر اور مولوی سید عنایت اللہ بخاری نے ان اپنوں کو بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ اکابر پر رحم کرو اور ان کے ذمے غیر قرآنی عقائد مت لگاؤ۔ اکابر کی ایسی عبارتیں موجود ہیں جن سے اس کا مسلک قرآنی ہو جاتا ہے۔''

سوال یہ ہے کہ وہ کون سے غیر قرآنی عقائد ہیں جن کو اصاغر نے اپنے اکابر کے ذمے لگایا؟ ذرا ان کی فہرست پیش فرما دیں!!!

سوال (84): یہ بھی بتائیں کہ وہ غیر قرآنی عقائد خود اکابر نے اپنی کتابوں میں لکھے یا اُنہوں نے تو نہیں لکھے اصاغر نے اُن کے ذمے لگا دیے؟

سوال (85): اگر اکابر نے اپنی کتابوں میں خود لکھا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا غیر قرآنی عقائد لکھنے والے اکابر بن سکتے ہیں؟

سوال (86): یہ عقائد اگر اکابر کے ہیں تو آپ نے اصاغر پر الزام کیوں لگایا کہ اُنھوں نے غیر قرآنی عقائد اکابر کے ذمے لگائے؟

سوال (87): آپ کی مذکورہ بالا عبارت سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی عبارات خود اکابر کی کتابوں میں موجود ہیں، جو غیر قرآنی ہیں۔اب سوال یہ ہے کے آپ نے اصاغر پر کیوں الزام لگایا کہ اُنھوں نے اکابر کے ذمے غیر قرآنی عقائد لگا دیے؟؟؟

سوال (88): آپ نے لکھا:

”حنفیت اور دیو بندیت کے نام پر تمام عمر کھانا اور ان ناموں کو اپنی مفاد کی خاطر کیش کرانے کی نااہلوں کو لت جو پڑ چکی تھی۔“

محترم مولوی صاحب! اگر آپ کے اس الزام کے جواب پر **المرء یقیس علی نفسه** پڑھا جائے تو بے جا تو نہ ہوگا؟

سوال (89): مولوی صاحب! آپ نے نام لیے بغیر امام اہل السنّت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہٗ کے بارے میں لکھا:

”یہ مانتے ہیں کہ جنھوں نے کم از کم تحریر کے میدان میں تو بریلویوں کو ناکوں چنے چبوائے تھے لیکن پھر اس معاملہ میں ” **نقضت غزلها** “ کا مصداق بننا پڑا۔“

(ایضاص19)

اُن کا قصور آپ یہ بتایا کہ اُنھوں نے حیات الانبیاء علیہم السلام اور سماع موتیٰ کے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کی پوری جماعت نے حکیم الاسلام قاری محمد

سے دستخط فرمائے...... پھر خود ہی اس فیصلہ سے انحراف کیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ بھی قرآن مجید کی آیت مذکورہ "نقضت غزلها" کا مصداق ٹھہرئیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بتائیں کیسے؟

سوال (90): آپ نے اپنے رسالہ میں حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی بہت بڑی تعریف کی: اُن کے فہمِ قرآن کو خوب سراہا، عقیدہ توحید کہ پختگی کو بھی خوب بیان کیا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اُنہوں نے اپنی کتابوں **بلغة الحیران**، **تفسیر بے نظیر**، **تحریرات حدیث**، **تحفہ ابراھیمیہ** وغیرہ کتب میں عقیدہ حیات وسماع کو، **اعادۂ روح فی القبر الی المیت**، قبر میں روح اور جسد دونوں کی جزا و سزا، قبر کے پاس بیٹھ کر میت سے باتیں کرنا اور مسئلہ توسل کو بھی تسلیم کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کی جائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

سوال (91): ایک طرف آپ حیات الانبیاء علیہم السلام کے عقیدے کو جزوی اختلاف اور غیر ضروری قرار دیتے ہو اور دوسری طرف قائلین پر ایسی آیات چسپاں کر رہے ہو۔ سوال یہ ہے کہ یہ دورنگی چال کیوں؟

سوال (92): آپ نے لکھا:

> "اشاعت التوحید والسنۃ کے علماء حقیقی معنوں میں دیوبندی تھے اور اکابرین دیوبند پر کوئی آنچ نہ آنے دینا چاہتے تھے وہ اس جگ ہنسائی پر سخت کبیدہ خاطر تھے کہ ان کے اکابرین کے متھے غیر قرآنی عقائد منڈھے جائیں اور پھر یہ نیک کام اکابرین کے پیروکار کریں؟؟؟ اس لیے انہوں نے اصاغرین کو بار بار سمجھایا کہ اکابرین کے ہاں یہ مسائل صرف علمی درجہ پر تھے عقیدے کے درجے پر نہ تھے۔"

(ایضاً ص 19)

سوال یہ ہے کہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام، استشفاع

اور توسل وغیرہ علمائے دیوبند کے ہاں عقائد کے درجہ میں نہ تھے بلکہ علمی درجہ میں تھے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ بار بار اکابر علمائے دیوبند کے نقش قدم پر چلنے کے ببانگ دھل دعوے کر رہے ہیں لہٰذا جن مسائل کو اکابر نے علمی درجے میں تسلیم کر لیا ہے آپ بھی اُنہیں علمی درجے میں تسلیم کر لیں اگر آپ تسلیم نہیں کرتے تو کیوں؟ کیا آپ پیروی کے دعویٰ میں مخلص نہیں؟؟؟

سوال (93): کیا اکابر کے علمی مسئلے اور تھے اور اعتقادی مسئلے اور تھے؟ اگر یہ بات سچ ہے تو اس کو دلائل سے ثابت فرمائیں؟

سوال (94): آپ نے لکھا:

”اشاعت التوحید والسنۃ والے اس جگ ہنسائی سے سخت کبیدہ خاطر تھے کہ علمائے دیوبند کے متھے غیر قرآنی عقائد منڈھے جائیں۔“

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کو یہ جگ ہنسائی تو نظر آئی لیکن اکابر دیوبند کی کتابوں میں عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور عقیدہ سماع الانبیاء علیہم السلام جو بکثرت پایا جاتا ہے۔

آپ دن رات اسی عقیدہ کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ نہیں، سنتے نہیں اور آپ کی یہ آواز اندرون ملک اور بیرون ملک اپنوں اور غیروں کے کانوں میں گردش کر رہی ہے تو جو جگ ہنسائی آپ کے اس پروپیگنڈے سے ہو رہی وہ آپ کو نظر کیوں نہ آئی؟

سوال (95): آپ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزوی عقیدہ ہے اور عقائد ضروری میں سے نہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ عقیدہ غیر قرآنی ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا کہ جزوی اور غیر ضروری عقائد کو بھی غیر قرآنی کہنا درست ہے؟

سوال (96): آپ نے لکھا:

”یوں تو کئی جماعتیں مذہب اور اسلام کے نام پر وجود میں آئیں پھر یا تو مٹتی چلی گئیں یا پھر اپنے بنیادی پروگرام ومنشور سے ہی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصلحتوں کے نام پر انحراف کر بیٹھیں مگر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ اپنے بنیادی پروگرام اور مشن پر آج تک عمل پیرا ہے۔“

(ایضاً ص20)

جبکہ آپ اپنی جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے بارے میں لکھ چکے ہیں:

”جماعت دیوبند اُن کی کمزوری تھی اور وہ اس معاملے میں بہت زیادہ حساس تھے اور اس کے لیے وہ ہر قربانی دینے کو تیار رہتے تھے اسی لئے وہ جماعتی اتحاد کی خاطر کمزور اور نرم بھی پڑ جاتے تھے جس کی بہترین مثال حضرت قاری محمد طیب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ساتھ علمائے اشاعت کا مصلحت کا تقاضا سمجھتے ہوئے اپنے اُصولی موقف پر بادل نخواستہ معاہدہ پر دستخط کرنا تھا۔“

(ص16)

سوال یہ ہے کہ اسی ایک رسالے میں آپ نے دو متضاد باتیں کہہ دیں ایک جگہ فرمایا کہ ہماری جماعت مصلحت کا شکار نہیں ہوتی اور دوسری جگہ فرمایا ہماری جماعت مصلحت کا شکار ہو جاتی ہے از راہ دیانت بتائیں کون سی بات سچی اور کون سی جھوٹی ؟؟؟

سوال (97): اپنے اسی رسالے میں کبھی کہتے ہو حیات الانبیاء علیہم السلام کا عقیدہ جزوی اور غیر ضروری ہے اور کبھی اس کو اصولی قرار دیتے ہو۔ وضاحت مطلوب ہے کہ یہ مسئلہ واقعی جزوی اور غیر ضروری ہے یا اصولی ہے ایک بات سچی ہوگی تو لازماً دوسری جھوٹی۔

سوال (98): آپ نے لکھا:

''علامہ مفتی محمد حسین نیلوی کی شفاء الصدور کے بعد ان کی لاجواب تصنیف ندائے حق جس نے بڑے بڑوں کی بولتیاں بند کر دیں۔''

حالانکہ میں جماعت علمائے دیوبند کا ایک ادنی ہیچ مداں کارکن ہوں بندہ نے نیلوی صاحب کی خدمت میں 10 سوال بھیجے تھے میرے سوالات موصول ہونے کے بعد موصوف کئی سال زندہ ہے لیکن جواب نہ دے سکے بالآخر میرے سوالات کا قرضہ قبر میں لے گئے جو ابھی تک اُن کی گردن پر باقی ہے۔ نا معلوم آپ لوگوں نے کیسے ان کی نماز جنازہ ادا کر دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھایا کرتے تھے۔ محترم! گزارش ہے کہ جو ایک طالب علم کے سوالات کا جواب نہیں دے سکا اس نے بڑے بڑوں کی بولتیاں کیسے بند کی ہوں گی؟؟؟

سوال (99): آپ نے نیلوی صاحب کی کتاب ''ندائے حق'' کو لاجواب قرار دیا حالانکہ امام اہل السنّت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تسکین الصدور'' کے بعد والے ایڈیشنوں میں دے دیا ہے تو اب اسے لاجواب کہنے کا کیا مطلب؟؟؟ ہاں! اگر آپ کو ''ندائے حق'' کی کسی دلیل کا جواب نظر نہیں آتا تو وہ میری طرف بھیج دیں بندہ عاجز ہر وقت اور بر وقت آپ کی خدمت کے لیے موجود ہے۔ ان شاء اللہ رہی سہی کسر نکال دی جائے گی۔

سوال (100): آپ نے لکھا:

اس کیلیے خطرناک طریقہ سماع موتی اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن وسنت سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے کا راستہ ہے جب تک لوگ یہ نہ جان پائیں گے کہ قرآن کی آیات، احادیث، آثار صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین ان دونوں مسائل کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور علمائے احناف ومکتب دیوبند کے اکابرین کے مجموعی مآثر اور ظاہر الروایات کیا کہتے ہیں دیوبندیت کے یہ ٹھیکے دار یونہی کسی قافلے کے محافظ کے خود ہی راہزن بن جانے کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔“

(ایضاص21)

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایک واضح موقف اختیار فرمائیں کیونکہ آپ کی بعض عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ معمولی اور غیر اہم ہے اور بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہم اور غیر معمولی ہے۔ لہٰذا دورنگی چھوڑ کر یک رنگی پر آجائیں۔

سوال(101): آپ نے اپنے رسالے میں مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری کے بارے میں لکھا ہے:

”مسلک الاکابر ترتیب دی تاکہ اپنی طرف سے اس موضوع کو ضبط تحریر میں لاکر پھر خصوصاً دیوبندیت کے حوالے سے حقائق کو سامنے لایا جائے جس کا نام انہوں نے سو فیصد درست تجویز کیا ہے ”مسلک الاکابر“ جو درحقیقت قرآن وسنت کا مسلک ہے علمائے احناف ودیوبند کا مسلک ہے۔“

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ نے یہ فیصلہ جلد بازی میں کیوں کیا؟ آپ کو چاہیے تھا کہ پہلے ”مسلک الاکابر“ کا غور سے مطالعہ فرماتے بعد میں اکابر علمائے دیوبند کی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کرتے پھر فیصلہ دیتے کہ ”مسلک الاکابر“ میں واقعی مسلک اکابر کی ترجمانی کی گئی ہے یا اکابر کے علاوہ نومولود فرقے کے لوگوں کے نظریات کی؟؟

مثلاً: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی تصنیفات خواہ عربی زبان میں

ہوں یا اردو ان سب میں انہوں نے عقیدہ حیات وسماع کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ خصوصاً: فضائل درود شریف، فضائل حج اور فضائل نماز میں حضرت نے ما لا مزید علیہ کے طور پر لکھا ہے۔

لیکن ظلم دیکھئے اپنے امیر کا کہ انہوں نے مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو بھی معاف نہیں کیا ان کی عبارات میں قطع وبرید کی اور **تاویل القول بمالا یرضیٰ به القائل** کا ارتکاب کر کے ان کو منکرین حیات انبیاء علیہم السلام کی صف میں کھڑا کرنے کی ناپاک جسارت کی اور یہی حال دیگر اکابر کے ساتھ کیا گیا لہٰذا پہلے مطالعہ فرمائیں پھر انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ مسلک الاکابر سو فیصد صحیح ہے یا سو فیصد غلط؟؟؟

سوال (102): آپ نے ہمارے علمائے دیوبند کے بارے میں لکھا ہے:

> ''انہوں نے حضوصاً ان دو فروعی مسائل سماع موتیٰ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھالنے کی ٹھانی۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف نے ماشاء اللہ بڑے بڑے محقق اور مدقق پیدا کر دیے ہیں اور جب سے علمائے اشاعت نے اس سادہ اور فروعی مسئلے کو قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی مختلف مگر لاجواب تحریرات کے ذریعے گاہے بگاہے واضح کیا۔''

(ایضاً ص22)

مولانا! آپ نے اس عبارت میں عقیدہ حیات وسماع کو فروعی اور سادہ کہا ہے بتائیں آپ کے نزدیک حقیقتاً یہ مسئلہ فروعی ہے یا آپ نے مصلحتاً اس کو فروعی اور سادہ کہہ دیا۔''

سوال (103): اگر واقعی آپ کے نزدیک یہ مسئلہ فروعی ہے تو اس موضوع پر بیسیوں کتابیں لکھ کر ان کے اوراق سیاہ کیوں کیے؟؟

سوال(104): اگر واقعی آپ کے نزدیک یہ مسئلہ فروعی ہے تو اس مسئلے کو آپ نے شرک کا چور دروازہ کیوں قرار دیا؟

سوال(105): اگر واقعی آپ کے نزدیک یہ فروعی مسئلہ ہے تو آپ کی توحید کو اس فروعی مسئلے سے کیوں خطرہ لاحق ہو جاتا ہے؟

سوال(106): اگر کوئی شخص تمہارے اس فروعی مسئلے کو اس صورت تک نہیں مانتا جو تم نے تجویز کیا ہے بلکہ اکابر علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند کی بتائی ہوئی صورت کے مطابق تسلیم کرتا ہے تو پھر تم اس پر شرک، بدعت، حماقت اور جہالت وغیرہ کے فتوے کیوں صادر کرتے ہو کیا ایک فروعی مسئلے کا اتنا اونچا مقام ہے ذرا سوچ کر جواب دیجیے گا!!!

سوال(107): آپ نے بندہ عاجز کے متعلق لکھا:

''شوق مشہوری میں بندہ کیا کیا کرتا رہتا ہے۔''

(ایضاً ص22)

اس عبارت کے متصل بعد لکھا ہے:

''لیکن چونکہ مولانا قادری صاحب دین کے عالم ہیں اس لیے چلیں پھر بھی ہمارا ظرف اور حسن ظن تو یہی ہے کہ شاید انہوں نے اخلاص کے ساتھ کیا ہو اور ان کا مقصد اصلاح احوال ہی ہو۔''

محترم مولانا صاحب! ایک ہی صفحے پر اور ایک ہی عبارت میں دو متضاد باتیں کیسے بیان فرما دیں پہلے مشہوری اور ریا کاری کا طعنہ بھی دیا پھر متصل بعد میں اخلاص اور حسن ظن کا دعویٰ بھی کر دیا وضاحت فرمائیں کہ سچی بات کون سی ہے اور جھوٹی بات کون سی؟

سوال(108): بندہ عاجز ہیچ مدان لاعلم ایک طالب علم ہے البتہ اکابر علمائے دیوبند کے مسلک کی ترجمانی کو آخرت کی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے لیکن آپ نے اس عبارت میں

مجھ ناتواں کو عالم دین کے لقب سے نواز دیا اور یہی کچھ ص 29 پر بھی لکھا اور پھر بندہ عاجز کو مخاطب کر کے یہ بھی لکھا:

''واہ مولوی تونسوی صاحب واہ ! ویسے خود ہمیں آپ کی احمقانہ حیرت پر خاص حیرت ہے۔''

(ایضاص 23)

کیا آپ کے نزدیک عالم دین وہی ہوتے ہیں جو احمقانہ باتیں کرتے ہیں؟؟

سوال (109): آپ نے لکھا:

''مولوی تونسوی نے جو بڑ ہانکی ہے۔''

(ایضاص 27)

کیا آپ کے نزدیک جو عالم دین ہوتے ہیں وہ بڑیں ہانکا کرتے ہیں؟؟

سوال (110): آپ نے لکھا:

''لیکن اگر ایسا ہے بھی تو اصلاح احوال کی یہ کوشش اگر براہ راست جناب شیخ القرآن مولانا محمد طیب طاہری سے مل کر یا ان سے خط و کتابت کر کے کی جاتی تو زیادہ مستحسن ہوتی مگر اشتہاری انداز کی یہ مناظرانہ مگر سطحی کوشش تو اصلاح احوال کی بجائے طلب جاہ کی چغلی کھاتی زیادہ دکھائی دیتی ہے۔''

(ایضاص 23)

مولانا! غصہ تھوک دیجیے اور بدگمانی سے پرہیز کیجیے! بندہ عاجز نے پہلے یہی کچھ کیا جسے آپ مستحسن قرار دے رہے ہیں اپنے سوالات کو اشاعت سے پہلے حضرت شیخ القرآن کی خدمت میں بھیجے اور ان سے جواب طلب کیا جب جواب نہ ملا تو وہاں صوابی کے دوستوں نے اس سوالات کو شائع بھی کر دیا۔ اب بتائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے؟؟

میں نے تو بقول شما ایک مستحسن قدم اٹھایا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے بندہ عاجز کے سوالات کی پوری روداد ہی نہیں پوچھی اور خواہ مخواہ غصے میں آ گئے اگر اپنے شیخ سے صحیح صورت حال معلوم کر لیتے تو یہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑتی !!

الزام ان دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

سوال (111): آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ نے زیادہ مستحسن قدم کیوں نہیں اٹھایا آپ کو چاہیے تھا کہ اپنے 135 سوالات بذریعہ ڈاک میری طرف ارسال کرتے اگر بندہ عاجز جواب نہ دیتا تو پھر اشتہاری کوشش کرتے۔ مجھے تو سبق دیا ہے لیکن آپ نے اپنے سبق پر خود عمل نہیں کیا۔ **لم تقولو ن ما لا تفعلو ن!!!**

سوال (112): اگر آپ نے یہاں مستحسن قدم کو ترک کر دیا تھا تو کم از کم اس رسالہ کو اشتہاری بنانے کے بعد بذریعہ ڈاک میری طرف بھیج دیتے تو یہ بھی آپ کی طرف سے مستحسن قدم ہوتا لیکن آپ نے میری طرف ایک رسالہ بھی نہیں بھیجا اور یوں دوسرا مستحسن قدم بھی نہ اٹھا سکے۔ پوچھ سکتا ہوں کہ کیوں؟؟

سوال (113): آپ نے لکھا:

> ''بہر حال ! مولانا موصوف کا مقصد جو بھی ہو ہماری تمام اصاغر دیوبند سے درخواست ہے کہ خدارا اپنے بزرگوں پر رحم کرو اور ان کے بارے میں دوغلے پن کا تاثر پیدا نہ کرو چونکہ ان مسائل کے بارے میں جملہ اکابرین کی ایک سے زیادہ آراء ہیں اس لیے انہیں عقیدہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عقیدہ تو ٹھوس مستقل اٹل اور غیر مبدل ہوتا ہے اور اس کے پیچھے قرآن اور صرف قرآن کی نص ہوا کرتی ہے یا پھر حدیث متواتر۔''

(ایضاص23)

محترم مولانا صاحب ! آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کے امیر حضرت

مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری نے درجن بھر اکابر دیو بند کی طرف غلط عقیدے منسوب کیے ہیں ان اکابر کی کتابوں میں کچھ اور لکھا ہے اور امیر نے اپنی کتاب ''مسلک الاکابر'' میں اس کے برعکس لکھا ہے رحم کی اپیل اپنے امیر سے کرو ہم سے رحم کی اپیل کرنے کا کیا مطلب؟ اپنے امیر سے رحم کی اپیل کیوں نہیں کرتے انہیں کہو کہ وہ اکابر پر رحم کریں غیر شرعی عقائد ان کے سر نہ تھوپیے !!!

سوال (114): آپ نے لکھا:

''مسائل کے بارے میں جملہ اکابرین کی ایک سے زیادہ آراء ہیں۔''

آپ نے ایک ایسی بات کہی ہے جس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں اگر آپ کے اس دعویٰ کو جھوٹ اور غلط بیانی سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا اگر آپ میں ہے تو اس دعویٰ کو ثابت کر دکھائیں !!!

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور عقیدہ عذاب قبر پر اس طرح روح اور جسم دونوں کی جزا و سزا پر ہمارے تمام اکابر دیو بند متفق ہیں کہ اسی ارضی قبر میں پہلے اعادۂ روح ہوتا ہے اور پھر جزا و سزا کے لیے تعلق رہتا ہے اور اس پر بھی تمام اکابر متفق ہیں کہ ان دونوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ان عقائد میں اکابر کی قطعاً دو رائیں نہیں ہیں۔ ہاں! آپ تعبیرات کے اختلاف کو آڑ نہ بنائیں۔ بہر حال! نفس اعادہ اور نفس تعلق اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے اگر آپ میں ہمت اور جرأت ہے تو اکابر دیو بند کی کتابوں سے ثابت کریں کون کون سے بزرگ اعادہ یا تعلق کے منکر گزرے ہیں؟؟؟

سوال (115): آپ نے لکھا:

''اکابر کے بارے میں دوغلے پن کا تاثر پیدا نہ کرو۔''

سوال یہ ہے کہ ایک شخص مختلف فیہا مسائل میں یہ کہتا ہے کہ اکابر رحمہم اللہ کی ان میں کئی آراء ہیں وہ دوغلے پن کا شکار ہے اور شخص جو کہتا ہے کہ جملہ اکابر رحمہم اللہ اعادۂ روح اور تعلق

روح پر متفق ہیں وہ دوغلا پن کا شکار ہے؟ لہٰذا واضح فرمائیں کہ دوغلا پالیسی کا ملزم کون ہے؟

سوال (116): آپ نے لکھا:

’’عقیدہ تو وہ ہوتا ہے جو ٹھوس، اٹل اور غیر متبدل ہوتا ہے اور اس کے پیچھے قرآن یا صرف قرآن کی نص ہوا کرتی ہے یا پھر حدیث متواتر۔‘‘

عقیدہ اعادۂ روح اور قبر کی جزا و سزا بتعلق روح مستقل، اٹل، ٹھوس اور غیر متبدل عقیدہ ہے اور اس کے پیچھے قرآن اور حدیث متواتر بھی ہے۔ آپ اس عقیدہ کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟؟؟ باقی نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترہ تو بندہ کی کتاب ’’قبر کی زندگی‘‘ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال (117): آپ نے لکھا:

’’جب مولانا تونسوی جیسے لوگ اپنی تائید میں اس مسئلے میں کبھی اکابرین علمائے دیوبند میں سے کسی کا حوالہ یا رائے پیش کرتے ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ آیا یہ رائے اور عقیدہ تمام علمائے دیوبند کی متفقہ رائے ہے یا محض تفرد؟ اگر کسی اکابر کا تفرد ہی ان کے ہاں دیوبندیت کے لیے معیار ہے......الی آخرہ۔‘‘

(ایضاً ص 23)

الحمدللہ! مولانا ایاز صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ تونسوی جیسے لوگ جن بعض اکابر سے اپنے عقیدہ کی تائید میں عبارتیں پیش کرتے ہیں وہ جملہ اکابرین کی رائے نہیں۔ بہر حال! یہ تو تسلیم کر لیا کہ تونسوی جیسوں کا عقیدہ بعض اکابر کی عبارت سے ثابت ہے اگر آگے انہوں نے اس عقیدہ کی حقیقت کو کم کرنے کے لیے غلط بیانی سے کام لیا کہ یہ جملہ اکابر کی رائے نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعادۂ روح فی القبر اور قبر کی جزا و سزا بتعلق روح جملہ اکابر رحمہم اللہ علمائے دیوبند کی رائے ہے۔ کوئی دیوبندی عالم اس عقیدے کا منکر نہیں، ہم مولانا محمد ایاز صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ علمائے دیوبند میں سے کس نے

اعادۂ روح کا انکار کیا؟ برائے مہربانی دیانت داری کے ساتھ اکابر رحمہم اللہ کی ایسی عبارات پیش فرمائیں جس میں آپ کے دعوے کی تصدیق ہو جائے۔

سوال (118): مولانا ایاز صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ جو علمائے دیوبند عقیدہ حیات قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی صحیح صورت کو تسلیم کرتے ہیں یہ اُن کا تفرد ہے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ مولانا ایاز صاحب بتائیں کس دیوبندی عالم نے ان عقائد کو بعض علماء کا تفرد قرار دیا ہے؟

سوال (119): مولانا ایاز صاحب نے یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ اصاغر دیوبند کا عقیدہ اکابر علمائے دیوبند کی عبارات سے ثابت ہے لیکن بندہ عاجز مولانا سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا مخصوص عقیدہ کسی ایک دیوبندی عالم سے ثابت کر دیں چاہے وہ اس کا تفرد ہی کیوں نہ ہو!!!

سوال (120): مولانا ایاز اور اس کی جماعت اشاعت التوحید والسنۃ اصاغر دیوبند کے عقیدہ پر شدید جارجیت کرتی ہیں حتی کہ شرک و بدعت کے فتوے بھی صادر کرتی ہے اور ادھر مولانا ایاز صاحب تسلیم کر چکے ہیں اکابر علمائے دیوبند کی عبارات ایسی بھی ہیں جن سے اصاغر کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اب جو یہ حضرات اصاغر کے عقیدہ پر چڑھائی کرتے ہیں یہ چڑھائی اور فتویٰ بازی اُن اکابر پر بھی تو ہوگی جو اِن اصاغر کے ہم عقیدہ گزرے ہیں! سوال یہ ہے کہ مولانا ایاز کی جماعت اُن اکابر کو اپنے فتووں سے کیسے بچائے گئی؟

سوال (121): آپ نے لکھا:

"مولوی موصوف چونکہ عالم دین ہیں اور انہوں نے کتابوں میں پڑھ رکھا ہوگا کہ متبع سنت بزرگوں کی خلاف قرآنی عبارتوں کی ایسی تاویل کی جاتی ہے جس سے وہ عبارات قرآن کے تابع ہو جائیں۔"

(ایضاً ص 23)

کیا متبع سنت بزرگ بھی قرآن کے خلاف باتیں کہتے یا لکھتے ہیں چند ایک

مثالیں ایسی پیش فرمائیں کہ کوئی متبع سنت بزرگ ہو اور باتیں قرآن کے خلاف کرتا ہو۔ ہاں! ایک بزرگ جو عالم دنیا سے منتقل ہو کر عالم قبر و برزخ میں جا پہنچا اور پیچھے ان کی کتابوں میں کوئی ایسی عبارات موجود ہے جس کے کئی احتمال ہو سکتے ہیں تو ہم ان کی عبارات کا وہی مطلب مراد لیں گے جو عقائد اہل السنّت کے موافق ہوگا۔ نہ کہ وہ مطلب جو اہل السنّت کے مخالف؟

سوال (122): آپ نے لکھا:

> ''مؤلف 104 سوالات نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے شیخ التفسیر والحدیث علامہ مفتی محمد حسین شاہ نیلوی پر چند سوالات و اعتراضات کئے جن کے اُنہوں نے جوابات نہیں دیے اور خاموش ہو رہے اس بارے میں تو عرض یہ ہے کہ اہل علم کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ اس قسم کی اشتہاری کوششوں کا جواب نہیں دیا کرتے جیسا کہ علامہ نیلوی نے کیا۔''

(ایضاً ص 24)

گزارش ہے کہ بندہ عاجز نے نیلوی صاحب سے 10 سوالات کئے تھے جن کا جواب پوری زندگی نیلوی صاحب نہ دے سکے نہ ہی ان کا کوئی شاگرد اُن 10 سوالات کا جواب دے سکا۔ میرے وہ سوالات ''قبر کی زندگی'' میں چھپ چکے ہیں۔ لیکن تا دم تحریر جواب کہیں سے نہیں آیا۔ اب یہاں ایاز صاحب؛ نیلوی صاحب کی طرف سے عذر پیش کر رہے ہیں کہ سوالات ہی ایسے تھے جن کے جوابات نہیں دیے گئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''اہل علم کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ اس قسم کی اشتہاری کوششوں کا جواب نہیں دیا کرتے۔''

بندہ عاجز عرض گزار ہے کہ ہمیں بتایا جائے کس اہل علم کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ باطل سے ڈر کر خاموش ہو گئے ہوں حالانکہ اکابر کی تاریخ بتاتی ہے کہ اُنہوں نے ہر باطل کا جرأت اور

شجاعت سے مقابلہ کیا ہے جب تک اُنہوں نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا پیچھا نہیں چھوڑا اُنہوں نے سوالات بھی کیئے جوابات بھی دیے جوابات کے جوابات بھی دیے۔

الغرض! باطل کی شکست فاش تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن افسوس کہ جناب ایاز صاحب نے اپنے نیلوی صاحب سے لاجواب ہونے کی خفت کو مٹانے میں اہل علم پر بہتان باندھ لیا کیا اپنے مسلک کے علماء کی صفائی میں اتنا غلو کرنا ہے کہ اہل علم پر بہتان کھڑا کیا جائے؟

سوال (123): آپ نے لکھا:

''اس مرتبہ ان کے شاگرد مولانا عبدالقدوس صاحب جو کہ اس وقت محض طالب علم تھے نے تونسوی صاحب کے دس سوالات کے جواب لکھے جو خود تونسوی صاحب؛ قبر کی زندگی نامی اپنی کتاب کے صفحہ 555 میں شائع کر چکے ہیں۔''

استغفر الله لاحول ولا قوة الا بالله سبحانک هذا بهتان عظیم . لعنة الله علی الکاذبین قارئین کرام! بندہ عاجز کی نیلوی صاحب سے سوال وجواب کی شکل میں خط وکتابت رہی چنانچہ نیلوی شاہ صاحب تو لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے تو میرے پاس ایک خط آیا، لکھنے والے نے اپنے آپ کو نیلوی صاحب کا شاگرد بتایا اور عبدالقدوس نام ظاہر کیا واللہ اعلم یہ حقیقت تھی یا بناوٹ؟

بہرحال! بندہ عاجز کی اس صاحب کے ساتھ بھی طویل گفتگو رہی سوالات وجوابات چلتے رہے اور یہ ساری خط وکتابت بندہ عاجز نے اپنی کتاب ''قبر کی زندگی'' کے آخر من وعن شائع کردی ہے، اس میں اپنی طرف سے ترمیم کی ہے نہ اضافہ۔ بندہ عاجز اپنے تقریباً ہر خط میں عبدالقدوس نامی شخص سے یہ مطالبہ کرتا رہا کہ نیلوی صاحب میرے سوالوں کا جواب دیں!!! عبدالقدوس صاحب اپنے خطوط میں یہی جواب دیتے رہے کہ

میرے شیخ حضرت نیلوی صاحب آپ کے سوالوں کا ضرور جواب دیں گے۔ بالآخر یہ سلسلہ گفتگو عبدالقدوس کے کہنے پر ختم ہو گیا لیکن میرے سوالات کے جوابات نہ تو نیلوی نے دیے اور نہ ہی ان کے شاگرد عبدالقدوس نے دیے جبکہ بندہ عاجز نے نیلوی صاحب کے شاگردوں کو غیرت بھی دلائی لیکن کہیں سے جواب نہیں آیا۔

جب بندہ عاجز نے مولانا محمد ایاز صاحب کا یہ رسالہ پڑھا تو دنگ رہ گیا اور حیرت میں محو ہو گیا کہ جناب ایاز صاحب نے اتنا بڑا جھوٹ کیسے بول دیا کہ عبدالقدوس نے میرے سوالوں کا جواب دے دیا اب سوال یہ ہے کہ بندہ عاجز کی کتاب ''قبر کی زندگی'' کئی دفعہ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے اور اس میں یہ ساری گفتگو شائع ہو چکی ہے۔ مجھے دکھائیں ''قبر کی زندگی'' میں میرے سوالوں کے جواب کہاں لکھے ہیں؟

سوال (124): آپ نے لکھا:

> ''رہا ان کے لایعنی تکرار کے سوالات کے ٹھوس جوابات کے بعد پھر بچگانہ بحث پر مبنی سوالات بلکہ منفی ذہنیت کے عکاسی ......اعتراضات وارد کر دینا تو شیخ نیلوی کے سامنے حقیقتاً ایسی ہی بات تھی جیسے کسی P.H.D کو کوئی پرائمری پاس لڑکا ٹوک دے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں سو جس طرح لااُبالی بچے کی بچگانہ بات پر بڑے ہنس کر خاموش ہو جاتے ہیں بعینہ علامہ نیلوی نے کیا۔''

(ایضاً ص 24)

محترم مولانا ایاز صاحب! آپ نے بندہ عاجز کے نیلوی صاحب پر وارد ہونے والے 10 سوالات کو لایعنی تکرار اور بچگانہ قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ بیک وقت مدعی بھی، جج بھی، صفائی کے وکیل بھی ہیں اور فیصلہ سنانے والے بھی؟؟؟

مولانا صاحب ! یہ سارے حقوق آپ کو کس نے دیے آپ تو صرف مدعی ہیں فیصلہ تو علمائے دین نے کرنا ہے جن کے سامنے یہ تحریری مناظرہ رکھا گیا ہے حالانکہ یہ تحریری مناظرہ جو نیلوی اور اس کے شاگرد کے ساتھ ہوا تھا 1997ء میں ہوا تھا اتنی طویل مدت بیت گئی ہے لیکن آج تک مجھے کسی عالم دین نے نہیں کہا کہ آپ کے سوالات لایعنی تکرار اور بچگانہ ہیں آپ پہلے شخص ہیں جو یہ بے بنیاد دعویٰ کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ میرے سوالات معقول اور اتنے وزنی ہیں جن کا جواب دینا تمہارے بس کا روگ نہیں اس لئے فضول بہانے تلاش کر رہے ہو؟

سوال (125): آپ نے لکھا:

''شاید انہیں علامہ نیلوی اور ان کے شاگرد عبدالقدوس کے جوابات کی صورت میں اصل گھی ہضم نہیں ہو رہا۔''

(ایضاً ص 25)

محترم مولانا صاحب! غلط بیانی نہ کیجیے توحید وسنت والوں کو جھوٹ بولنا زیب نہیں دیتا بشرطیکہ توحید وسنت کا سچا مدعی ہو۔ نیلوی صاحب اور اُن کے شاگرد عبدالقدوس کے جوابات کا اگر اصل گھی مجھے مل جاتا تو میں ضرور ہضم کر لیتا اصل گھی تو بڑی بات ہے ان لوگوں نے تو مجھے بناسپتی گھی سے بھی محروم رکھا۔ آپ بندہ عاجز کی کتاب ''قبر کی زندگی'' بار بار دیکھیں وہاں میرے سوالات تو لکھے ہوئے ہیں لیکن جوابات کا نام ونشان بھی نہیں ہے نہ اُنہوں نے جوابات ......جن کو جوابات کہا جا سکے......دیے ہیں نہ میں درج کیے ہیں اب نیلوی صاحب تو قبر و برزخ میں پہنچ چکے ہیں اور اہل قبور کے ساتھ آپ کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔

کاش !! مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ ہوتے تو وہ قبر کے پاس بیٹھ کر صاحبِ قبر سے باتیں کر کے حالات معلوم کر لیتے۔ اس لئے اب نیلوی تک آپ کی رسائی ہو نہیں

سکتی لہٰذا اب ایک ہی راستہ ہے کہ عبدالقدوس سے رابطہ رکھیے اور اُن سے پوچھیے کہ تمہارے شیخ پر مولوی تونسوی نے جو سوالات عائد کیے تھے کیا تونے اُن کے جوابات دیے تھے یا نہیں؟ بہرحال! یہ ایک حقیقت ہے اگر تم لوگ توحید وسنت کے سچے مدعی ہوتے تو کم ازکم اتنی خلاف واقعہ بات نہ کرتے؟

سوال(126): آپ نے لکھا:

’’تونسوی صاحب اپنی اور علامہ نیلوی کی علمی حیثیت کو ذہن میں رکھتے اور اپنے سوالات کے جوابات پانے کے بعد پھر بے بنیاد اور لایعنی سوالات کا فضول سلسلہ جاری نہ رکھتے تو کم ازکم شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد حسین نیلوی صاحب کو اپنے مقابل لاجواب ہونے کا دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔‘‘

(ایضاً ص25)

مولانا محمد ایاز صاحب! آپ سوءِ فہم کا شکار کیوں ہیں؟ بدگمانی چھوڑ دیں! بندہ عاجز آپ کے نیلوی کو شیخ الحدیث التفسیر اور مفتی اور محقق العصر سمجھتا ہے اور بندہ عاجز ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا میں تو ایک طالب علم ہو بلکہ طالب علموں کا بھی خادم ہوں ہیچمدان اور لاعلم ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ نیلوی صاحب ان سب عہدوں کے باوجود لوگوں کو سلف بیزاری کا درس دیتے رہے اور غیر مقلدین کے لیے لامذہبیت کی راہ ہموار کرتے رہے اکابر اور اصاغر دیوبند پر کیچڑ اُچھالی کرتے رہے اور اسی روش پر ان کا خاتمہ ہوا

جبکہ بندہ عاجز اپنی تمام خامیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اکابر علمائے دیوبند کے مسلک کی صحیح صحیح ترجمانی کا فریضہ ادا کر رہا ہے اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہے کہ اسی پر خاتمہ بالخیر ہو جائے، قیامت کے دن اکابر علمائے اہل السنّت والجماعت دیوبند کے خدام کے ساتھ حشر ہو۔ آمین ثم آمین

ایاز صاحب! میں آپ کے شیخ نیلوی کی کسی وصف کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت ہے لیکن آپ خواہ مخواہ مجھ پر ناراض ہیں؟ **للعاقل تکفی الاشارۃ**

سوال (127): آپ نے لکھا:

''میں علمائے اشاعت کی جانب سے تونسوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو چیلنج کرتا ہوں کہ چاہیں تو تحریر کے میدان میں یا چاہیں تو ایک بار براہِ راست مناظرے کے میدان میں آجائیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے تاکہ علمائے اشاعت کے لاجواب کرنے کے دعویٰ کی صورت میں ''چھوٹا منہ بڑی بات'' والی صورت حال سے بچ سکیں۔''

(ایضاً ص 15)

اس عبارت میں آپ نے اشاعت کی طرف سے مناظرے کا چیلنج دیا ہے۔ جی بسم اللہ!!! جس میدان میں چاہیں تشریف لائیں مگر پہلے میرے سوالات کا جواب تو دیجیے شیخ نیلوی اور اس کے تمام شاگرد میرے 10 سوالات کا جواب نہیں دے سکے آپ کے امیر اور تمام مامور میرے 104 سوالات کا جواب نہیں دے سکے اور میری کتاب ''الحیات بعد الممات یعنی قبر کی زندگی'' کا جواب اب تک کسی نے نہیں لکھا۔ میری کتب: منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں، عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث، اسلام کے نام پر ہویٰ پرستی وغیرہ کا جواب ابھی تک کسی طرف سے نہیں آیا۔ لہٰذا مجھے اپنے ان سب سوالات اور کتابوں کا جواب درکار ہے مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں!!!

محترم مولوی صاحب! عرصہ دراز سے بندہ عاجز کی آپ کی جماعت کے علماء سے جو تحریری گفتگو ہو رہی ہے کیا وہ مناظرہ نہیں ہے؟ آپ مناظرہ کسے کہتے ہیں؟ اب

بتائیں کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق کون ہے؟

سوال (128): آپ نے لکھا:

''سومولف ۱۰۴ سوالات کے علامہ نیلوی کو لکھے گئے اکثر بیشتر سوالات چونکہ دوسرے ان نام نہاد دیوبندیوں کی مانند عموماً سطحی اور تکرار پر مبنی تھے اس لیے علامہ نیلوی نے اسی لا یعنی بحث کو وقت کا ضیاع سمجھا اور خاموش ہو رہے الگ بات ہے کہ مولف نے اس خاموشی کو لاجوابی سمجھ لیا۔''

(ایضاً ص 25)

محترم مولانا صاحب! آپ یہ بات بار بار کیوں دھراتے ہیں کہ نیلوی صاحب نے 10 سوالات کا جواب نہیں دیا اور لاجواب ہو گیا حضرات امیر صاحب سمیت پوری اشاعت نے 104 سوالات کا جواب نہیں دیا اور خاموش ہو گئے کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ آپ اقبال جرم کی بجائے چپ رہتے تو آپ کا بھرم رہتا۔

سوال (129): آپ نے لکھا:

''پہلے ہمارے علمائے اشاعت کی لکھی گئیں اس موضوع پر علمی کتب مثلاً شیخ الحدیث قاضی شمس الدین کی ''**مسالک العلماء**'' اور ''**القول الجلی**'' شیخ القرآن مولانا محمد طاہر کی ''**البصائر**'' علامہ نیلوی کی ''ندائے حق'' اور مولانا شیر محمد جھنگوی کی ''آئینہ تسکین الصدور'' کا جواب دینا چاہیے۔''

(ایضاً ص 26)

مولانا صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ بتائیں کہ آپ کی جماعت کی کس کتاب کا بلکہ کس کتاب کی کس دلیل کا جواب نہیں دیا گیا پہلے تو ہمارے علماء نے آپ کی

کوئی کسر اب بھی باقی ہے تو آپ وہ دلیل پیش فرمائیں ان شاء اللہ بندہ وہ رہی سہی کسر نکال دے گا اور جن کتابوں اور دلیلوں کے جوابات ہمارے اکابر دے چکے ہیں اگر تمہارے نزدیک ان میں کوئی سقم باقی ہے تو پیش فرمائیں ان شاء اللہ تسلی بخش جواب دیا جائے گا۔

سوال (130): آپ نے لکھا:

''اگر ان نام نہاد دیو بندیوں کے ہاں یہ مسئلہ عقائد میں سے ہے تو پھر انہیں اپنا مسلک قرآنی نصوص اور احادیث متواترہ سے ثابت کرنا ہوگا کیونکہ عقائد کا مسئلہ اسلام اور شریعت کے انہی دو بنیادی اصولوں سے ثابت ہوتا ہے۔''

(ایضاً ص 36)

حضرت مولانا صاحب! عقیدہ عذاب قبر یعنی حیات قبر اور اُس کی مخصوص شاخ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام الحمد للہ قرآن مجید کی پچاس (50) سے زائد آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے، حیات الانبیاء علیہم السلام پر دلالت کرنے والی حدیثوں کو محدثین نے متواتر کہا ہے۔ الحمد للہ! ہمارا عقیدہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے دلائل کے لیے بندہ کی کتاب ''قبر کی زندگی'' کا مطالعہ کیجیے!!

سوال (131): مولانا صاحب! بتائیں قرآن مجید کی کس نص قطعی میں لکھا ہوا ہے کہ عقیدہ کی بنیاد صرف یہ دو چیزیں ہیں اگر آپ کے پاس نص قطعی ہو تو پیش فرمائیں؟

سوال (132): اگر آپ کے پاس نص قطعی نہیں ہے تو کیا آپ نے اپنے اس عقیدہ کی بنیاد اقوال علماء پر رکھی۔ سوال یہ ہے کہ اقوال علماء کسی عقیدہ کے بنیاد بن سکتے ہیں اگر نہیں بن سکتے تو آپ نے کیسے ان کو بنیاد بنا لیا؟

سوال (133): آپ نے اس سلسلہ میں امام اہل السنّت شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کا ’’راہ ہدایت‘‘ سے ایک حوالہ پیش فرمایا لیکن خیانت کا ارتکاب کیا اور حضرت کی ایک عبارت جس میں انہوں نے تواتر کو عام کیا ہے دیکھیے حضرت شیخ الحدیث خبر متواتر کے آگے لکھتے ہیں:

’’عام اس سے کہ تواتر لفظی ہو یا تواتر طبقہ، تواتر قدر مشترک ہو یا تواتر توارث۔ ان میں ہر ایک کا انکار ہمارے اکابر کے نزدیک کفر ہے۔‘‘

(البیان الازھر ص 103 مولانا انور شاہ کشمیری راہ ہدایت ص 202)

مولانا! کیوں؟ آپ نے یہ عبارت کیوں ہضم کر لی؟ اس عبارت سے آپ کو کون سا خطرہ لاحق تھا یہی نہ کہ خبر واحد کو جب تواتر معنوی حاصل ہو جائے یا توارث حاصل ہو جائے یا تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہو جائے وغیر وغیر تو وہ متواتر کے درجہ میں داخل ہو کر عقیدہ میں بنیاد بن جاتی ہے۔

سوال (134): آپ نے لکھا:

’’ہم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ امام اہل السنّت اور ان کے متبعین اپنی ہی باتوں میں تضاد بیانی اور دوغلے پن کے شکار کیوں ہیں؟ بریلویوں کے رد میں لکھنے کی جتنی بھی توفیق انہیں دی گئی وہاں تو تحریر کرتے وقت ان کے ہاں جدا اُصول ہوں اور علمائے اشاعت کے قرآنی مسلک کے مقابلے میں ان کے اس من پسند مسئلہ میں اپنے لئے جدا اصول کارفرما رکھنے کی روش رکھی جائے کہ جس میں موضوع اور ضعیف روایات اور یا صرف غیر معصوم اکابر کی تفردات سے ہی اپنا کام چلا لیتے ہیں۔‘‘

(ایضاً ص 27)

محترم مولانا صاحب ہمارے اکابر کی کتابوں کو سمجھنے میں واقعی آپ قاصر ہیں اور اسی قصور کا نتیجہ ہے کہ آپ کو ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں تضاد اور دوغلا پن نظر آتا ہے

دانا لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیشہ سامنے رکھا جائے تو اپنی شکل نظر آتی محترم مولانا صاحب! یہ تمہارے اپنے تضاد اور اپنی دوغلہ پالیساں ہیں جو آپ کو نظر آرہی ہیں، الحمدللہ! ہمارے اکابر تضاد اور دورنگی چال سے دور ونفور ہیں۔ باقی رہا! عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق آپ کا یہ سمجھنا کہ امام اہل السنّت اخبار آحاد سے استدلال کرتے ہیں دراصل تمہاری سمجھ کا قصور ہے کیونکہ محدثین فیصلہ فرما چکے ہیں کہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے تواتر میں تعمیم کی ہے۔حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔

یعنی اگر خبر واحد کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہو جائے یا اس کو اجماعِ امت کی تائید حاصل ہو جائے یا قدر مشترک کے طور پر بہت سی حدیثوں میں ایک ہی بات پائی جائی وغیرہ وغیرہ، تو وہ خبر واحد درجہ تواتر حاصل کر لیتی ہے۔لہٰذا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تحریروں میں کوئی تضاد اور دوغلا پن نہیں ہے لیکن تمہارے اذہان ان حقائق کو معلوم کرنے سے قاصر ہیں؟

سوال (135): آپ نے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی حدیثوں کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ عقیدہ حیات الانبیاء کی حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل اشاعت بھی حیات الانبیاء علیہم السلام کے عقیدے کو تسلیم کر چکے ہیں اگر چہ ایک غلط صورت کے ساتھ ہی سہی۔ بہرحال! مانتے تو ہیں اب بتائیں کہ جب حدیثیں درجہ تواتر کو پہنچ جائیں تو کیا فرداً فرداً ان کے رواۃ پر بحث کر کے اُن کو ضعیف اور موضوع بنانا اُصول حدیث کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

سوال (136): مولانا صاحب! آپ نے ہمارے امام اہل السنّت کو یہ طعنہ بھی دیا ہے کہ وہ غیر معصوم اکابر کے تفردات سے ہی اپنا کام چلا لیتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ وہ کون سے غیر معصوم اکابر ہیں جن کے تفردات سے کام چلایا گیا کم از کم 3 بزگوں کے نام پیش کریں؟

سوال(137): عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی صحیح صورت کو کسی نے تفرد قرار دیا ہے؟

سوال(138): آپ نے لکھا

”پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اپنا مسلک ثابت کرنا چاہیے حقیقت تو یہ ہے اگر کسی نام نہاد دیوبندی نے مسلکی غیرت میں آ کر ہمارے دلائل کے جواب میں کچھ لکھنے کی کوئی ناکام کوشش کی بھی ہے تو ان دو بنیادی طریقہ اثبات سے ہٹ کر اور صرف قال فلان اور ھذارائی فلان کہہ کر محض صفحات کالے کرنے کے سوا ان سے کچھ نہیں بن پڑا۔“

(ایضاً ص 27)

محترم مولوی صاحب! عقیدہ عذاب قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء فروعی مسائل نہیں ہیں بلکہ اصولی باتیں ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی ان کے قائل ہیں۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

”واعادة الروح الی العبد فی قبره حق .“

(شرح فقہ اکبر ص 119)

دیکھ لیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اعادۂ روح کو صاف لفظوں میں تسلیم فرما رہے ہیں۔ کیا آپ کو امام صاحب کی بات پر اعتماد ہے یا نہیں؟

سوال(139): مولانا صاحب! غلط بیانی سے پرہیز کریں ہمارے اکابر رحمہم اللہ ہر عقیدہ ادلۂ اربعہ سے ثابت فرماتے ہیں۔ الحمد للہ! ہم نے کبھی اُصولوں کو نہیں چھوڑا ہمارے اکابر کا مزاج ہے کہ وہ کتاب وسنت کو سلف صالحین کی بیان کردہ تشریحات وتعبیرات کے مطابق سمجھتے ہیں اور یہی مطلب ہے قال فلان ،ھذارائی فلان کا۔

آپ نے ہمیں تو اس بات طعنہ دیا ہے کہ تم فلاں کی بات کرتے ہو فلاں کی بات کرتے ہو لیکن سوال یہ ہے کہ تم دعویٰ کیوں کرتے ہو کہ ہم فکر دیوبند کے امین ہیں ہم اکابر

کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں اگر اکابر کی بات تمہارے ہاں صحیح نہیں ہے تو اکابر کی پیروی کا دعویٰ کیوں کرتے ہو؟

سوال (140): آپ نے لکھا:

''لہٰذا ان حضرات کو پہلے ہمارے علمائے اشاعت کا قرض جو ان پر مختلف محقق کتب کی صورت میں ہے، پورا کرنا چاہیے تھا۔ پھر کہیں جا کر ہم سے جوابات کا مطالبہ کرتے۔''

(ایضاً ص 27)

محترم مولانا صاحب! غلط بیانی نہ کیجیے! علمائے دیوبند نے آپ کی تمام کتابوں اور دلیلوں کا جواب دے دیا ہے آپ کا کوئی قرضہ ہمارے اکابر اصاغر پر باقی نہیں ہے۔ لہٰذا ڈبل قرضہ وصول کرنا؛ ناانصافی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ 104 سوالات کا قرضہ کیوں ادا نہیں کرتے جبکہ آپ اقرار جرم بھی کر چکے ہیں اور عدم ادائیگی کا اعتراف بھی، چنانچہ یہ الفاظ آپ کے رسالہ میں موجود ہیں:

''ہمیں مولف 104 سوالات کے جوابات دینا گوارا نہ تھا۔''

(ایضاً ص 27)

کیوں مولانا! اگر قرضہ دینے کو دل گوارا نہ کرے تو قرضے کو ہضم کرنا جائز ہے؟؟

سوال (141): آپ نے لکھا:

''ایک تو یہ کہ مولوی احمد رضا بریلوی کے فتنہ تکفیر اور مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحث اور تکرار کی مماثلت پر غور کریں کہ یہ دونوں چیزیں توحید وسنت کے راستے میں رکاوٹیں ثابت ہوئی ہیں۔''

(ایضاً ص 25)

جناب مولانا محمد ایاز کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ نے اپنی اس عبارت میں

بریلویوں کے امام احمد رضا خان بریلوی کے فتنہ تکفیر کو اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحث وتکرار کو ملا کر توحید وسنت کے راستے میں رکاوٹیں قرار دیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ اپنے اسی رسالہ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ کو تسلیم کر چکے ہیں۔ آپ نے لکھا:

''ادھر اشاعت التوحید والسنۃ کے علماء کا یہ حال ہے کہ وہ حیات برزخیہ کے کیفیت کے مسئلہ کو عقائد ضروریہ میں سے ہی نہیں سمجھے تھے ان کے نزدیک حیات جو دلالۃ النص سے ثابت ہے اس کا عقیدہ رکھنا ہی کافی تھا۔''

(ایضاً ص12)

آپ مزید لکھتے ہیں:

اشاعت التوحید والسنۃ سے وابستہ علماء کے بارے میں سبھی دوسرے علماء جانتے تھے کہ یہ حضرات برزخی حیات کے قائل ہیں۔''

(ایضاً ص15)

نیز آپ قبر کی حیات اور ادراک بھی تسلیم کر چکے ہیں دیکھئے سوال 71،58،60

جب بقول شما عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم توحید وسنت میں رکاوٹ ہے تو آپ نے اس حیات کو کیوں تسلیم کر لیا؟

سوال (142): اگر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم توحید وسنت کی راہ میں رکاوٹ ہے تو حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے تاریخ ساز فیصلہ پر آپ کی جماعت کے بڑوں نے دستخط کیوں کیے تھے۔

سوال (143): پھر آپ کی جماعت کی مجلس شوریٰ نے اس فیصلے کی توثیق کیوں کی؟ اور اس پر پابندی کرنے کا فیصلہ کیوں کیا؟

سوال (144): اگر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ توحید وسنت میں

رکاوٹ تھا تو آپ کی جماعت کے بڑے عالم سجاد بخاری ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' میں لوگوں کو یہ خوشخبری کیوں سنائی کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چار سالہ نزاع ختم ہو گیا؟

سوال (145): بتائیں! اگر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ توحید وسنت میں رکاوٹ ہے یا حیات قبر و برزخ دونوں رکاوٹ ہیں؟

سوال (146): جو لوگ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدہ رکھ کر توحید وسنت میں رکاوٹ بنے ہیں اُن کا شرعی حکم بتائیں؟

سوال (147): آپ نے لکھا:

> ''جن بزرگوں نے آج کل مولوی نور محمد قادری تونسوی کو کندھوں پر چڑھا رکھا ہے وہ یہ ضرور سوچ لیں کہ کل کو کہیں یہ صاحب بھی سعید احمد قادری نہ ثابت ہوں جنہوں نے بریلوی مذہب کے بعد دیوبندی مذہب لکھ ڈالی تھی وہ بھی ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان کے آس پاس کے ہی تھے۔''

(ایضاً ص 28)

محترم مولانا صاحب! جھوٹ بولنے کی عادت بد کیوں ترک نہیں فرماتے؟ کیا توحید وسنت آپ کو یہی سبق پڑھاتی ہے؟ کیا آپ کے تمام جھوٹ؛ توحید وسنت کے پردہ میں چھپ جائیں گے اشاعت التوحید والسنۃ کی بجائے آپ نے اشاعت الکذب والفتنہ کا کاروبار کیوں شروع کر رکھا ہے۔ یقین جانیے سعید احمد قادری نامی شخص نہ تو ترنڈہ محمد پناہ کا باشندہ ہے نہ ہی اس کے گردونواح کے رہنے والا اور نہ ہی ضلع رحیم یار خان سے اس کا تعلق ہے۔ نا معلوم کہاں کا رہنے والا ہے خواہ مخواہ آپ نے بندہ عاجز کی کڑی اس کے ساتھ ملا کر غلط بیانی کیوں کی؟ **لعنة الله على الكاذبين** کے علاوہ آپ کو کوئی تمغہ بھی ملے گا یا نہیں؟

سوال (147): آپ نے لکھا:

> ''کیا ترنڈہ محمد پناہ اور اس کے ارد گرد کے تمام مواضعات و یہات

کے تمام مرد وزن کے عقائد واعمال کی درستگی ہوگئی ہے اور وہاں شرک
و بدعت کا نام ونشان باقی نہیں رہا اور ان دیار کے تمام لوگ قرآن
پاک کے مطلوب مسلمان بن چکے ہیں جو آپ کو برزخ میں حیات
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ونوعیت کی تحقیق کی ضرورت پیش آ
گئی؟ خود آپ سے عالم برزخ اور روز محشر شاید سماع موتی اور حیات
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کے بارے میں تو سوال نہ ہوگا۔''

(ایضاً ص29)

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ قرآن مجید کی نص قطعی یا حدیث متواتر سے یہ ثابت ہو کہ اولاً تمام عقائد اور تمام اعمال کو درست کرو پھر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنا؟

سوال (149): علمائے اسلام کی کیا ذمہ داری ہے عقائد اور اعمال کی تبلیغ یا لوگوں کو منوانا؟

سوال (150): الحمدللہ! بندہ عاجز نے دین کی جو باتیں اپنے بزرگوں سے پڑھی اور سنی ہیں ان سب کی تبلیغ ترنڈہ محمد پناہ اور اس کے گرد ونواح میں ہو رہی ہے آپ بتائیں کہ دین اسلام کی کتنی باتوں کی آپ نے تبلیغ کی ہے اور کتنی باتیں ہیں جو اب تک لوگوں کو نہیں بتائیں؟

سوال (151): مولوی ایاز صاحب کو غلط بیانی کی جولت پڑی ہوئی ہے اس عادت بد کا اُن سے چھوٹ جانا بہت مشکل ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ''جبال گردد جبلت نہ گردد'' مولوی صاحب کو یہ غلط فہمی ہے کہ بندہ عاجز اور اس کی جماعت عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ونوعیت ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے یہ سراسر غلط ہے اور حقائق کو چھپانے کی ناپاک کوشش ہے جبکہ بندہ عاجز کے پوری جماعت کی محنت اس بات پر ہو رہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برزخ یعنی قبر شریف میں بتعلق روح بجسد عنصری حیات

حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زائرین کا سلام سنتے ہیں۔ باقی رہی تعلق کی کیفیت اور نوعیت! تو وہ اللہ ہی جانتے ہیں۔ آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیاوالا جسد بتعلق روح حیات برزخی میں شامل ہے جبکہ اشاعتی لوگ اس حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ اب بتایئے ہم نفس تعلق کو ثابت کرنے والے ہیں یا تعلق کی نوعیت و کیفیت کو؟ سچی بات بتائیں غلط بیانی سے پرہیز کریں!!!

سوال(152): آپ نے لکھا:

> ”مگر یہ سوال لازماً ہوگا کہ تم وہ شخص تھے جسے اللہ نے اپنے دین کے علم سے نوازا اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لیے مقرر کیا تم نے اپنے علاقہ میں شرک و بدعت کی بیخ کنی کے لیےاور خدا فراموش لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے اور لانے کے لیے کیا کیا؟“

(ایضاً ص29)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک عقیدہ اور ہر ایک عمل کے بارے میں سوال ہوگا ارشاد ربانی ہے:”**فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ**“اب سوال یہ ہے کہ آپ کی مانیں یا قرآن کریم کی؟

سوال(153): اگر کوئی مرزائی کہے کہ قیامت کے دن ختم نبوت کے بارے میں سوال نہیں ہوگا! اگر کوئی رافضی کہے کہ قیامت کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق سوال نہیں ہوگا! اگر کوئی مسعودی کہے کہ قیامت کے دن حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال نہیں ہوگا! اگر کوئی پرویزی کہے کہ قیامت کے دن حدیث کے بارے میں سوال نہیں ہوگا! اگر کوئی بریلوی کہے کہ قیامت کے دن نور و بشر کے بارے میں سوال نہیں ہوگا! تو آپ بتائیں ان کو کیا جواب دیں گے؟

سوال (154): آپ ہمیں ان عقائداوراعمال کی فہرست بنا کر دیں جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا اوراسی طرح ان عقائداوراعمال کی بھی فہرست بنادیں جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہیں ہوگا؟

سوال (147): آپ نے رسالے کے آخر میں لکھا:

''باقی مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سماع موتیٰ کے تناظر میں اہل بدعت اور 104 سوالات کی تردید میں ایک تفصیلی کتاب ان شاءاللہ بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے۔''

مولانا صاحب! آپ اس موضوع پر ضرور کتاب لکھیں ہمیں انتظار رہی گی لیکن جس طرح اپنے رسالے میں جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیا وہاں یہ کام نہ کرنا کیونکہ بندہ عاجز کو یہ خطرہ بھی ہے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں کہیں آپ کا دعویٰ ڈھول کا پول ثابت نہ ہو۔

نوٹ: یہاں تک وہ سوالات مذکور ہیں جو مولوی ایاز کے رسالے پر وارد ہوتے ہیں اب چند مزید سوالات جو مولوی ایاز اوراُن کے ہم خیال لوگوں کے مذہب پر وارد ہوتے ہیں۔

سوال (156): آپ نے بندہ عاجز کو اہل بدعت کہا سوال یہ ہے کہ آپ کو ہمارے عقیدہ اور عمل میں کون سی بدعت نظر آئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

سوال (157): اگر آپ نے ہمیں عقیدہ حیات البنی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے فیصلہ کی وجہ سے ''اہل بدعت'' کہا ہے تو اس فیصلہ کو اشاعت التوحید والسنۃ نے بھی تسلیم کیا ہے۔کیا وہ بھی اہل بدعت ہیں؟؟؟

سوال (158): کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اشاعت التوحید کے کون کون سے بزرگ تادم زیست اس فیصلے پر قائم رہے اور کون کون منحرف ہوئے؟ سب کے نام بتائیں!!!

سوال (159): اگر آپ نے ہمیں اعادۂ روح اور تعلق روح کی وجہ سے اہل بدعت کہا

ہے تو ان امور کو امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں اپنی کتاب ''تحریراتِ حدیث'' میں ثابت فرما چکے ہیں۔ کیا وہ بھی اہل بدعت تھے؟؟؟

سوال (160): اگر آپ نے استشفاع کی وجہ سے اہل بدعت کہا ہے تو اس کو حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ ''تحریراتِ حدیث'' میں؛ حضرت بلال رضی اللہ بن حارث مزنی کی حدیث سے ثابت کر چکے ہیں۔ تو کیا ان کو بھی ''اہل بدعت'' کہا جائے گا؟؟ اگر آپ نے ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عندالقبر الشریف کی وجہ سے ''اہل بدعت'' کہا ہے تو اسی عقیدہ پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ حتیٰ کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ ''تحریرات حدیث'' میں اور ان کے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کیا پوری اُمت کو آپ ''اہل بدعت'' کہتے ہیں؟

سوال (161): اگر آپ لوگ حیات قبر کی وجہ سے ''اہل بدعت'' کہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ قبر کی حیات وادراک واحساس کو آپ نے اپنے سوالات میں تسلیم کیا ہے تو کیا آپ بھی ''اہل بدعت'' ہیں؟

سوال (162): جو فقہائے اسلام کہتے ہیں '' ومن يعذب في قبره فيوضع فيه نوع من الحيات'' تو کیا یہ بھی ''اہل بدعت'' ہیں؟

سوال (163): اگر آپ نے ہمیں عام موتی کے سماع فی الجملہ کی وجہ سے اہل بدعت کہا ہے تو سوال یہ ہے کہ آپ کے نیلوی نے لکھا ہے: ''شافعیہ، حنابلہ، مالکیہ اور بعض حنفیہ رحمہم اللہ عام موتی کے سماع کے قائل ہیں۔'' تو کیا آپ ان سب کو ''اہل بدعت'' کہیں گے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بخاری شریف کی جلد 1 ص 178 میں باب قائم کیا ہے '' باب الميت يسمع خفق النعال'' اور پھر اپنے اس عقیدے کو حدیث سے ثابت کیا ہے۔ کیا آپ امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی ''اہل بدعت'' کہیں گے

سوال(164): حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تحریراتِ حدیث'' کے صفحہ 386 پر باب قائم کیا ہے'' **باب المیت یسمع قرع نعالھم**'' اب سوال یہ ہے کہ کیا مولانا حسین علی رحمہ اللہ کو بھی اس عقیدہ کی وجہ سے ''اہل بدعت'' میں شمار کرو گے؟

سوال(165): آپ ''حیات'' کسے کہتے ہیں؟

سوال(166): کیا ''حیاتِ انسانی'' کا تحقق بغیر تعلق روح کے ہوتا ہے۔ جمادات کی بات نہ کریں!

سوال(167): کیا ''حیات'' اور ''موت'' ایک دوسرے کی ضد ہیں یا نہیں؟

سوال(168): کیا متکلمین اسلام نے بغیر تعلق روح کے عذاب میت کو ''سفسطہ'' کہا ہے یا نہیں؟

سوال(169): آپ نے اپنے سوالات میں تسلیم کیا ہے کہ قبر میں مردہ انسان میں اتنا ادراک واحساس اور حیات ہوتی ہے جس سے وہ رنج وراحت کو محسوس کرتا ہے سوال یہ ہے کہ اپنے اس عقیدہ پر قرآن مجید کی نص قطعی پیش کریں یا پھر حدیث متواترہ؟

سوال(170): آپ نے مردہ انسان میں جو حیات اور ادراک واحساس تسلیم کیا ہے اس کی معقول صورت کیا ہے؟ بتعلق روح یا بغیر تعلق روح؟ وضاحت فرمائی جائے!!

سوال(171): جو شخص میت میں اتنی حیات اور اتنے ادراک وشعور کا قائل نہیں ہے کہ وہ رنج وراحت کو محوس کرے۔ ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

سوال(172): جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ روح کا تعلق بدن عنصری کے اجزائے اصلیہ کے ساتھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان دُکھ دسکھ کو محسوس کرتا ہے ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

سوال(173): کیا آپ ''جسد مثالی'' کے قائل ہیں؟

سوال(174): کیا ''جسدِ مثالی'' میں روح کا دخول وحلول ہوتا ہے؟

سوال(175): قرآن وحدیث میں کہاں ہے کہ روح انسانی کو جسد مثالی مہیا کیا جاتا ہے؟

سوال(176): اگر روح انسانی کا جسد مثالی میں داخل ہونا مان لیا جائے تو کیا یہ نظریہ ''فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت'' کے مخالف تو نہیں ہوگا؟

سوال(177): روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھا جائے کیا یہ تیسری زندگی تو لازم نہ آئے گی؟

سوال(178): جو شخص عالم قبر و برزخ میں روح کا جسد عنصری سے تعلق مانتا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

سوال(179): خیرالقرون میں اعادۂ روح کی حدیثوں پر جرح ہوئی ہے یا نہیں؟

سوال(180): خیرالقرون میں کسی محدث نے اعادۂ روح کی حدیثوں پر جرح کی ہے؟

سوال(181): اعادۂ روح کی حدیثوں کا سب سے پہلے کس نے انکار کیا؟

سوال(182): آپ کے نزدیک عذاب قبر جسد عنصری پر ہوتا ہے یا مثالی پر یا دونوں پر؟

سوال(183): آپ کا اس بارے میں جو عقیدہ بھی ہے اُسے قرآن کی نص قطعی یا پھر حدیث متواتر سے ثابت کریں؟

سوال(184): کیا ''عذابِ قبر'' کو ''حیاتِ قبر'' لازم ہے یا نہیں؟

سوال(185): زمین کا وہ حصہ جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے کیا آپ اُسے ''قبر'' کہتے ہیں یا کسی اور جگہ کو؟

سوال(186): قرآن مجید میں ''قبر'' کا لفظ کتنی بار استعمال ہوا ہے؟

سوال(187): قرآن مجید میں قبر کا اطلاق کس پر ہوا ہے مدفن ارضی پر یا برزخ پر؟

سوال(188): علمائے اسلام نے جو یہ فرمایا ہے قبر سے مراد عالم برزخ ہے اُن کی اس جملہ سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ مدفن ارضی کو قبر کے مفہوم سے خارج کرنا چاہتے ہیں یا قبر

کے مفہوم میں وُسعت پیدا کر کے مدفن ارضی سمیت مردے کے ہر مقام کو قبر کے مفہوم میں داخل کرنا چاہتے ہیں؟

سوال(189): جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ مدفن ارضی قبر نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک گڑھا ہے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

سوال(190): عذاب قبر کے لیے جسم عنصری کا اپنی اصلی شکل پر برقرار رہنا ضروری ہے یا مردہ جس شکل میں بھی مستحیل ہو جائے وہ رانج وراحت کا مورد بنتا ہے؟

سوال(191): کل نفس ذائقة الموت کے تحت روحِ انسانی پر بھی موت طاری ہوتی ہے یا نہیں؟؟؟

سوال(192): روح پر ''میت'' کا اطلاق صحیح ہے یا غلط؟

سوال(193): روح ؛موت کا مزا چکھنے کے بعد مردہ ہی رہتی ہے یا زندہ ہو جاتی ہے؟ اگر مردہ ہی رہتی ہے تو عذاب کس کو ہوتا ہے اگر زندہ ہو جاتی ہے تو کیا روح کی طرح جسد زندہ نہیں ہو سکتا؟

سوال(194): جو شخص روح کی موت کا قائل نہیں، اُس کا شرعی حکم کیا ہے؟

سوال(195): جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ موت کے بعد روح جنت کی سیر کرتی ہے کیا اس شخص کا یہ عقیدہ امساک روح سے مخالف تو نہیں ہے؟

سوال(196): کیا روح کے اعضاء ہیں؟ وہ کس آنکھ سے دیکھتی ، کس زبان سے بولتی، کس کان سے سنتی ، کس ہاتھ سے پکڑتی اور کس پاؤں سے چلتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

سوال(197): اگر روح کے اپنے اعضاء ہیں جن سے وہ کام کاج کرتی ہے تو قرآن مجید کی نص قطعی یا حدیث متواتر سے اس کے اعضاء ثابت کریں؟

سوال(198): اگر روح کو کام کاج کرنے، کھانے پینے ، بولنے دیکھنے اور سننے کے

لیے کسی جسد کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ جسد کون سا ہوتا ہے دنیا والا یا کوئی اور؟

سوال (199): اگر دنیا والا جسد؛ روح کے لیے مہیا کیا جاتا ہے تو اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ثابت اور اگر کوئی جسد مہیا کیا جاتا ہے اس کو نص قطعی سے ثابت کریں؟

سوال (200): نیکی اور برائی کرنے میں روح کے ساتھ جسد عنصری شریک تھا یا کوئی جسد؟ اگر جسد عنصری تھا تو قبر و برزخ اور آخرت کی جزا و سزا میں اسے ہی شامل ہونا چاہیے اور اگر کوئی اور جسد تھا جس نے روح کے ساتھ مل کر نیکی یا برائی کی تو اس کا ثبوت پیش کریں؟

سوال (201): ''کرے کوئی، بھرے کوئی'' یعنی عمل کرے جسد عنصری اور جزا و سزا پائے کوئی اور جسد؟ کیا یہ انصاف ہے یا بے انصافی؟

سوال (202): ایک شخص کا نظریہ ہے کہ روح؛ موت کے بعد علیین یا سجین میں رہتی ہے لیکن اس کا ایک درجے کا تعلق قبر سے رہتا ہے، کیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال (203): جو شخص کہتا ہے موت کے بعد روح کا مردہ مدفون کے ساتھ تعلق رہتا ہے یا نہیں اس سے قرآن مجید خاموش ہے نہ نفی کرتا ہے نہ اثبات! بتائیں ایسا عقیدہ رکھنا صحیح ہے یا غلط؟ کیا واقعی قرآن مجید تعلق کی نفی نہیں کرتا؟؟؟

سوال (204): کوئی کہے ''قائلین تعلق قابل ملامت نہیں'' کیا اس شخص کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

سوال (205): کوئی شخص کہتا ہے کہ تعلق اور عدم تعلق کے مسئلہ میں سکوت احوط (خاموش رہنے میں ہی زیادہ احتیاط) ہے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

سوال (206): جو شخص کہتا ہے کہ روح منسبط ہو کر قبر میں آ جاتی ہے اور آ کر نماز پڑھتی ہے آیا اس شخص کا یہ نظریہ غلط ہے یا صحیح؟

سوال (207): ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں قبر کے پاس بیٹھ کر صاحبِ قبر سے ہم کلام ہوتا ہوں کیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال (208): بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

''اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعنا قهم فان کانت صالحة قالت قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت لاهلها یا ویلها این تذهبون بی یسمع صوتها کل شیءٍ الا الانسان ''

سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں بولنی والی ''میت'' ہے یا ''روحِ میت'' یا دونوں؟ اگر روح بولتی ہے تو وہ فرشتوں سے جان چھڑا کر چار پائی پر کیسے آ جاتی ہے؟ کیا اس کا چار پائی پر واپس آنا ''امساکِ روح'' کے خلاف تو نہیں ہوگا؟

سوال (209): اگر میت چار پائی پر بولتی ہے کیا بتعلق روح بولتی ہے یا بلا تعلق روح؟

سوال (210): حدیث صحاح ستہ میں ہے:

'' اذا اُقبر المیت اتاہ ملکان......الحدیث''

سوال یہ ہے کہ فرشتے حساب لینے والے مردہ مدفون جسم کے پاس آتے ہیں؟ یا اس کے روح کے پاس؟ یا روح اور جسم دونوں کے مجموعے کے پاس؟

سوال (211): حدیث میں ہے:

'' المیت یعذب فی قبرہٖ ......الحدیث ''

اس حدیث میں ''میت'' سے کیا مراد ہے، روح؟ یا جسم؟ یا دونوں کا مجموعہ؟

سوال (212): حساب لینے والے فرشتے مردہ جسم کے پاس آتے ہیں؟ یا اس کی روح کے پاس؟ یا دونوں کے پاس؟

سوال (213): قبر کا سوال اسی ''زمینی قبر'' میں ہوتا ہے یا کسی اور قبر میں؟

سوال (214): جو لوگ اسی ''زمینی قبر'' میں سوال وحساب مانتے ہیں وہ حق پر ہیں یا نہیں؟

سوال(215): جو لوگ کہتے ہیں کہ اس ارضی قبر میں سوال نہیں ہوتا بلکہ سوال روح کی قبر میں ہوتا ہے وہ صحیح العقیدہ ہیں یا فاسد العقیدہ؟

سوال(216): حدیث میں ہے کہ قبر مردہ کو دباتی ہے وہ یہی ''ارضی قبر'' ہے یا کوئی اور؟

سوال(217): حدیث مسلم میں ہے: سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ قبر میں ہونے والے عذاب کی وجہ سے مردہ انسان جو فریاد کرتا ہے **تسمعه البهائم** ......سوال یہ ہے کہ جانور جو مردہ انسان کی فریاد سنتے ہیں اس سے کون سے جانور مراد ہیں دنیا والے یا کوئی اور؟

سوال(218): قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات ...... الایه''

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں مقتول فی سبیل اللہ کو زندہ کہا گیا ہے۔اس مقتول سے مراد کون ہے: روح؟ یا جسد؟ یا دونوں کا مجموعہ؟

سوال(219): اگر روح اور جسد کا مجموعہ؛ مقتول ہے تو حیات بھی مجموعے کی ثابت ہوگی اور یہ آیت روح اور جسم دونوں کی حیات کے لیے نص وقطعی بن جائے گی لہٰذا جو شخص اس نص قطعی کو نہ مانے اور جسم کی حیات کا انکار کرے اس کا شرعی حکم بتائیں؟؟؟

سوال(220): اگر مقتول فی سبیل اللہ سے مراد جسم ہے تو کیا جسم کی حیات پر ایمان لانا ضروری ہوگا؟

سوال(221): اگر آیت مذکورہ میں مقتول فی سبیل اللہ سے مراد صرف روح ہے تو اس کے لیے ثبوت درکار ہے؟؟؟ قرآن مجید کی نص قطعی پیش فرمائیں یا حدیث متواتر!!!

سوال(222): حدیث میں ہے:

مقتولین فی سبیل اللہ کو جنت کی سیر وسیاحت کے لیے سبز رنگ کے پرندے عطاء کیے جاتے ہیں۔''

سوال یہ ہے کہ سبز رنگ کے پرندے ان کے لیے باقاعدہ جسم قرار پاتے ہیں؟ یا یہ سبز رنگ کے پرندے ان کے لیے سواریاں؟ اور وہ ان میں بیٹھ کر جنت کی سیر کرتے ہیں؟

سوال (223): اگر یہ سبز رنگ کے پرندے شہدائے اسلام کے لیے باقاعدہ جسم بن جاتے ہیں تو کیا تناسخ کی تعریف اس پر سچی آتی ہے یا نہیں؟

سوال (224): اگر آپ اس کو "تناسخ" نہیں مانتے تو وجہ بتائیں کہ یہ تناسخ کیوں نہیں؟

سوال (225): اگر اس پر واقعی تناسخ کی تعریف سچی آتی ہے تو پھر بتلائیں کہ اسلام میں تناسخ باطل ہے یا نہیں؟

سوال (226): اگر سبز رنگ کے پرندے شہدائے اسلام کے لیے سواریاں ہیں تو ان کی ارواح کس جسم کے ساتھ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر جنت کی سیر کرتے ہیں؟

سوال (227): اگر شہدائے اسلام اپنی ان سواریوں میں انسانی شکل کی صورت میں جنت کی سیر کرتے ہیں اور روح کے ساتھ جسم مثالی ہوتا ہے تو کیا جسم مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسم عنصری سے بھی روح کا تعلق ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال (228): اگر جسم مثالی کے ساتھ تعلق جڑ گیا اور جسم عنصری سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا تو کیا جسم مثالی؛ عنصری کے بغیر برقرار رہ سکتا ہے؟ کیونکہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جسم مثالی تو ظل اور عکس کے مانند ہے اور جسم عنصری اس کے لیے اصل ہے۔ اگر اصل قائم ہوگا تو اس کا ظل اور عکس بھی ثابت ہوگا اگر اصل نہیں ہے تو ظل اور عکس کہاں سے آئے گا؟؟ تو کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جسد مثالی؛ عنصری کا مرہون منت ہوتا ہے۔

سوال (229): جو لوگ جسم مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسد عنصری سے بھی تعلق مانتے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کیا ایسے لوگ صحیح العقیدہ ہیں یا نہیں؟

سوال (230): اگر آپ لوگ شہدوں کے لیے سبز رنگ کے پرندوں کو باقاعدہ جسم

قرار دیتے ہیں، ارواح کا ان میں حلول مانتے ہیں، جسد عنصری سے قسم کا تعلق نہیں مانتے۔ تو بتائیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان سے انسانی شکل وصورت سلب کر لی اور ان کو پرندہ بنا دیا؟

سوال (231): اگر کسی شخص سے انسانی شکل چھین کر اس کو اللہ تعالیٰ جانور بنا دے تو کیا یہ اس کی عزت ہوگئی یا ذلت وتوہین؟

سوال (232): اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

”النار یعرضون علیها غدواً وعیشا ویوم تقوم الساعة ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب...... الاية“

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

”واغرقنا اٰل فرعون“

ان آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سہ عالم میں آلِ فرعون کے لیے تین عذاب تجویز فرمائیں ہیں۔ دنیا میں غرق ہوئے، عالم قبر وبرزخ میں وہ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور عالم آخرت میں ان کو **اشد العذاب** میں داخل کیا جائے گا سوال یہ ہے کہ آل فرعون سے مراد کیا ہے؟ صرف اجسام؟ یا صرف ارواح؟ یا ان دونوں کا مجموعہ؟ آپ کے نزدیک جو بات صحیح ہو اس کو نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت کریں؟

سوال (233): اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

”یثبت الله الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوة الدنیا و فی الآخرة ......الا یة“

مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ ایماندار لوگوں کو قبر اور آخرت میں کارحق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایمان دار کون ہیں؟ صرف اجسام؟ یا صرف ارواح؟ یا ان دونوں کا مجموعہ؟

سوال (234): عالم دنیا کی جزاوسزا میں دنیا والا جسم عنصری شامل ہوتا ہے اور آخرت کی جزاوسزا میں بھی یہ دنیا والا جسم جزاوسزا میں شامل ہوگا۔ اب بتائیں کہ عالم قبر و برزخ کی جزاوسزا میں بھی یہی دنیا والا جسم شامل ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال (235): مندرجہ بالا سوال میں آپ کا جو بھی نظریہ ہو اس کو نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت کریں؟

سوال (236): اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''اموات غیر احیاء......الایة''

بتائیں آیت کی زد میں ارواح بھی آکر **اموات غیر احیاء** ٹھہرتی ہے یا نہیں؟

سوال (237): اگر ارواح اس آیت کے زد میں نہیں آتیں تو کیوں؟

سوال (238): اور اگر ارواح اس آیت کی زد میں آکر **اموات غیر احیاء** ٹھہرتی ہیں تو تم اپنا عقیدہ حیات روحانی والا کیسے بچاؤ گئے؟

سوال (239): قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے حیاتِ قبر اور حیات برزخ دونوں کی نفی ہوتی ہے تو تمہاری ''حیاتِ برزخیہ'' ختم اور اگر صرف حیات قبر کی نفی ہوتی ہے تو بتائیں اس کی کیا خاص وجہ ہے صرف حیات قبر کی نفی ہو اور حیات برزخیہ کا اثبات؟

سوال (240): آپ کے نزدیک قبر اور برزخ میں تضاد و تنافی ہے یا مصداق کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں؟

سوال (241): قرآن مجید میں جو دو موتوں اور دو حیاتوں کا ذکر ہے اس سے حیات قبر اور حیات برزخ کی بھی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (242): اگر ان سے صرف حیات قبر کی نفی ہوتی ہے اور حیات برزخیہ کی نفی نہیں ہوتی تو بتائیں کہ کیوں اور کیسے؟

سوال (243): اگران سے حیات قبراورحیات برزخ دونوں کی نفی ہو جاتی ہے تو تمہاری حیات برزخیہ کہاں سے آئے گی؟

سوال (244): ”ثم انکم بعد ذالک لمیتون“ اس آیت میں کس سے خطاب کیا گیا ہے روح؟ یا جسد؟ یا دونوں کے مجموعے کو؟

سوال (245): اگراس آیت میں خطاب روح کو ہے تو تمہارا عقیدہ باطل ٹھہرتا ہے یہاں روح کو میت کہا گیا ہے اور تم روح کی حیات کے قائل نہیں ہو؟

سوال (246): اگراس آیت میں خطاب جسم کو ہے روح کو خطاب نہیں، تو اپنے اس عقیدہ کو نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت کریں؟

سوال (247): کیا آپ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دیگر عام موتیٰ کے وفات برابر ہے؟

سوال (248): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات عام موتیٰ کی حیات بعد الوفات کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے؟

سوال (249): اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ کوئی امتیازی شان رکھتی ہے تو اس کو واضح فرمائیں؟

سوال (250): آپ کے نزدیک جن آیات اور احادیث سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ”حیات برزخیہ“ ثابت ہے، وہ پیش فرمائیں؟

سوال (251): ”حیات برزخیہ“ کی تعریف کریں، کسے کہتے ہیں؟

سوال (252): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیات برزخی میں روح کو کوئی جسم بھی عطا کیا جاتا ہے یا نہیں؟

سوال (253): اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو کوئی جسم عطا کیا جاتا ہے تو

وہ کون سا جسم ہوتا ہے دنیوی؟ یا کوئی اور؟

سوال(254): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو کون سا جسم ملتا ہے؟ اس کو نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت کریں!

سوال(255): آپ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع عند القبر الشریف اور عام موتیٰ کا سماع دونوں برابر ہیں؟ یا فرق ہے؟

سوال(256): جو لوگ کہتے ہیں ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا سماع عند القبور اجماعی مسئلہ ہے۔'' کیا ایسے لوگ صحیح العقیدہ ہیں یا فاسد العقیدہ؟

سوال(257): تم لوگ جن عام دلائل سے عام موتیٰ کے سماع کے نفی کرتے ہو، کیا انہیں دلائل سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے سماع کی نفی کرتے ہو؟ یا تمہارے پاس کوئی ایسی دلیل بھی موجود ہے جس میں یہ تصریح ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر الشریف نہیں سنتے؟

سوال(258): تمہارے نزدیک حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا سماع عند القبور اصول دین کا مسئلہ ہے یا فروعی مسئلہ؟

سوال(259): اس طرح عام موتیٰ کا سماع آپ کے نزدیک اصولی ہے یا فروعی؟

سوال(260): جو شخص عام موتیٰ کے صرف سماع کا قائل ہے لیکن مردوں کو وہ بھی متصرف الامور نہیں سمجھتا ایسے شخص پر کسی قسم کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

سوال(261): جو شخص عام موتیٰ کے سماع کو فروعی مسئلہ لکھتا ہے یہ شخص صحیح لکھتا ہے یا غلط؟

سوال(262): کوئی کہے موتیٰ کا سماع صحیح احادیث سے ثابت ہے، صحیح ہے یا غلط؟

سوال(263): عام موتیٰ کے سماع کے بارے میں جو شخص یہ نظریہ رکھتا ہو کہ یہ مسئلہ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے کیا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال (264): اگر ایک شخص یوں کہے کہ سماع موتیٰ کی جانب بھی قوی ہے کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

سوال (265): اگر کوئی سماع موتیٰ کے مسئلہ میں سکوت کرے، اس کا سکوت صحیح ہے یا غلط؟

سوال (266): ایک شخص کہتا ہے کہ جہاں جہاں حدیثوں سے سماع موتیٰ ثابت وہاں سماع تسلیم کرلیا جائے اور بقیہ کا سماع سپرد خدا کیا جائے!! یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال (267): ایک شخص کہتا ہے کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں اب فیصلہ ناممکن ہے! یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال (268): ایک شخص کہتا ہے کہ اول زمانہ قریب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہے۔ آیا یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟

سوال (269): ایک شخص کہتا ہے کہ مسئلہ سماع موتیٰ میں حنفیہ باہم مختلف ہیں کیا وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ؟

سوال (270): جو شخص حدیث قرع نعال کو صحیح سمجھ کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مردہ انسان اپنے دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے، یہ صحیح العقیدہ ہے یا بدعقیدہ؟

سوال (271): ایک شخص حدیث قلیب بدر کو صحیح سمجھ کر قلیب بدر کے مردوں کے سماع کا قائل ہے، آیا یہ شخص ''اہل بدعت'' ہے یا نہیں؟

سوال (272): امام بخاری رحمہ اللہ سماع موتیٰ کے قائل تھے یا نہیں؟

سوال (273): شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ سماع موتیٰ کے قائل تھے یا نہیں؟

سوال (274): جو جماعت یہ فیصلہ کرے کہ سماع موتیٰ کا قائل اہل سنت سے خارج نہیں ہے بتائیں کہ ایسی جماعت ہدایت پر ہے یا ضلالت پر؟

سوال (275): کیا قرآن مجید میں کوئی ایسی نص قطعی موجود ہے جو عدم سماع موتیٰ پر

قطعی ہو؟ اگر ایسا ہے تو پیش فرمائیں!!!

سوال (276): جو شخص یہ کہتا ہے قرآن مجید کی کوئی آیت عدم سماع موتیٰ پر قطعی الدلالت نہیں۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

سوال (277): اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر“

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کے لئے نذیر بن کر تشریف لائے تھے؟

سوال (278): اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

” انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوامدبرین...... الایة“

آیت میں موتیٰ سے کون لوگ مراد ہیں؟ مردہ دل؟ زندہ کافر؟ یا قبرستان کے مردے؟

سوال (279): اگر قبرستان کے مردے ہیں تو اذا ولوا مدبرین سے مردوں کا بھاگنا ثابت ہوگا یا نہیں؟

سوال (280): اس آیت کے آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ان تسمع الامن یؤمن باٰیتنا...... الایه“

اس آیت میں زندہ مومن مراد ہیں؟ یا مردہ؟

سوال (281): سماع موتیٰ کا عقیدہ رکھنا شرک ہے یا کفر، بدعت ہے یا گناہ؟

سوال (282): جن فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ ” حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے زائرین کو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب شفاعت کریں اور جن لوگوں نے ان کے ذریعے سلام بھیجے ہیں ان کے سلام پہنچائے“ کیا ایسے فقہاء ہدایت پر ہیں یا ضلالت پر؟

سوال (283): اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی مفسر، محدث، متکلم، مجتہد الغرض کسی عالم دین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عندالقبر الشریف کا انکار نہیں کیا ہے اگر کسی نے کیا ہے تو اس کا نام پیش کریں! اور باحوالہ بات کریں؟

سوال (284): قرآن مجید کی یہ آیت:

"یاایھاالذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی"

کا حکم اب بھی باقی ہے یا نہیں؟

سوال (285): قرآن مجید کی یہ آیت:

"ولو انھم اذظلموا انفسھم......الایة"

اس آیت کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے یا نہیں؟

سوال (286): اگر کوئی کہے کہ اس آیت کا حکم اب بھی باقی ہے وہ گمراہ ہے یا ہدایت پر؟

سوال (287): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عندالقبر الشریف کا عقیدہ عہدِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چلا آرہا ہے یا بعد میں پیدا ہوا؟ اگر یہ عقیدہ شروع سے نہیں آرہا ہے اور بعد میں پیدا ہوا تو بتائیں کہ کب یہ عقیدہ کس صدی میں پیدا ہوا؟ کس سن میں پیدا ہوا؟ اور کس شخص نے پیدا کیا؟

سوال (288): اگر بقول شما یہ عقیدہ نومولود ہے تو بتائیں کہ اُس دور کے علمائے حق نے اس کا تعاقب کیے یا نہیں؟

سوال (289): اگر تعاقب کرنے والوں نے تعاقب کیا تو ان اہل حق علمائے کرام کے نام بتائیں اور باحوالہ بات کریں!!!

سوال (290): اور اگر علمائے حق نے اس عقیدہ کا تعاقب نہیں کیا تو بتائیں علمائے حق بات کرنے سے کیوں خاموش رہے؟

سوال (291): آپ کے محبوب نظر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عندالقبر الشریف کے قائل تھے یا نہیں؟

سوال (292): کیا آپ سماع روحانی کے قائل ہیں یا نہیں؟

سوال (293): اگر سماع روحانی کے قائل ہیں تو نص قطعی یا حدیث متواتر پیش کریں؟

سوال (294): ایک شخص لکھتا ہے کہ

''الحمدللہ'' ہم حفظ اجساد کے ساتھ ساتھ جس طرح کتاب وسنت اوراشادات سلف سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح سماع انبیائے کرام علیہم السلام کے بھی قائل ہیں، سننا روح کا کام ہے۔''

(اقامتہ البرہان ص 235)

سوال یہ ہے کہ یہ جو سماع روحانی کا اقرار کررہا ہے گمراہ ہے یا راہ راست پر ہے؟

سوال (295): آپ کی جماعت کے امیر محترم اور آپ کے شیخ مکرم حضرت مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری اپنی کتاب ''مسلک الاکابر'' میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

''ان الضابطة انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی الباب کیثرة (فتح الملہم ج2 ص419) بے شک ضابطہ تو عدم سماع میں ہے لیکن اس باب میں مستثنیات بہت ہیں۔''

(مسلک الاکابر ص 33)

آپ بتائیں کہ آپ اپنے امیر اور شیخ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟ کیا واقعی آپ کے نزدیک عدم سماع کے ضابطہ سے بہت سی چیزیں مستثنیٰ ہیں؟

سوال (296): اگر بہت سی چیزوں کو عدم سماع کے ضابطہ سے مستثنیٰ نہیں سمجھتے تو اپنے امیر اور شیخ کی مخالفت کیوں؟

سوال (297): اگر آپ اسی باب میں مستثنیٰ کے قائل ہیں تو بتائیں کہ کون کون مستثنیٰ ہے؟ تفصیلاً بات کریں!

سوال (298): ضابطہ عدم سماع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات مستثنیٰ ہے یا نہیں؟

سوال (299): اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدم سماع سے مستثنیٰ نہیں تو بتائیں! اور کون لوگ ہیں جو مستثنیٰ ہیں؟ کیا آپ سے بھی کوئی بڑی شخصیت ہے جو مستثنیٰ ہو؟ دلیل سے بات کریں!!

سوال (300): جو کہتے ہیں کہ بعض اوقات ارواح کا اپنے مردہ جسموں سے اتصال ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مردہ زائرین کا سلام سنتا ہے بتائیں یہ عقیدہ سچ ہے یا جھوٹ؟

سوال (301): اگر یہ عقیدہ سچ ہے تو اس پر نص قطعی یا حدیث متواتر پیش کریں؟

سوال (302): اگر یہ عقیدہ جھوٹ ہے تو ایسے جھوٹے لوگوں کی سزا بتائیں؟

سوال (303): راویان حدیث قلیب بدر حضرت عمر، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوطلحہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم وغیرہ نے "**وما انتم باسمع منهم**" خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے تو کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنے ہوئے الفاظ ان کے حق میں نص قطعی کا درجہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

سوال (304): اگر یہ حدیث ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نص قطعی نہیں ہے تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ارشاد فرماتے تھے اور براہ راست اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے تو وہ نص قطعی کا درجہ رکھتے تھے یا نہیں؟

سوال (305): صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو باتیں براہ راست اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں کیا وہ باتیں ان کے لیے ظنی ہوا کرتی تھیں؟

سوال (306): قلیب بدر کے موقع پر موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نص قطعی کا درجہ رکھتی ہیں تو کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم یوں کہیں کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ قرآن کے خلاف تھا؟

سوال (307): ایک شخص موقع پر موجود ہے دوسرا شخص موقع پر نہیں ہے بات کس کی زیادہ معتبر ہوگی؟

سوال (308): اگر دلائل میں بظاہر تعارض نظر آئے ہیں تو اولاً تطبیق کی کوشش کی جائے گی یا ترجیح کی؟ علمائے اصول نے جو ضابطہ بتایا وہ بیان فرمائیں!!!

سوال (309): سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس موقع پر قرآن مجید کی آیت تلاوت کرنا اور یہ کہنا "وھل ابن عمر" اب سوال یہ ہے کے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ استدلال ظواہر قرآن مجید سے ہے یا حقائق قرآن سے؟

سوال (310): اگر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال حقائق سے ہے اور ان کے نزدیک واقعی قرآن مجید کی یہ آیات "انک لا تسمع الموتی" عدم سماع موتیٰ پر نص قطعی ہے تو ظاہر ہے نص قطعی کا انکار کفر ہے تو پھر سیدہ نے یہ کیوں فرمایا کہ ابن عمر بھول گیا ان کو تو چاہیے تھا وہ راویان حدیث قلیب بدر پر شرک کفر اور بدعت کا فتویٰ لگاتی اور ان کو قرآن کا منکر قرار دیتی بلکہ ان کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا فیصلہ سناتی! کیا یہ امور آپ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ثابت کر سکتے ہیں؟

سوال (311): اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے نہیں بلکہ حقیقی مراد سے تھا تو شیخ القرآن مولانا غلام اللہ نے اپنی تفسیر "جواہر القرآن" میں کیوں فرمایا کہ جو لوگ سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن سے ہے؟

سوال (312): اگر تم لوگ کہتے ہو کہ راویان حدیث قلیب بدر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان پر اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا تو آپ کو چاہیے کہ یہ رجوع حدیث متواتر سے ثابت فرمائیں؟

سوال (313): خیر القرون کے لوگوں سے ثابت فرمائیں کہ راویان حدیث قلیب بدر

نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تنبیہ کے بعد حدیث قلیب بدر کو روایت کرنا چھوڑ دیا تھا؟

سوال (314): کس فقیہ، کس مجتہد، کس متکلم، کس مفسر اور کس محدث نے کہا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تنبیہ کے بعد راویان حدیث قلیب بدر اس حدیث سے دستبردار ہو گئے؟

سوال (315): سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تنبیہ فرمائی یا دوسرے راویوں کو بھی تنبیہ فرمائی؟ اگر کی ہے تو ثابت فرمائیں؟

سوال (316): جمہور علمائے اسلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تنبیہ کو ترجیح دی ہے یا راویان حدیث قلیب بدر کی حدیث کو؟

سوال (317): قلیب بدر میں پڑے ہوئے مردے مسلمان تھے یا کافر؟ اگر وہ مسلمان تھے تو ثبوت پیش کریں؟

سوال (318): اگر وہ مردے کافر اور یقیناً کافر تھے تو سیدہ نے کافر مردوں کے سماع کا انکار کیا تم نے اس تنبیہ سے مومنین اور انبیائے کرام علیہم السلام کے سماع کی نفی کیسے نکال لی؟

سوال (319): سیدہ نے ظواہر قرآن سے استدلال کر کے کفار موتیٰ کے سماع کا انکار کیا ہے سیدہ کے استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومنین موتیٰ کے سماع کی قائل تھی کیونکہ اس آیت کے آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ان تسمع الا من یومن باٰیتنا "

کے ظاہری سے استدلال ہو سکتا ہے کہ مومنین موتیٰ سلام وغیرہ قریب سے سن لیتے ہیں؟

سوال (320): شرح الصدور میں حافظ ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن رجل یزور قبر اخیہ یجلس عندہ الا استانس ورد علیہ حتیٰ یقوم."

(شرح الصدور)

کیا سیدہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومن موتی کے سماع کی قائل تھی یا نہیں؟

سوال (321): شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فضائل حج اور فضائل دورد شریف میں سیرت کی کتابوں سے نقل فرمایا:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھونکیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔''

کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کی قائل تھیں یا نہیں؟

سوال (322): سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا؛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حجرہ مبارکہ میں مدفون ہونے کے بعد پردہ کر کے کیوں جایا کرتی تھیں؟

سوال (323): سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جایا کرتی تھی اور وہاں جا کر اپنے مردہ بھائی کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھتی تھیں

وکنا کندمانی جزیمته حقبة من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی وما لکا لطول اجتماع لم نبت لیلة معا

(ترمذی ج1 ص125)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مومن مردہ کے سماع کی قائل نہیں تھیں تو اپنے بھائی کو مخاطب کیوں بنایا؟

سوال (324): اگر آپ کہیں سیدہ کا یہ خطاب محض اظہارِ غم اور افسوس کے لیے تھا اور ایک حسرت تھی تو بتائیں کہ یہ افسوس غم اور حسرت گھر بیٹھ کر بھی ہوسکتا تھا قبر پر جانے کا کیا فائدہ؟

سوال (325): اگر آپ مردہ انسان کے اس خطاب کو جمادات کے خطاب پر قیاس کرتے ہیں تو بتائیں کہ مردہ انسان کو جماد محض پر قیاس کرنا کیا قیاس مع الفارق تو نہیں ہوگا؟

کیونکہ انسان بہرحال انسان ہے خواہ مردہ ہی کیوں نہ ہو اور جماد بہرحال جماد ہے!!

سوال (326): کیا آپ لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے پورا پورا اتفاق کرتے ہیں؟

سوال (327): اگر آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اتفاق نہیں ہے تو اسے استدلال میں کیوں پیش کرتے ہو؟

سوال (328): اگر آپ کو اس حدیث سے اتفاق ہے تو اس حدیث میں سیدہ فرماتی ''انهم ليعلمون ما اقول لهم حق'' یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قلیب بدر کے مردہ کافر جان رہے ہیں کہ جو کچھ میں ان سے کہتا تھا وہ حق اور سچ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سیدہ علم وفہم میت کی قائل ہیں کیا آپ کی جماعت اس پر ایمان رکھتی ہے کہ مردہ انسان میں جزا و سزا کا علم فہم ہوتا ہے؟

سوال (329): بخاری شریف میں ہے کہ چارپائی پر میت کلام کرتی ہے کیا آپ اس پر ایمان رکھتے ہیں؟

سوال (330): مسلم شریف ج 1 ص 76 میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مردہ انسان قبر پر کھڑے ہونے والوں کے ساتھ اُنس پکڑتا ہے۔ کیا آپ اس پر ایمان رکھتے ہیں؟

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں '' **حتى استانس بكم وانظر ماذا راجع بی وسئل ربی**''

سوال (331): اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' **فانما هی زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة**''

یعنی بروز قیامت اللہ تعالیٰ ڈانٹ دیں گے جس کی وجہ سے سارے مردے قبروں سے نکل کر باہر میدان میں آجائیں گے کیا اہل قبور اللہ تعالیٰ کی یہ ڈانٹ سنیں گے یا نہیں؟

سوال (332): جب مسئلہ آتا ہے عذاب قبر کا تو تمہاری جماعت کہتی ہے یہ وہ ''قبر'' نہیں ہے یہ تو گڑھا ہے اور جب مسئلہ آتا ہے سماع موتی کا تو تم کہتے ہو اے پیغمبر آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے...... یہ دوغلی پالیسی کیوں؟

سوال (333): عالم برزخ میں روح کوئی بات سنتی ہے یا نہیں اگر نہیں سن سکتی تو فرشتے اس سے حساب کس طرح لیتے ہیں اگر روح سنتی ہے تو بتائیں کہ روح کا سننا شرک کا چوردروازہ بنتا ہے یا نہیں؟

سوال (334): اگر زندہ انسان اور زندہ فرشتے سنیں اور پوری زندگی سنتے رہیں تو شرک کا چوردروازہ نہیں کھلتا اور اگر مردہ انسان سلام وکلام سن لے تو شرک کا دروازہ کھلنے لگ جاتا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے؟

سوال (335): جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ شدہ مردہ پرندوں کو آواز دی تھی اور وہ ان کی آواز سن کر دوڑے ہوئے ان کے پاس آگئے۔ آپ بتائیں کہ اللہ کے نبی کے اس معجزہ میں شرک کی ملاوٹ ہوگئی تھی یا نہیں؟ شرک کا چوردروازہ کھل گیا تھا یا نہیں؟

(نوٹ): بندہ عاجز نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ کسی سوال کا تکرار نہ ہو لیکن اس کے باوجود اگر آپ کو کوئی تکرار نظر آتا ہے تو اس کی جواب کی زحمت نہ اٹھائیں بلکہ اتنا بتادیں کہ فلاں سوال کے جواب میں اس کا جواب دیا جا چکا ہے!!!

اللھم صل علی روح محمد فی الارواح

اللھم صلی جسد محمد فی الا جساد

اللھم صلی علی قبر محمد فی القبور

وعلی اله واصحابه واتباعه الی یوم الدین -آمین

ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یارخان (فقط)

28 ربیع الثانی 1428ھ بمطابق 16 مئی 2007ء بروز بدھ ساڑھے گیارہ بجے دن

قائلین جسم مثالی
سے
80 سوالات
مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی حفظہ اللہ

قائلین جسم مثالی سے 80 سوالات

سوال(1): جسم مثالی کسے کہتے ہیں؟اس کی جامع مانع تعریف کریں!

سوال(2): جسم مثالی؛جسم عنصری کا عکس اور ظل ہے یا کسی خمیر سے تیار ہوتا ہے؟

سوال(3): جسم مثالی؛جسم عنصری کا عکس اور ظل ہے تو یہ جسم عنصری کا محتاج اور مرہون منت ہوگا جب تک کہ جسم عنصری سے روح کا تعلق تسلیم نہ کیا جائے اس وقت تک روح کا تعلق جسم مثالی سے قائم ہی نہیں رہ سکتا کیونکہ اصل کے بغیر جسم مثالی کا تصور ناممکن ہے؟

سوال(4): اگر جسم مثالی؛جسم عنصری کا عکس اور ظل نہیں ہے بلکہ کوئی مستقل جسم ہے تو بتائیں کہ یہ جسم مثالی کس خمیر سے بنا ہے اور کس میٹریل سے تیار ہوا ہے؟

سوال(5): قرآن مجید میں جسم عنصری کی تخلیق کو اور تخلیقی مراحل کو تفصیل اور بسط سے بیان کیا گیا ہے بتائیں کہ جسم مثالی کی تخلیق کو بھی اس بسط اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے؟

سوال(6): قرآن مجید میں یا حدیث متواتر میں جسم عنصری کا نام ملتا ہے کہ نہیں؟

سوال(7): جسم مثالی بصورت انسان ہوتا ہے یا بصورت حیوان؟

سوال(8): اگر بصورت انسان ہوتا ہے تو اس کی شکل وصورت جسم عنصری جیسی ہوتی ہے یا اس سے مختلف؟ قرآن وحدیث سے مسئلہ کو واضح کریں!!!

سوال(9): اگر جسم مثالی بشکل انسانی نہیں ہوتا تو اس کو مثالی کیسے کہتے ہیں مثالی کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جسم عنصری کی مثل ہو اور وہ مثل نہیں تو مثالی کیسے؟

سوال(10): اگر جسم مثالی بصورت حیوان ہے تو بتائیں کہ کس کس شخص کو کس کس قسم کا جسم مثالی عطا کیا جاتا ہے؟

سوال(11): نبی اور غیر نبی کے لئے جسم مثالی برابر ہوتا ہے یا انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے کوئی خصوصی شان کا جسم مثالی ہوتا ہے؟ اگر کوئی فرق ہے تو دلائل کے ساتھ واضح کریں!!!

سوال(12): اگر جسم مثالی بصورت حیوان ہوتا ہے تو بتائیں کیا یہ انسان کی تعظیم وتکریم ہوگی یا توہین وتذلیل؟

سوال(13): اصلی جسم کے ہوتے ہوئے جسم مثالی کو تجویز کرنا اور اس کی تخلیق کرنا کس ضرورت اور کس مجبوری پر مبنی ہے؟

سوال(14): روح کا جسم مثالی میں باقاعدہ دخول وحلول ہوتا ہے یا روح تو باہر رہتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم مثالی سے رہتا ہے؟

سوال(15): اگر روح جسم مثالی میں باقاعدہ حلول کرتی ہے تو کیا یہ ایک تیسری حیات تصور نہ ہوگی جبکہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ دو حیاتیں ہیں؟

سوال(16): کیا آپ کی یہ تیسری زندگی کہ روح جسم مثالی میں عود کر آئے "**فیمسک التی قضٰی علیھا الموت**" کے خلاف تو نہ ہوگی؟

سوال(17): اگر روح جسم مثالی میں باقاعدہ حلول کرتی ہے تو بتائیں کہ یہ تناسخ تو نہ ہوگا؟

سوال(18): تناسخ دین اسلام میں صحیح نظریہ ہے یا باطل؟

سوال(19): نیکی اور برائی کرنے میں جسم عنصری روح کا شریک کار تھا اب جزا وسزا کے لیے جسم مثالی نکل آیا یہ ظلم نہیں ہوگا؟

سوال(20): دنیا کی جزا وسزا میں جسم عنصری روح کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور قیامت کے دن جزا وسزا میں یہی دنیا والا جسم عنصری شامل ہوگا تو کیا وجہ ہے کہ عالم قبر اور برزخ میں جسم عنصری کی نفی کر کے جسم مثالی کو جزا وسزا میں شامل کیا گیا آپ کے پاس اس پر کتاب وسنت کے

دلائل......اگر ہیں تو پیش کریں؟

سوال (21): جسم عنصری اصلی کو چھوڑ کر جسم مثالی بنانے کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت در پیش ہے؟

سوال (22): آپ کے نزدیک انسان کسے کہتے ہیں روح اور جسم عنصری کے مجموعہ کو؟ یا روح اور جسم مثالی کے مجموعہ کو؟ یا صرف روح کو؟

سوال (23) قرآن مجید میں فرمایا گیا "**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**" اور "**بدأ خلق الانسان من طین**" وغیرہ آیات میں کون سا انسان مراد ہے؟

سوال (24): کیا آپ جسم عنصری کو انسان سمجھتے ہیں یا نہیں؟

سوال (25): اگر جسم عنصری انسان نہیں ہے تو پھر قیامت کے دن اس کا حشر ہو گا یا نہیں؟ اگر ہو گا تو کیوں؟ جبکہ حشر تو انسانوں کا ہونا ہے اور اگر یہ انسان ہے تو عالم قبر و برزخ کی جزا و سزا میں اس کو کیوں فارغ کیا؟

سوال (26): اگر جسم عنصری انسان نہیں ہے تو معاد جسمانی کا کیا فائدہ؟

سوال (27): اگر جسم عنصری انسان نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کیوں کہا؟

سووال (28): اگر جسم عنصری انسان نہیں ہے تو حشر اجساد کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

سوال (29): قیامت کے دن روح جسم مثالی سے نکل کر جسم عنصری کی طرف آئے گی یا نہیں؟

سوال (30): اگر روز قیامت جسم مثالی سے روح نکلے گی تو کیا یہ جسم مثالی کے لیے موت تصور کی جائے گی یا نہیں؟

سوال (31) قیامت کے دن جسم مثالی سے روح کے نکالنے کے بعد اس کو میت کہنا درست ہے کہ نہیں؟

سوال (32): کیا جب جسم مثالی میت بن جائے گا تو اس پر احکام میت جاری ہوں گے یا نہیں؟

سوال (33): جنت اور جہنم میں جسم مثالی جائیں گے یا عنصری؟

سوال (34): صوفیائے کرام اور اس طرح بعض دیگر علمائے کرام بھی موت کے بعد جسم مثالی کو تجویز کرتے ہیں لیکن وہ حضرات ساتھ ساتھ روح کا تعلق جسم عنصری سے مانتے ہیں قبر میں اس کی طرف اعادہ کے قائل ہیں اور دونوں کی جزا و سزا کے قائل ہیں حتی کہ اسی تعلق کی وجہ سے میت کے سماع کے بھی قائل ہیں اگر تم لوگ صوفیا کی طرح ان سب امور کے قائل ہو تو پھر اپنا عقیدہ بھی یونہی تحریر کر کے جھگڑے کو ختم کرو۔ اگر قائل نہیں ہو تو خواہ مخواہ دھوکہ دینے کے لیے صوفیائے کرام کا نام کیوں استعمال کرتے ہو جبکہ ان کا پورا مذہب قبول نہیں کرتے؟

سوال (35): بتائیں کہ تمہارا جسم مثالی اور صوفیائے کرام کا جسم مثالی ایک چیز ہے یا دو مختلف چیزیں؟ یا صرف لفظی مشارکت ہے؟

سوال (36): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے اور بحیثیت نبی اللہ اور رسول اللہ متعارف ہوئے تو اس وقت آپ جسم عنصری کے ساتھ تھے یا جسم مثالی کے ساتھ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے لئے شوہر، اور بیٹیوں؛ بیٹوں کے لیے والد ٹھہرے تو اس وقت آپ کے ساتھ کون سا جسم تھا؟ آپ نے ہجرت فرمائی، معراج فرمایا، غار حرا میں گئے تو اس وقت کون سا جسم آپ کے ساتھ تھا؟ اور آپ کو وفات کس جسم کے ساتھ آئی؟

سوال (37): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی جنگوں میں شریک ہوئے جنہیں غزوات کہتے ہیں اور بعض غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی بھی ہوئے تو بتائیں یہاں کون سا جسم شامل حال تھا، جسم عنصری یا مثالی؟

سوال (38): دعوت اور تبلیغ کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی تکالیف برداشت فرمائیں، مشقتیں جھیلیں اور پتھر کھائے؛ بتائیں کہ اس وقت کون سا جسم آپ کے شامل حال تھا؟

سوال (39): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک؛ روح کے ساتھ وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف ہوا ہے یا نہیں؟

سوال (40): اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر وصف نبوت اور رسالت سے موصوف

نہیں ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کی وفات کے بعد یہ جملے کیوں استعمال کئے غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کفن رسول اللہ اور قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

سوال (41): عام مومنین مسلمین کے اجسام عنصریہ وصف ایمان اور وصف اسلام کے ساتھ موصوف ہیں یا نہیں؟

سوال (42): اگر نہیں ہیں تو یہ جنت میں کیسے جائیں گئے؟ کیونکہ جنت میں تو مسلمین جائیں گے اگر یہ اجسام عنصریہ ارواح کے ساتھ مومنین اور مسلمین ہیں تو یہ عالم قبر و برزخ کی جزاو سزا سے کیوں محروم ہیں؟

سوال (43): اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر؛ روح اقدس کے ساتھ وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف ہے تو قبر و برزخ کی حیات سے اور نعیم جنت سے کیوں محروم ہے؟

سوال (44): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جس اطہر کو نبی اللہ و رسول اللہ نہ سمجھنا اسلامی عقیدہ ہے یا کفریہ عقیدہ؟

سوال (45): اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو وصف نبوت اور وصف رسالت سے موصوف نہ سمجھا جائے تو کیا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شرف صحابیت باطل تو نہیں ہو جائے گا کیونکہ صحابی تو وہ ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کی حالت میں زیارت کرے اور اس پر ثابت قدم رہے جبکہ صحابہ نے جسم اطہر کو دیکھا اور اس میں موجود روح کو نہیں دیکھا تو ان کا شرف صحابیت کیسے باقی رہ سکتا ہے؟

سوال (46): سنی لوگ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ امتیازی شان بیان کرتے چلے آرہے ہیں کہ شیخین کریمین آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روضۂ مبارک میں آرام فرما ہیں تو جب یہ کہا جائے کہ ہجرہ مبارک میں مدفون شخصیت نہ نبی اللہ ہے نہ رسول اللہ تو کیا شیخین کی فضیلت باقی رہ جاتی ہے؟

سوال(47): ایک طرف آپ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں اور ہم ''حیاتِ برزخیہ'' کے قائل ہیں دوسری طرف عقیدہ رکھتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم عنصری بغیر تعلق روح کے بے جان ہے۔اب بتاؤ کہ آپ نے کامل نبی کی حیات کو مانا یا نا مکمل نبی کی حیات کو؟ (العیاذ باللہ)

سوال(48): آپ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے کوئی خصائص یا کمالات ہیں یا نہیں؟

سوال(49): اگر آپ کے نزدیک قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فضائل ہیں تو بیان کرو؟

سوال(50): زمین کے جس حصہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم عنصری مدفون ہے اس کو قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

سوال(51): اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اطہر کو قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو آپ نے اسے نبی اللہ تسلیم کیا اب اسے ''حیات برزخیہ'' سے محروم کیوں سمجھتے ہو؟

سوال(52): اگر اسے قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سمجھتے ہو جب کہ ساری امت اسے قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہے تو کیا تمہارا عقیدہ اجماع امت کے مخالف تو نہیں ہو گا؟

سوال(53): ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ قیامت کے دن یہی جسم مثالی روح کے ساتھ جنت یا جہنم میں جائیں گے آیا اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال(54): ایک شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ روح تو جسم مثالی میں ہوتی ہے لیکن قبر کے عذاب وثواب کے لیے روح کا تعلق مدفون مردے سے بھی ہوتا ہے، آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال(55): ایک شخص روح کو جسم مثالی میں داخل سمجھ کر جسم عنصری کے ساتھ ہر قسم کے تعلق کی نفی کرتا ہے آیا اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال(56): ایک شخص روح کو جسم مثالی میں مانتا ہے لیکن کہتا ہے کہ جسم عنصری سے روح کے تعلق کی نہ نفی کی جائے نہ اثبات بلکہ خاموشی اختیار کی جائے۔آیا یہ نظریہ صحیح ہے یا فاسد؟

سوال (57): ایک شخص کہتا ہے کہ جو لوگ قبر و برزخ میں روح کا تعلق جسم عنصری سے مانتے ہیں وہ لوگ قابل ملامت نہیں، یہ شخص درست کہتا ہے یا نہیں؟

سوال (58): جو لوگ کہتے ہیں کہ روح جسم مثالی میں ہے لیکن جسم عنصری میں بغیر تعلق روح کے اتنی حیات اور ادراک پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے مردہ انسان ثواب و عقاب کو محسوس کرتا ہے۔ آیا یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ؟

سوال (59): ایک شخص کہتا ہے روح جسم مثالی میں رہتی ہے لیکن کبھی کبھی اس کا تعلق مردہ مدفون سے بھی جوڑ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ زائرین کے سلام کو سُن لیتا ہے۔ کیا یہ شخص صحیح کہتا ہے یا غلط؟

سوال (60): آپ کے نزدیک جسم عنصری اور جسم مثالی دو الگ الگ حقیقتیں ہیں یا ایک چیز ہے اور اعتباری فرق ہے یعنی باعتبار عالم دنیا کے مثالی ہے اور باعتبار عالم برزخ کے عنصری ہے؟ آپ کے نزدیک جو حق بات ہو اس کو واضح کریں!!!

سوال (61): روح کا جسم مثالی میں داخل ہو کر حیات برزخی حاصل کرنا ادلہ اربعہ میں کس دلیل سے ثابت ہے؟؟؟

سوال (62): کیا آپ نے ''حیات برزخیہ'' کو شب معراج پر تو قیاس نہیں کیا؟

سوال (63): آپ کے پاس کون سی نص قطعی موجود ہے جس سے ثابت ہو کہ حضرات انبیائے کرام شب معراج میں جسم مثالی کے ساتھ آئے تھے؟

سوال (64): حضرات انبیائے کرام شب معراج میں کس جسم کے ساتھ آئے تھے عنصری کے ساتھ یا مثالی کے ساتھ؟ آیا یہ مسئلہ اتفاقی ہے یا اختلافی؟

سوال (65): اگر یہ مسئلہ اختلافی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں نص قطعی موجود نہیں ہے اگر نص قطعی ہوتی تو اختلاف نہ ہوتا اب بتائیں بغیر نص قطعی کے آپ نے کیسے اس کو عقیدہ بنالیا؟

سوال (66): حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حیات دنیاوی کے ساتھ زندہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی تک وفات نہیں پائی تو کیا یہ انبیاء بھی جسم مثالی کے ساتھ آئے تھے؟

سوال (67): کیا یہ بات قرین انصاف نہیں ہے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شب معراج میں اپنے جسم عنصری کے ساتھ تشریف لائے تھے یہی حال ہے دیگر انبیائے علیہم السلام کا ہو؟

سوال (68): بر سبیل تنزل اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام جسم مثالی کے ساتھ تشریف لائے تھے تو کیا آپ لوگ ''حیات برزخیہ'' کو اس پر قیاس کریں گے؟

سوال (69): کیا عقیدہ قیاس سے ثابت ہوتا ہے؟

سوال (70): آپ لوگ ''حیات برزخیہ'' کو شب معراج پر قیاس کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص حیات اخروی کو شب معراج پر قیاس کر کے یہ عقیدہ رکھے کہ آدمی قیامت کے دن جسم مثالی سے اٹھے گا تو بتائیں یہ قیاس مقبول ہوگا یا مردود؟

سوال (71): حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انبیائے کرام علیہم السلام کے نام لئے مثلاً آدم، ابراھیم، موسیٰ علیہم السلام وغیرہ۔ اب بتائیں کہ آدم، ابراھیم، موسیٰ علیہم السلام روح اور جسم عنصری کے مجموعہ کو کہتے ہیں یا روح اور جسم مثالی کے مجموعہ کو؟

سوال (72): اگر آپ لوگ جسم مثالی کو حدیث **طیور خضر** سے ثابت کرتے ہیں تو بتائیں کہ سبز رنگ کے پرندے انسان کی مثل بن سکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ انسان انسان ہے اور پرندہ پرندہ۔ انسان اور پرندے میں کوئی مماثلت نہیں لہٰذا پرندہ کیسے جسم مثالی بن سکتا ہے؟

سوال (73): حدیث **طیور خضر** کی تشریح علمائے کرام یوں بیان فرماتے ہیں کہ سبز رنگ کے پرندے شہدائے اسلام کے لیے سواریاں ہیں۔ یعنی سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے طیارے انہیں عطا کئے جاتے ہیں جن میں وہ بیٹھ کر بشکل انسانی جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور ادھر قبروں میں بھی موجود رہتے ہیں جیسے چارپائی پر سویا ہوا شخص عالم خواب میں چلا جاتا ہے تو چارپائی

پر موجود ہوتے ہوئے مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے بعینہٖ اسی طرح شہدائے اسلام اپنی اپنی قبور میں ہوتے ہوئے سبز رنگ کے طیاروں میں اللہ تعالی کی جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں" **وما ذالک علی اللہ بعزیز** "اب سوال یہ ہے کہ آپ کو علمائے اسلام کی یہ تشریح قابل قبول ہے یا نہیں؟

سوال(74): آپ اگر حدیث،، **نسمة المومن طاهر...... الحدیث** سے استدلال کرتے ہیں تو بتائیں یہ حدیث خبر واحد ہے یا متواتر؟

سوال(75): اگر متواتر ہے تو ثبوت پیش فرمائیں!!!

سوال(76): اگر یہ متواتر نہیں ہے بلکہ خبر واحد ہے تو تمہارے عقیدہ کی بنیاد کیسے بن گئی؟

سوال(77): حدیث مذکورہ بالا میں **نسمة** سے کیا مراد؛ روح مجرد ہے یا روح جسم کا مجموعہ؟ اگر مجموعہ مراد ہے تو کون سا جسم ہوگا عنصری یا مثالی؟

سوال(78): اہل جنت ؛ جنت میں انسانی شکل میں رہیں گے یا حیوانی شکل میں یعنی انسان بن کر یا پرندے؟

سوال(79): احکام شرعیہ کا مکلّف اور قرآن وحدیث کا مخاطب روح انسان ہے یا مکمل انسان؟

سوال(80): اگر مکمل انسان بمعنی روح اور جسم کا مجموعہ مکلّف اور مخاطب ہے تو کون سا جسم مراد ہے جسم عنصری یا مثالی؟ آپ جو موقف رکھتے ہیں اسے نص قطعی یا حدیث متواتر سے ثابت فرمائیں!!!

املاء: ابو احمد نور محمد قادری تونسوی
خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان
تاریخ 6 جمادی الاول 1428ھ بمطابق 23 مئی 2007 بروز بدھ

بقلم عبد الجبار عفی عنہ